Title - Masnawi Hasht Gulzar
Creator - Shah Hussain Haqeeqat.
Publisher - Mohd. Mustafa Khan (Lucknow).
Date - 1267
Pages - 108.
Subjects - Urdu Shayari - Masnawi.

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

مثنوی ہشت گلزار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالی عز اسمہ

اہی فراز بندہ نوازی وجود
پہنچتی بخشش خدائی ہر وجود

روز و شب دوران با تمکین
ق بلکہ سب بادشاہ روی زمین

جبہہ سایندہ یان ہین شام و سحر
لاکہہ دارا ہزار اسکندر

دی تو شاہی کا جسکو چاہی سر پر
چاہی جب شاہ ہونکو بنادی فقیر

یان جو گردن کشی کری او زنو
شکل بہرام گور جاے بہ گور

کیونکہ تیری سوا نہین معبود
ہی یہی در ہر ایک کا مسجود

خالق جملہ ذی حیات ہی تو
رازق کل ممکنات ہی تو

غنچہ سان کو کہ ہون ہزار زبان
تیری حمدت کا ہو نہ ایک بیان

ہر گیاہی کہ از زمین روئید
وحدہ لا شریک لہ گوید

تو ہی بیشک ہی خالق آدم کا
بلکہ ہر ذرہ ہزار عالم کا

تیری صنعت عیان ہر شی ہی
خالی صنعت سی ایک بھی نہین تنکا

سا... کیا ہمین ہی فہم...
تیری دریافت جو کرین یہ بشر

تو ہی خلاق اور ہم مخلوق
تو ہی رزاق اور ہم مرزوق

آدمی کیا ہی ایک مشت خاک
خاک کا پتلا ہوا اور اک

معرفت تیری بحر بے پایان
کیونکہ وہ تیری شناسی پہنچی اس

راہ عرفان مین ای تو دور از فہم
ہم کبھی کیونکہ قدم اونہو نکا ہم

ما عرفناک بن تو ہی بتلا
بندۂ ناتوان کبھی بہر کیا

حق تو یہ ہی کہ فہم انسانی
کرسکی کیونکہ لاف حق دانی

نقش پرداز کارخانۂ کن
آسمان ساز و ہم زمین سخن

جبہہ سا تیری آستان پہ مدام
کیا فریدون کیا جم اور بہرام

دی سکندر بنا گدا کو تو
کردی دارا سا بینوا کو تو

واہ کیا شان کبریاے ہی
یہ کریمی ہی یہ خدائی ہے

ای جہان بادشاہ بندہ نواز
سبکو لازم ہی یان یہ عجز و نیاز

ہی وہ مردود جو نہ پہونچی ہی
غیر تیری اور کون پوجنی

ہی غفور الرحیم تیری ذات
وحدہ لا شریک تیری صفات

جبکہ یہ حال ہووی ای یکتا
بندہ توحید کب ہی کر سکتا

کس مین قدرت ہی جز تیری معبود
کن کی کہتی جہان کرے موجود

جن و انسان و مور و وحش و طیر
ہی یہ صنعت تری نہ صنعت غیر

ایک فہم و بصر سے یان درکا
تیری صنعت کی تا کہلین اسرار

تو ہی صانع ہمارا ہم مصنوع
کیا کرین ہم بجز خضوع و خشوع

جانی مخلوق کیونکہ خالق کو
کیونکہ بندہ سراپا ازل کو

ہون جب اپنی شناخت مین کم ہم
ہارین پہچان کا تری کیا دم

عقل و فہم و ذکا و ہوش و خرد
ایک ہو کر کرین ہزار یہ کد

عقلمندان انبیا سے حیران ہیے
فہم یان اولیا کا نادان ہے

جب تک ... نہ دیوی دیدہ ...
تیری پہچان عقل سے ہی بعید

جز خموشی یہان نہین چارہ
فہم عاجز زبون ہی نظارہ

غیر شکر و سپاس نعمتہا سنعا تو بتا کریں ہم کیا
جسکہ نعمت ہائی ہیں بی نعمت شکر کرنے کی بہی نہیں فرصت
تیری احسان کیا بیان کیجے منہ کہاں ہی جو سبحان کیجی
ای خداوند گار ذی احسان کیا یہ احسان ہی تم سی قربان
تا دکہاویں وراہ راست ہمیں اور آگاہ تجہسی ہمکو کریں
گر نہ مخلوق تو اوسے کرتا تو عیاں کبہی نہ ارض و سما
ہر بن مو بنی جو تن پہ زبان ہو سر مو نہ اوسکا شکر بیان
گر یہ ہو وہی تک نری رہبر

سو بہی تو کثرت نعم سی ہای لا نہیں سکتی ہم بجا ای وای
ایک نعمت کا ہم سی شکر ادا تیری سو کند ہو نہیں سکتا
نعمتیں کیسی کیسی ہمکو دیں سب ہماری ہی لئی ہی پیدا کیں
ایک نعمت یہ ہی کہ پیغمبر تن کیتی خلق ای کرم گستر
خاص سب سی ہمارا پیغمبر کیسا پیدا کیا وہ خیر بشر
وہ ہی بیشک ہی باعث ایجاد ہی اوسی کی تمام یہ بنیاد
شکر کرنی سی ہی ہیں جب قاصر ہی یہ حیرت کہ کیا کریں ہم پھر
تو کروں کچہ ثنا ہی پیغمبر

گلدستہ بندی نعت جناب سید المرسلین کی اور مدح طرازی اوس آیۂ رحمت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے

احمد مجتبی شفیع امم مہتر و بہتر نبی آدم
شافع المذنبین بروز جزا رہبر خلق و خواجۂ دوسرا
بخدا ہی صحیفۂ افلاک چند اوراق دفتر لولاک
اوس نی انگشت کی بنا کر کاک نصف نقطہ کیا قمر کا حک
بی لکہی خط نسخ اور تعلیق ہو گیا ناسخ جمیع طریق
اشرف انبیا حبیب خدا [illegible] شفیع عرب بطحا
سنگدل منکروں کی خاطر راہ سنگ ہی اوسکی معجزہ پہ گواہ
مدح کیا اوسکی میں کہوں آہ مدح خوان جسکا آپ ہو اللہ
یہ ہیں اہل رجس اونکی ہی مدحت رضی اللہ عنہم انکی صفت
دامن آل ہی پکڑا اے یار ہونگی مجرم صراط سی ہم پار
یا الہی بحق آل رسول یعنی اولاد مرتضی و بتول
پہنچا ہی رہوں جو صبح و شام اوس پہ صلوات اور اونہوں پر سلام

سرور انبیا و ختم رسل جسکی خاطر ہی یہ جز و کل
اصل کہتی کہ ہی وجود اوسکا ہی جہان کیا غبار جود اوسکا
اوسکی دفتر کی کہتی ہی ورق ق کیونکہ تو منکروں کی وقت سبق
علم کونین از بر او را آمی کون ہی جز محمد عربی
سایۂ کردگار و بے سایہ جسکا قوسین ادنی اک پایہ
مصطفے مجتبے رسول امام ہی محمد علیہ الف سلام
عقل سی برتر اوسکی ہی توصیف منہ ہی کیا کر سکوں جو میں تعریف
اوسکی آل اور سب صحاب کبار رہبر راہ دین ہیں بی تکرار
دوستی اونکی ہمکو فرض ہوئی ایک ہیں وہ نہیں کچہ اونمیں دوئی
اور کیا مغفرت کا حیلہ ہے دوستی انکی پر وسیلہ ہے
دی زبان کو مری خدا نہ سکت مرتے دم تک ہی نا ہیں بی [illegible]

سرسبز کرنا چمنستان مناجات کا اور مستدعے

ہونا مجیب الدعوات سی اپنی حاجات کا

حشر کا روز جب عیاں ہووے اور خورشید وان تپان ہووے
بحق قاسم نعیم جنان نجنی من عقوبۃ النیران
بحر عصیاں میں غرق ہوں میں اثیم بخش دی مجہکو ای غفور رحیم
پر ہی امید مغفرت سی تیری عفو تقصیر تو کریگا مرے
گو گرانبار معصیت سی ہوں نہیں نومید مغفرت سی ہوں

بار الہا یہ عرض ہو وی قبول ہو مرا آتا اور ذیل رسول
ہو وہی وسوقت ای کرم گستر ظل ممدود احمدی مجہ پر
صدقہ اپنی حبیب کا یا رب عفو میری گناہ کر دی سب
عمل نیک گو نہ مجہ سے ہوا مبتلا ہوں بجرم صبح و مسا
گر نہ بخشی گناہ تو میرا فرق ہو مجہ میں اور تجہ میں کیا
ہو وہی نومید مغفرت سی جو صاف شیطان جانئی اسکو

نفس امارہ مجھ پہ غالب ہی / رات اور دن بدی کا طالب ہی
اسکو مغلوب کر دے سب سے تو / بحق لا الہ الا ہو
اپنی الفت مجھی عنایت کر / اور محبت سب مجھے عنایت کر
عشق کا اپنی ہی سبق تو درد / فضل کر کرم بخش ای دم سرد
اور داغون سی نیکی مجھکو فراغ / دی محبت کا اپنی لیکن داغ
کیونکہ تاریک ہی یہ گھر اوس بن / اور رہی کی نور سراج اوس بن
دل پہ یون کھولدی در توفیق / دیکھون بی پردہ روئی تحقیق
گرم رو راہ معرفت کا کر / آشنا بحر معرفت کا کر
گر قناعت کی ملک کا ہی شاہ / بھولون تا شہر حرص کی مین راہ
کر نہ محتاج ہر کس و ناکس / اپنا محتاج رکھ فقط اور بس
اپنی ہون قول و فعل سبھی بحل / محو کر دی خیال سب باطل
شکل آئینہ دی صفائی قلب / قلب سی کر نہ آشنائی قلب
کہو کی امراض قلبی و بدنی / دی مجھی صحت دلی و تنی
جو ہین امراض ان سی دی کی شفا / تندرستی سی رکھ مجھی تو سدا
اور یہ عرض ہی کہ رب غفور / ساتھ آل نبی کی ہون محشور
بعد میری تیری نام کے بزبان / نام جاری انہین کا ای سبحان
وقت آ پہونچی آخری جو مرا / خاتمہ اونکی یاد مین ہو مرا
والدین اور اقربا میری / یار و استاد و آشنا میری
بخشی جاوین سبھی بروز قیام / بحق مصطفی شفیع انام
جتنی اور مومنین ہین خورد و کلان / رحم کر سب پہ اپنی رحمان
سبکی ہو مغفرت بروز جزا / بحق مصطفی شہ دوسرا

نالہ مصنف برنگ ہزار داستان بسبب نایابی کام جہان

یا و لب تک سنو مرا احوال / تم سی کہتا ہون اپنی جی کا ملال
یعنی ہین مبتلائی درد والم / چھوڑا اپنی وطن کو ای ہمدم
مبتلا ہون معاش سی گردان / پھرتا ہون یاس سی اون یہان سی وہان
دشت پیما ہوا و رہ کوہ نورد / دیکھی دنیا کی خوب گرم و سرد
پورب آیا کبھی گیا پچھم / تنگ ایک دل کا درد و غم
کاہ او تپ پہاڑ گئے دکھن / پر کرم کی گئی نہ بد بجھن
چین اکدن دیا نہ قسمت نی / مونہہ دکھایا کبھی نہ راحت نی
دیکھا پھر آکی ملک کرناٹک / کہتی کہتی ہین جسکو بالا ملک
طرف آیا مجھی وہ ملک نظر / خوبی اوسکی نگفتہ بہ بہتر
گرچہ سب کچھ وہان مہیا ہی / سیم کا اوڑ نہ زر کا توڑا ہی
طالع شوم وان بھی تھی ہمراہ / دلکو واشد ہوئی نہ مطلق آہ
ایک شب گفتگو یہ دل سی تھی / لائی قسمت مجھی کہان میری
چھوٹی یار و دیار اور حبیب / طالع شوم وای ہای نصیب
یان کسی سی نہین شناسا ہے / پاس نہین کوئی غیر تنہا ہے
نہ کہین باغ ہی نہ سیر کی جا / نہ چمن اور نہ سبزہ زار اصلا
کیا کرون کس طرف کو جاؤن نگر / دلکو بہلاؤن مین کہان بیکل
بیکلی کس روش سی دل کی جائے / آئی آرام عیش ہو نہ کہ بہلائی
گھر سی جانا کہین نہ آتا ہے / خانہ کیا ہی کہ قید خانا ہے
جلد یان سی نجات دیوی خدا / مجھکو دکھلائی پھر وطن میرا
کب تلک کوہ اور بن دیکھون / جلد پھر جا کی مین وطن دیکھون
نہ سفر سی تو کچھ ہوئی بہبود / کار بستہ نے کچھ نہ پائی کشود
آئی ناگاہ غیب سی یہ ندا / مضطرب ایسا ہو نہ اور تو گھبرا
ہی یہان ایک وہ امیر کبیر / جسکی محتاج ہین جہان کی امیر

شاداب کرنا گلبن سخن کا آبیاری ہیچ سی ایک امیر کبیر کے اور شگفتہ ہونا گل مراد کا نسیم لطف سی اوس امیر کی جو مقبول بارگاہ قیوم یعنی محمد عبد القادر خان بہادر ثابت جنگ ابن نواب الا جاہ مرحوم

جود و ہمت مین اور سخا یکتا ہین / صاحب جود و ہمت و بخشش
زور و قوت مین اور شجاعت مین / والی ملک و نعمت و بخشش
صاحب خلق و دانش و آئین / آج اوسکا نہین کوئی ثانی
ہمت ایسی کہ ہو خجل حاتم
خاتم علم و اربکاوہ یکین / ابر نیسان ہی گوہر افشانی
کیون نہ ہووی ہی اسکا دل حاتم

کف ہمت وجب ہو گو ہر بار
بحر بخشش نی اوسکی جوش مین آ
جزو جزو سخا کرون جو رقم
سہہ سی لی تا بیا ہی طلق جسیم
سخن ہت ہین ہی اوسکا جود عیان
یہ غلط تہا امیر والا جاہ
متفق ہین کی اس سخن پر سب
با مروت ہی اور با تمکین
ختم ہین اوس پہ خوبیان بالکل
ہی غریب نجیب پرور وہ
رزم کی روز ہی وہ رستم وقت
اوسکی آگی جو کوئی ہنر ور جای
وان بصد باغ ایک گل بہی پہول
اوسکا در سب کا پرورش خانہ
کیا وہ دامن امیر و خان کا ہی
غیب سی اوسکو پہونچتی ہی یہ ندا
اوسکا جیتی رہی اسو جای خراب
فیض بخشش ایسا جب امیر ہو یا بن
بجا کی اوس پہ لا بجا تسلیم
رشک قصر جنان ہر اک ایوان
لی دیا مین تجہی نشان بتا
بی وسیلی کبہی نہ وان جانا
سنگ دربان جو پا فتند غریب
بولا کای جوہری در سخن
ہین تجہی پاس اب جو در ثمین
ایسی کیسہ در بیش بہا
بیٹھ جا بہر اوس جناب کو تو

ابر نیسان دہی دامن اپنا پسار
کیا دریا کو پانی مین پتلا
تو گہر بار ہووی میرا قلم
ہی غرض وہ کریم ابن کریم
صورت آفتاب نور افشان
ساری عالم کا بلکہ پشت پناہ
تہا نہ ایسا سخی نہو کا اب
اوس سخا اوسکی اور کو بہی نہین
ہی وہ باغ جہان مین غیرت گل
حق سلامت رکہی سدا اوسکو
بزم کی وقت ہی وہ حاتم وقت
اور ادنا ہنر وہ اپنا دکہای
لی وہ خار ہنر کو دیکر پہول
ہو یگانہ وہ یا کہ بیگانہ
گہر وہ ملجا و اک جہانکا ہے
بسط اللہ ظلہ ابدا
اور ہو رہگرا عدم کا شتاب
جس سی ہین فیضیاب خورد و کلان
دیکہ تو فیر پہر تو اور تعظیم
غیرت خلد ہر چمن سے جہان
اور وہ عشر قسرا امکان بتا
یاد سعدی کا گرہے فرمانا
این گریبان گرفت دامن
ہی تجہی یاد شاعری کا فن
آج شاہونکی گنج مین تو نہین
دسج دل مین ہین کیون چہپای بتا
نذر دی اون در خوشاب کو تو

ہو خجل کیون نہ ابر نیسانی
اوس سی تہرہی کا کرہی سوال
نہین کسی شی کا اوسکی دینی کا ملال
باپ اوسکا تہا رشک حاتم طی
تہا خطاب اوسکا گو امیر الہند
بخشش اوسکی پیلن سی ہی باہر
پہر سخی اوسکا کیون نہو دلبند
ایسا انسان اب نہین کوئی
کیا کہون اوسکا اب مین حلم و وقار
ہی شجاعت کی بحر کا وہ نہنگ
خود ہنر مند و قدر دان ہنر
بحر بخشش یہ جوش پر آوسے
اصل مین ہی یہ بس عجب ہند نژاد
ہی جہان فیض یاب اوس در سے
محفل اوسکی ہی رشک خلد برین
ہی وہ اقلیم جود کا والی
خوش ہین یارب اوسکی دولت خواہ
پہر کس بات کا ہی تجکو غم
مہد دولت بہشت کا در ہی
چار سو ہر روش ہی باغ و بہار
وان کی جانی کی گر سبیل کوئی
در میر و وزیر و سلطان ا
دون وسیلہ ہی گر کہی تو بتا
شعر تو لعل و در سی بہتر ہے
ہی بہا گو ہر خوش آب ہر ایک
ہین پراگندہ تیر سان یکسر
بس یہی تیری تئین وسیلہ ہی

بحر جود اوسکا ہی پہ طغیانی
جون صدف ہی اوسی گہر ونگال
اک نہین لب پہ سائلونکی سوال
فیض جون مہر اوسکا روشن ہے
پیدہ وہ تہا فیض بخش ہند اور سند
بلکہ وہم و گمان سی ہی باہر
کیونکہ بستر آبیہ سے فرزند
ہووی تو دی بتا کہین کوئی
کاہ سا جسکی آگی ہی کہسار
پہر نہ کیونکر کہائی ثابت جنگ
پہر بڑہی کیون نہ اوس سی شان ہنر
ایک کی جا ہزار وہ پاوے
اوسکی ہر قول و فعل سب ہمراد
کیون نہ ہو فتح یاب اوس در سے
چاہتی جیسا ویسا ہی آئین
تو یہی کہہ مد ظلہ العالی
اور اعدا پہرین بحال تباہ
شکوہ بخت ہی عبث ہر دم
رشک دار السلام وہ گہر ہی
ہی وہ دولت سرا بہ از گلزار
گر لیے بیدار ہی بلبل کوئی
بی وسیلت مگر دہیر امن
مین کہا سنکی اس بہتی بہر کیا
کب وہ لعل و گہر پیدا بر سے
در خور گوش آفتاب ہر ایک
منسلک اونکو سلک نظم مین کر
جا نیکا وان یہ روز جیلہ ہی

کیونکہ وہ قدردان فیض و ہنر
مشتری سخن ہی شام و سحر

ہی سخن کا بجان و دل خواہان
ہی خریدار وہ سخن کا بجان

ہو وہی کیونکہ اوسنی اسکی تلاش
نور خور سی فزون یہ بات ہی فاش

یعنی یہ نہار نام اہل زمین
لیک خریدار سخن کی رہتا نہین

جتنی گذری ہین خسروان جہان
یہ جہان اب تلک ہی اونکا نشان

ہی خریدار جی سخن کی سبب
نام رہتا گر نہ اونکا کب

بسکہ پابندہ ہی کلام سدا
پھر رہی کیون نہ اونکا نام سدا

جسنکی ہی سر خسرو سی ہین یہ بات
ماری ہی اک او شہ کی سونگھکی لات

اور کہا یون کہ ای غم و اندوہ
راہ لو اپنی اب کرو نہ شکوہ

اب مین اوسی در پہ جاتی ہون الاہو
دو نو ہو ہم تم جہان خراب و زبون

لیک وہ اتنی تم سے مجھے مہلت
پاکی جو تم سی مین ذرا فرصت

کرون عجب قصہ اک منظوم
جسکی پڑ جاوی شش جہت مین دہوم

نقد تا جاکی مین وہ گذرانون
اور وسیلہ اوسیکو گردانون

شنفتی ہی جو اوس جناب کا نام
بہاگا غم اور کہنک گئی آلام

تب تو رکھکر دوات اوٹھا قلم
یہ کیا قصہ بدیع رقم

جسکی سن نی سی لگو ہمت آئے
جاتی غم اور نشاط و عشرت آئے

تحلیند اس چمن کا جب مین ہوا
بہشت گلزار نام اسکا کہا

کیونکہ کہاتی معنی و مضمون
ہر روش ہین شگفتہ گوناگون

عاشق اوس گل کی عندلیب آسا
ہین بصد رنگ جسکی نغمہ سرا

دیکہ اس باغ کی بہار آ کر
ہی جہان بخش اور روان پرور

کیا عجب ہی کہ بلبل تصویر
چہچہی زن ہوا بلا تاخیر

گو کہ ہی خوب پا کہ ہی یہ زشت
لیک قصہ یہ ہی یہ ہشت بہشت

خسرو شاعران نی جسکو کہا
فارسی کی زبان مین سرتاپا

پیش ازین اوسکو ہین نقش و نگار
فارسی مین کیا تہا نثر ای یار

نثر ہی ایسی ہی ہو وہ رقم
نثر جس پہ نثار ہی ہردم

طوطی ہند کا مین خوشہ چین
ہندی مین اب لکہون ہون عبارت رنگین

ترجمہ اوسکا مین نہین کرتا
پر وہ قصہ کرون ہون نظم جدا

ریختی کی زبان مین با انداز
خوش ہو سن جسکو بلبل شیراز

فی الحقیقت کہون ہون مین ای دوست
یعنی وہ مغز اور ہی یہ پوست

پوست گرچہ چو مغز شیرین نیست
بہر آن مغز پوست بہ زین نیست

ایہ حقیقت کہا غلط تو نے
کہ یہ ہی منصفی فقط تو نے

مغز سی پوست کیونکہ ہوگا نغز
پوست ہی پوست اور مغز ہی مغز

ہی وہ لب لباب مغز سخن
خار بن ہی یہ اور وہ گلبن

یہ سہا اور وہ مہر عالمتاب
ہی وہ آب حیات اور یہ سراب

رشتہ یہ اور وہ دُر شہوار
وہ گل تر ہی اور خشک یہ خار

لیک اس خار کو اگر وہ جناب
چشمہ لطف سی کرے سیراب

بہتر از گل یہ خار ہو جاویگا
آگی گل اسکی خوار ہو جاوی

گر کری وہ سپہر عزت و جاہ
مہر کے چشم سی تک اس پہ نگاہ

سعد ہون طالع اور بخت نصیر
تہی عز و شرف نہ ہی توقیر

ہو قبول اوس جناب کا یہ اگر
پہر غم مجہکو گہیریگا کیونکر

ہی عجب داستان عجب قصہ
راحت افزا و باطرب قصہ

رہنمونی سی بخت یاور کے
اور سعادت سی اپنی اختر کے

در عالی پر اب مین آیا ہون
اور اوسی نظم کرکی لایا ہون

التجا ہی کہ بعد ازین اندوہ
دل پہ میرے نہ توڑی غم کا کوہ

آپ کی فیض سی ہون خوشحال
دکھو میری نہ گہیری رنج و ملال

فکر کیجی میری دل کی دور
حق رکھی آپ کو سدا مسرور

بیان ہی آغاز داستان کا یہ
کیا مزا واہ اس بیان کا ہی

گلزار پہلا گلبندی آغاز داستان

کی اور چمن آرائی اس گلستان کے

ملک ایران کا ایک تہا والی
سپاہ اور تیر اپنے خدا و اسے

کیا بیان کیجی اوسکی شان و شکوہ
شاہ ہو نکا جسکی در پہ ہوا انبوہ

اوسکی شاہان دہر تہی محتاج
روم اور شام سی تہا لیتا خراج

نام بہرام گور تہا اوس کا
کیا کہون کیسا زور تہا اوس کا

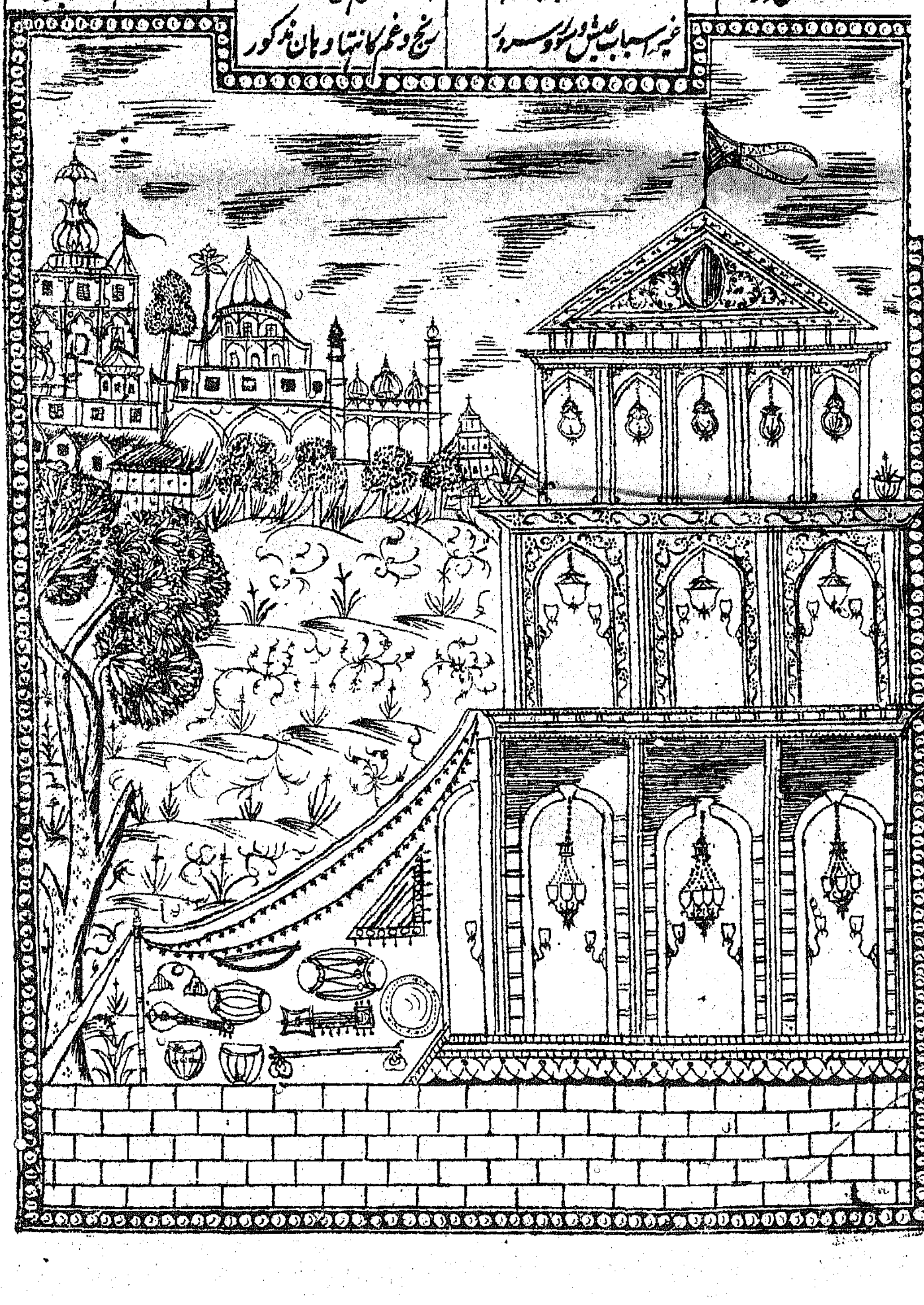
لشکر بے حد شمار سی تہی فزون
سرکشان جہان تہی اوسکی زبون

سن دی وسکی خلاف ما راہم
صفت و داد و عدل کی شن ہوم
سینہ باز خوابگاہ تدرو
زد کی خوف سی نڈر ہر ایک
فیلسوف زمان و دانشور
لک کی انتظام سے یکبار
روز و شب شغل بادہ خوار بتا

پہونچا اکدم مین وہ لقمہ عدم
جور و ظلم و ستم ہوی معدوم
چنگ شاہین کا پناہ تدرو
چمن سے سو وہی بخطر ہر ایک
راست کار و امین و نیک سیر
وہی عنان اونکی ہاتھ بی تکرار
آب کار ہی کا آب جاری تہا
غیر اسباب عیش و سرو و سرور

خوش سپاہ اور سب رعیت شاد
تہی غنم گرگ سی نڈر پہرتے
شہری خوش و روستائی آسودہ
جب ہوا اسطرح نظام جہان
کاردان خیرخواہ خلق خدا
کرکی یون بندوبست با دل شاد
مدرخونسی تہی رات دن صحبت
رنج و غم کا نہتا وہان مذکور

گنج معمور اور ملک آباد
جا کی کنجشک باز پر گرتے
بلکہ سارے خدا کی آسودہ
کر تشی دلخواہ جملہ کام جہان
ایسی انسان بہت سی کر پیدا
عیش کرنے لگا عجب مرادو
خوش آئی تہی اوسکی بس صحبت



چنگ و قانون عود و بربط و دف — بیٹھتی مطرب بجاتین اکطرف
ارغنون مین اور ستار کہین — بجتی مردنگ بار بار کہین
کوئی مطرب بچہ دو لیوی تان — سننی والون کی کہینچ لی جو جان
بزم رقص و سرود و جام مدام — شام سی صبح صبح سی تا شام
رشک غلمان غلام مہ صورت — رہتی حاضر بخلوت و جلوت
باندیان گلبدن ہزارون تہین — یاسمن بستر ہزارون تہین
سرو قد کوئی اور کوئی گلچہر — غیرت ماہ کوئی رشک مہر
دلبری کی تہی فن مین وہ استاد — طرز دلداری اوسکو ساری یاد
نہ فقط چہرہ ہی مہوش کا تہا — شعلہ سان گرم تہی وہ سر تا پا
شرمگین چتون اور بانکی نگاہ — ملک خوبی کی تہی وہ شاہنشاہ
دیکہی چلنی مین جو کی اوسکی اکڑ — وہ مری ایڑیان رگڑ ہی رگڑ
یہ لگاوٹ کی یاد اوسکو چال — اک نگہ مین لی کہینچ دل فی الحال
اوسپہ بہرام گور مایل تہا — عاشق اوس شوخ پر بصد دل تہا
جاتا جسدم شکار کی خاطر — رہتی خدمت مین وان ہی حاضر
میل خاطر بہت تہی سوئی صید — جی سی بہی باسی بندہ کر لی قید
تیرہ شب مین وہ چہیدتا تہا بال — تیر سی اوسکی تہا بچاو محال
تیر جب ہاتہ اوسکی آتا تہا — تیر گردون ہی سہم جاتا تہا
جب لب وہ سی جو ملا سوفار — کرتا میدان مین جاکی گیر و دار
گو وہ جاتا تہا روز بہر شکار — سینہ زری بن تہا وہان بہی قرار
خانہ زین تہا اوسکا خانہ عیش — اور آوازہ ترانہ عیش
گور کی تہا شکار پر مایل — دوڑتا اور کسی صید پہ دل
مرگ کی مرگ کا تہا وہ بغیر — گورکن گور کا تہا اوسکا تیر
لیک بہتا تہا روز بازی مین — اشقر باد پا سواری مین
کہینچتی بی زبان کہتا تہا — باتین کرتا ہوا سی جاتا تہا
تیز رو ایسا وہ چہلاوا تہا — غیرت شرق اوسکا ایک ہوا تہا
چلنی مین ماندگی تب اوسکو ہی — دوڑ کر بہی اوسی جو تہکنا پائی
سایہ جب اوسکا ساتہ دی سکی — دوسرا کون اوسکی ساتہ چلی

کہین جاتی تہی کا اوپر سے لہرا — جس سی زہرہ کا آب ہو زہرا
طبلہ ڈہولک پکہاوج اور جہل — گونجتی ہر محل مین تہی محل
اک طرف سر کی اوڑتی تہی تکی — ککڑی پہلجڑی سے کوئی لی
گرم رہتی تہی شعلہ خویون سی — آتشین چہرہ شمع رویون سی
بہر خدمت سبہی کمر بستہ — دستہ دستہ برنگ گلدستہ
ایک سی ایک دلبری مین غضب — کوئی تیکہی کسیکی بانکی چہب
اون مین اک نازنین خوش اندام — تہی نہایت ہی شوخ اور خودکام
شوخ حاضر جواب اور طرار — لب لبہاو لکو ایسی خوش گفتار
سر سی لی تا بہ پا کرشمہ و ناز — تسپہ عیار اور غضب طناز
کاٹ وہ جسکو دیکہہ ملتی ہاتہ — اور رفتار بہی اکڑ کی ساتہ
ترک چشم اوسکی قاتل و خونریز — خون مین دم سی کیا اوسہین پرہیز
دینا آرام دلکو کام اوسکا — ہو دلارام کیون نہ نام اوسکا
ایکدم اوس سی تہا نہوتا جدا — شب کو بہی تہا نہ اوس سی تنہا
تہا جو خوف عدو نہ کچہ زنہار — رہتا مصروف وہ بسیر و شکار
قادر اندازیون بہ فن تیر — ماری اک تیر سی جو سو نخچیر
تیر کی حق مین تہا وہ سخت کمان — الغرض کوئی تو وہ طوفان
اوسکی قبضی مین آتی جبکہ کمان — قوس چرخ اوس پہ جاتا تہا قربان
سہم کر طایران سدرہ نشین — ہوتی تہی گوشہ گیر و چلہ گزین
لطف وہ ہی بادہ خوار کیا جب تک — نہ کباب شکار کی ہو گزک
گرچہ اقسام صید کی ہین ہزار — پر نہ کرتا وہ غیر گور شکار
لاکہون ہی گور کر دی بیجان — اور مار ای جی سی کوئی حیوان
گہوڑی بہی تہی ہزارون اوسکی بہر — ایک سی ایک ورن مین تہا بہتر
باد پا دہ کی جب اوٹہاتی قدم — صرصر اوس سی تہی پہر ہٹاتی قدم
اسقدر تہا غرض سریع السیر — اوڑسکے پہونچی اوسی وہم کا طیر
جلد اور تیز رو زبس تہا وہ — ماندگی چہو نہ سکتی تہی اوسکو
دوڑتی پیرو جب کہ تہا آتا — سایہ پیچہی تہا اوسکا رہ جاتا
اوس سی گور و گوزن او غزال — عاجز آتی تہی جان سی بیحال

اوسکا ساکب ہی تہا نشہ زور
زندہ ہی لیتا تہا پکڑ وہ گور

صید سی گو جب ملال آیا
ایک دن جی مین یہ خیال آیا

کیہی جاندار کیت لک بیجان
حق کی مخلوق ہین یہ سب حیوان

اپنی ہی جان جانتی سب کی
جان انہین بہی ہی ویسی ہی سبکی

کر کے یہ عزم پہر یہ ٹہرایا
گور جو زندہ اوسکی ہاتہ آیا

جان سی جانکر نہ مارونگا
تن سی اوسکا نہ سر اوتارونگا

بعد از بن جاتا جب وہ پہر شکار
دیتا نخچیر کو نہ کچہ آزار

گور کو زندہ کر کے اسیر کمند
رکہتا قید حیات ہی مین بند

جان سی جو کی نہ پہار اوسی
جان و دل سی کری تہا پیار اوسی

ران پہ دیکی داغ آزادی
چہوڑ دیتا بہ راغ آزادی

ران پر جسکی ایسا ہوتا داغ
باندہ اور مار سی وہ تہا فراغ

بندۂ داغی گور جب ہوتا
پاؤن پہیلا ی دشت مین سوتا

کوئی کرتا نہ پہر شکار اوسے
جیسی ہی الشانہ مارا اوسی

چال ڈالی یہ اوسنی گور سی جب
شاہ بہرام گور پایا لقب

جانا بہرام گور کا دلارام ساتہ واسطی شکار نخچیر کی اور تغیر کرنی صورت دو آہو کی ساتہ کلک تیر کے اور سہل سمجہنا دلارام کا اسی ہنر کو اور چہوڑ آنا بہرام کا صحرای بیدا مین مانند غزال دلارام سی دلبر کو

جبکہ برگشتہ ہوتی ہی تقدیر
اور ستارہ کی ٹلتی ہے تاثیر

پہلی اسباب اوسکا ہوتی عیان
ہی دلیل اس سخن کی اب یہ بیان

کرنا اکدن ہوا خدا کا یون
نکلا بہرام بیس شکار کو جیون

تہی دلارام ہمعنان اوسکی
ہمسخن اور ہمزبان اوسکی

دونو صحرا نورد دشت بدشت
صید جو یندہ کر رہی تہی گشت

ناگہان گذری سامنی سی غزال
کوئی سیہ کوئی سفید کوئی لال

دیکہ بہرام نی اوٹہا گہوڑا
تیر سینہ کی ساتہ جہٹ جوڑا

تب دلارام بولی کرکے نیاز
تیری قربان مین شاہ بندہ نواز

گو ہی اوستاد فن تیر مین تو
چوکتا ہی نہین تو یکسر مو

پر مین استادی تب سمجہون
یعنی مین جسطرح سی تجکو کہون

اوسطرح تیر تو انہون پہ لگا
ای مین تیری یہ جان و دل سی فدا

یون لگانا ہی تیر کا آسان
امتحان کا مگر ہی اور نشان

طرفہ سی یہ سخن جب اوسنی کہا
بولا بہرام کہہ نہ دیر سی کیا

ہی مرا تیر لے فلکی جو ہنر
کچہ نہین امتحان سی مجکو ڈر

تو کہی گی جو کچہ کرونگا مین
امتحان سی نہین ڈرونگا مین

بولی وہ یون لگا تو تیرا اثر
کہ ہو نر مادہ اور مادہ نر

دل مین کہنا سما گیا اوسکا
اور یہ نکتہ وہ پا گیا اوسکا

دونہین قربوس مین بہتی نکال
مارا سینگون پہ نر کی یون فی الحال

اوٹہ گی دونو سینگہ جو تہی اوپر
نر کو مادہ بنا دیا اسطور

کر چکا جب وہ نر کو یون مادہ
نر بنانی پہ پہر ہوا آمادہ

لیکی یکبار گی دو چوبہ تیر
تاک کر ایک مادہ نخچیر

یون کہی دو نو اوسکی فرق پہ غرق
مادہ و نر مین کچہ رہا جو نہ فرق

جب یہ بہرام نی دکہایا ہنر
نر بنا مادہ مادہ بن گیتی نر

دونو شرطین جو تہین بجا لایا
سن نی تحسین اوسکی پاس آیا

بولا انصاف کر تو ای عیار
پوری کین دو نو شرطین کیا یکبار

پہر تو منصف کر اس ہنر پہ نظر
نر ہوا کیونکہ مادہ مادہ نر

تہی توقع کہ وہ بطرز زہ
بولی احسنت آفرین و زہ

پہر تحسین اوس نی کہول زبان
وہی حاکر نی یون لگی وہ بیان

سحر اوسکو کہون مین یا جادو
کم نہین معجزی سی یکسر مو

دیکہی ایسی نہین ہنرمندی
ہی فقط قدرت خداوندی

کام وہ تیری تیر نی یہ کیا
ہم انسان سی ہو نہ جو اصلا

لیک قدرت خدا کی ہی مشہور
ایک سی ایک ہی ہنر مین دور

بالیقین ہو گا کوئی ایسا بشر
کہ زیادہ وہ تجہ سے ہو بہتر

چاہتی ہی یہ دور اندیشی
دوسری کو ہو تیری پر پیشی

سنکی بہرام یہ سخن یکبار
رہ گیا کہول منہ کو جیسی سوفار

تیر سا ایک جگر کے پار ہوا
دل جگر دو نو سی دو چار ہوا

رنگ تغیر ہو گیا اوسکا چہرہ تصویر ہو گیا اوسکا
نہ ہر خندہ ساکہ گل کو گھونٹ پیکی زہر آب قہر کے گھونٹ
کی گستاخی تونی حد سی فزون یہ نہ سمجھی کہ کیا مین کہتی ہون
مار بیٹھی تو ایک پتھر سا بات تھی یا کہ سخت پتھر تھا
غیر کو مجھ سی یہ کیا جو قیاس دور ہو جا تو اوٹھ سیکی پاس
چاہ اخلاص پیار بھول تمام صاف کہکر چلا گیا بہرام
قول دانا کا تو نہین سچا واقعی ہی جو ہی نہون نی کہا
دین بہ دشنام پر گہی خلعت گاہ تسلیم سی کرین نفرت
پس ہی لازم ہی ہر اک آدم بات کو سوچ کر کہے ہر دم
رہ گئی تنہا غرض وہ رشک پری گر پڑی اس بخاک بی خبری
گو کہ آگاہ راہ سی وہ نہ تھی اوٹھ کی جیون گل باد دوانسی چلی
سایہ سی اپنی خوف کہاتی تھی سایہ سان جانتی پہ جاتی تھی
برگ گل سی جو اسکی تھی کف پا خاراون مین تھا ہر قدم چبھتا
رہنما راہ بر نہ کوئی ہمراہ ساتھ تھی ہر قدم پہ لیکن آہ
گرم ریتیل رہ اور خوف ددان دل سوزان سی آہ سرد کشان
پات کوئی اگر کھڑکتا تھا تو کلیجا وہین دھڑکتا تھا
کرتی جاتی تھی آبلی پا بوس جب چلی اسطرح سی وہ کئی کوس
جان مین جان آئی کچھ باری ہوش آئی ٹھکانی پھر ساری
واقع ایسی ہوئی تھا دشت مین وہ کہ نہ تھا وان گذار آدم کو
بخرابی جو پہونچی وان وہ شتاب دیکھا تو ہی بنا ہی گانو خراب
پہلوی کہیت اور وہ سبزہ زار تھی غرض اسکو یہ نہ باغ و بہار
صاحب خانہ در پہ تھا بیٹھا اس نی سیر و کو اس نی جو دیکھا
پوچھا اسکو کون تو ہے حور نژاد ہی پری یا کہ ہے تو آدم زاد
ہو تری رخ سی چشم بد ہین دور کون ہی تو باین لطافت نور
مجھکو حیرت پہ آتی ہی حیرت کہہ تو کچھ منہ سی اپنی ہی طلعت
کیا مصیبت ہی اپنی تجھ سی کہون حال پر اپنی خود مین حیران ہون
کہہ سنایا پھر اپنا سارا حال مہر اقبال پہ وہ آثار زوال

تن بدن مین سنسنانی لگا مارے غصی کے تھرتھرانی لگا
بولا ای شوخ دشمنی پیشہ کچھ کیا دل مین تین نہ اندیشہ
تو ہوئی شیر پر چڑھا آہو گیر بات تیری لگی مجھی جیون تیر
کسکی ایسی جہان مین تھی جرأت اس ہنر مین جو مجھ پہ کی سبقت
کہکی یہ اور گھوڑی پر سی اتار پھینک اوس گل کو دشت مین جیون خار
وہ گیا اور یہ مبتلای رنج رہی ویرانی مین بصورت گنج
باشہان ہر چہ بر خلاف رضاست نتوان گفت گرچہ باشد راست
بولی جو کوئی کر نہ اندیشہ ماری ہی اپنی پاؤن مین تیشہ
وقت کو دیکھکر کلام کری تا نہ اپنا تباہ کام کری
چلتی جسدم وہ نازنین جیون تیون جمع ہوش و حواس کب تھی تیون
ہر قدم پر تھی خائف و لرزان گاہ گریان تھی اور کبھی حیران
چبھتی تھی ہر قدم پہ سیکڑون خار کف پا دونو خار سی تھی فگار
رگ گل پا سی ہون فگار افسوس خاراون مین چبھین ہزار افسوس
اپنی گفتار سی پشیمان تھی حالت اسکی غرض پریشان تھی
بسکہ بہر قدم تھا خوف ہلاک تھی اوڑاتی وہ اپنی سر پر خاک
گاہ آتا نظر جو پشتہ شیر شیر غم لیتا آہوی دل گھیر
اک نظر آیا کوردہ یہ خراب اس طرف کو قدم اٹھایا شتاب
تھی کٹی اس مین خانہ کاہی گو وہ قصر و عمارت شاہی
وان کی انسان تھی وحوش صحرای تھی وہ خو کر ہوئی نہ تنہائی
پر وہ سمجھی کہ ہی یہ رشک بہشت اور باغ ارم و زرع و کشت
ایک دہقان کا ٹوٹا سا اک گھر تھا جو اوس بستی کی کنارے پر
ہو دیوانہ سا وہ اٹھا یکبارگی اور بہت سی کی آکی غمخواری
گذر اس جا ہوا ترا کیونکر یان تو آتا نہین ہی کوئی بشر
جلد مجھکو بتا کہ حیران ہون گو ہون زندہ یہ جسم بیجان ہون
صنم سنگدل نی کھولی زبان اور کہا یون کہ ای خجستہ جوان
جب ٹھکانی حواس پاؤن گی ساری بپتا مین کہہ سناؤن گی
سانحہ غم کا کہہ سنایا سب غصہ بہرام کا جتایا سب

وہ جوانمرد جب ہوا آگاہ
دی تسلی کہ اب نہ کہا کچھ غم
رشتۂ الفت کا مین نہ توڑونگا
رو کہا سو کہا جو کچھ کہ مجھکو ملے
حق کو سونپا جہان تو چاہی جا
تونی فرزندی مین لیا جو مجھی
کہلکی پہ اور بازو بند اک کہول
گرچہ آزردہ نیاز اوسی تہا کیا
جھٹ مہیا کیا ہر اک سامان
کو بظاہر وہ مرد دہقان تہا
یاد موسیقی اور اشتہیات
نایک وقت و تانسین زمان
ساز جس وقت وہ بجاتا تہا
کرتا بربط نوازی گہ بہ طور
جب دلارام کا ہوا ممنون
کوہل اور تیر اوسکا ہر اک سر
ایسی قانون سی بجاتے تہی
جب وہ اس فن مین ایسی ہو کامل
اپنی غو می کچھ تا درست کرے
کہولی جب مہر شب کی منہ سی نقاب
ساتھ لی بربط و ستار اپنا
مرگ چہالا بچہا بسبزہ زار
جلا تران ہوا بہی آجاتے
گرد و پیش اوسکی آکی باندہتی صف
کرکی یون قید دشت کی احرار
خود بخود دہن کی نیند کی ماتے
جب وہ پردہ بدل بجاتی کچھ اور

یعنی ہی یہ دُرِ خزینۂ شاہ
رکہ مری آنکھون پر تو اپنی قدم
تیری خدمت سی منہ موڑونگا
نہ رکہونگا دریغ مین تجہ سی
نہین مانع مین تیری جانی کا
لازم اب پرورش ہی میری تجہی
ہفت اقلیم ہو نہ جسکا مول
پر وہ مرہون ہوا اوس احسانکا
جسکا ہی احتیاج مند انسان
پر بڑا فیلسوف دوران تہا
از بر اونکی مسائل اور نکات
تان پر جسکی زہرہ ہو قربان
محو عالم کو کرد کہاتا تہا
مردہ ہی کو زندہ کرتا جو فی الفور
سب اوسی یہ سکہا دیتی افسون
حلقہ زن تہا بگوش ماہی خور
مارتی گاہ گہ جلاتے تہی
کہ لبہاتی تہی وحش و طیر کا دل
عزم بہرام کا وہ سست کری
گہوڑی پر یہ سوار ہوکی شتاب
کرکی برقع کو پردہ دار اپنا
بین گاہی بجاتی گاہ ستار
ابر سان سر پہ آکی چہاجاتی
اک طرف شیر آہو ایکطرف
جھٹ اوٹہا لیتی ہاتہ مین ستار
خواب راحت مین صاف آجاتی
چونک کر کرتی جست تب فی الفور

ہی یہ بانوی واجب التعظیم
ہی مجی تو لائق خداوندی
جان اس گہر کو جان اپنا گہر
اور مرضی اگر نہو یہ ترے
بولی وہ مہ کہ چند روز تو یان
مین ہی محسن حق شناس حق آگاہ
رکہ دیا اوسکی روبرو فی الحال
گہر مین لیجاکی اوسکو بہلایا
نقل و می فرش و ماحضر ہمہ چیز
تہا ریاضی طبیعی سے آگاہ
بربط و چنگ کی بجانی مین
ساری پردون سی تہا وہ محرم راز
گہ ہنساتا کہے رولا دیتا
سرد و گرم زمانہ چکہ کی تمام
ساز کی فن مین کر دیا استاد
وہ بریشم نواز جادو کار
دم عیسی تہا تار ساز کی ساتہ
عرض اس بات پہ ہوا اوسکا
یاد پا اوسنی ایک معمول لیا
منہ کو زیر نقاب کر لیتے
جاتی جنگل مین ایک سمت نکل
سنکی آواز دلکش ہر ساز
یون دلارام اونکو کرتی رام
کرتی صہبای نغمہ سی یون مست
اور منوم بجاتے پہر بطور
رہتی پہرون پڑی وہ بیہوش یون ہا
کودتی اور کرتی پہر یون جست

جور گردون سی جی ل اسکا دو نیم
تجہکو لیتا ہون مین بفرزندی
اور قانع ہو تو بخشک و تر
نہین نور آور ہی کچھ اسمین مری
رہتی ہون گہر مین سی مین تمہارے
حق پدر کا نہ ہو لونگی والد
بی بہا جسکی ہیری تہی اور لعل
شرط خدمت جو تہی بجا لایا
اوسنی آمادہ کی بصد تمیز
یاد حکمت کی نکتی خاطر خواہ
تہا وہ استاد اور گانی مین
بسر اپردہ سب ہری تہی ساز
گہ سولاتا کہی جگا دیتا
منزل دشت مین کیا تہا مقام
کیسا استاد اپنی سی ہی یاد
جب بجاتی تہی لیکی ہاتہ ستار
زندہ و مردہ کرنا اوسکی ہاتہ
قصد اس کہات پہ ہوا اوسکا
اور یہ معمول اپنا باندہ دیا
مہر زیر سحاب کر دیتے
اسطرف آج اوسطرف کوکل
وحشی دشت آکی کرتے نیاز
کہ نہ رم کرتی اوس سی تہی دد و دام
کہ نہ رہتی تہی اونکو طاقت جست
کہ یہ وحشی تمام بس فی الفور
مست دیکہو ہیون جسطرح سنتو
یک بیک جیتی جیسی کوئی مست

یہ خبر جب ہوئی بہ خاص و عام
دام حیرت میں پھنس کے اہل خلقت

یعنی اک آہو چشم جادو کام
دیکھنی آتی روز یہ صنعت

ہیں جب دشت میں جاتی ہی
ہو گئی جب وہ شہرۂ آفاق

مار کر آہو پھر جلاتی ہے
سنکی بہرام بھی ہوا مشتاق



کہ بری شکل وخت دہقانی — رکہتی ہی معجزہ سلیمانی
دام مین وسکی سب جرند و پرند — شیر وآہو مطیع ہین پابند
نسپہ ہی معجزہ مسیحا کا — کہ جلاتی ہی بات مین مردا
سحر داؤدی جیسی سنائی ہی — آب آہن کو کر بہاتی ہی
سنکی اچنبہ یہ بات ہو بیتاب — آیا بہرام اوسکی پاس شتاب
التجا کی کہ ای پری طلعت — ہون وواخجا یہ سن صنعت
سن نی سی کب تسلی آئی مجہی — جب تک آنکہون نہ تو دکہائی مجہی
معتبر کرچہ پس شنیدہ بود — کی شنیدہ مثال دیدہ بود
وہ تو خواہان تہی ایسی ہی فن کو — رات دن ساعتین ہی گنتی تہی
مانگتی تہی دعا یہ شام و سحر — درگہ کبریا مین ہو مضطر
یعنی بہرام گور رم خوردہ — جس نی مجکو کیا دل آزردہ
دور کر وحشت آئی میری پاس — تا مبدل ہو ساتہ آس کی یاس
آیا جب دام مین وہ رم خوردہ — ہوکی خرسند یہ دل افسردہ
دشت مین جاکی اوسکی ساتہ اکبار — کہو لکر دل لگی بجانی ستار
سحر آہو تواز سنکی غزال — آکی موجود ہو گئی فی الحال
جمع جب ہو چکی چرند و پرند — اور ہوئی تار نغمہ مین سب بند
بین کی ہاتہ مین بجانی لگی — نیند آنکہون مین اونکی آنی لگی
کردئی ایک آن مین بیجان — دشت کی سارے وحشی و حیوان
پہر بربط بجائی یون یکدست — چونک کر جو کی وہ کرنی نشست
مردہ ہو زندہ جب ہوئی دد و دام — دام حیرت مین پہنس گیا بہرام
دیکہ یہ سحر سام سی یکبار — قدرت حق کا دل مین کر اقرار
بولا بیساختہ عجب یہ نہین — ہین عجایب بہت بروئی زمین
ہی طلسمون سی بہر مالامال — دل مین اپنی کوئی کری یہ خیال
کہ نہین مجہ سا دوسرا کوئی — بہتر اوس سی ہی ہوئیگا کوئی
کاروان ایک سی ہی ایک بڑا — پہر ہی اس بات کا اچنبہا کیا
سنکی بہرام گور کا یہ سخن — کہل کہلا کر ہنسی وہ غنچہ دہن
پہر زیر نقاب سی یہ کہا — حق ہی یہ ہی یہی مقولہ میرا
ہی مگر تیرہ سحر سطحی یہ بات — نہ کہ بہرام کی لئی ہیہات
وہ جو مادہ کی تہین بنائی نر — کون اوس سی جہان مین ہی بہتر
مین جو مردی کو زندہ کرتی ہون — واقعی سہل ہی مرا یہ فسون
مجہ سی بہتر جہان مین کئی بہتر — نہین بہرام سا کوئی بشر
ہی یہ انصاف آج تو نی کہا — حرف حق سی خفا ہو جو فرا
عدل انصاف مقتضی تہا یہی — ہوکی منصف جو آج بات کہی
یہ سخن سنکی چونک اوٹہا بہرام — جون ہوا گوش زد یہ اوسکی کلام
صاف آواز آشنا کی سن — دل مین کچہ سمجہ گیا اس زن
منہ سی برقع اولٹ دیا جہٹ پٹ — اور گیا آہ مار اوس سی لپٹ
جاہتی تہی کہ بی ہم جو کیوا اثر — اسطرح جو رہی نہ مطلق اثر
دونو کی دل یہ کہل گئی در عیش — پہرتی سر سی آہی یہ سر عیش
ہوکی خوشحال اور پکڑ کر ہاتہ — لی گیا گہر اوسی پہر اپنی ساتہ
جو کدورت تہی لگی جاتی ہی — بیکلی دونو کی یون کی گئی
دونا آگی سی پیار چاہ ہوا — اور گذشتہ کا عذر خواہ ہوا
بسکہ دونو یہ صنعتین تہین عجب — سنکی حیران رہتی تہی جو سب
نر کو مادہ بنانی کا وہ ہنر — مردہ کی زندہ کرنی کا یہ اثر
حکم بہرام گور کا یہ ہوا — جلد بر صفحہ حریر دوتا
نقشبند ان ہو قلم اکبار — نقشہ دونو کا اک کرین طیار
تا رہین دونو یادگار جہان — کیونکہ دونو ہم ہینگی جہان

طراحی ساتہ مکان ہی نو نشان کی اور طیاری کرنی نقش نگار سی ہر ایک ایوان کی اور جلوہ فرمانی بہرام کی ساتہ صنم کا ذکر بشن کی ہر روز ایک محل مین اور ہر شب قصہ گوئی اون شکر لبون شیرین گفتار کی اوس مکان تخیل مین

نقش پرداز اسکی راوی نی — یعنی اس داستان کی حادی نی
نقش اس رنگ آگی ہی باندہا — اور یہی تصویر یون یہ قصر گیا
یعنی بہرام شاہ نادر دوست — تہا جو مغز ہنر ہمہ بی پوست
دیکہکر صنعت ولادہ اسمی — بالہمہ فروشان بہرامی

مشکل سے کی تو تھی سے بھول گیا
کہ سدا جانا دشت و ہاموں میں
تھی جو خدام شاہ عالیجاہ
روز طی کرتی تھی جو بیشہ و کوہ
اور نہ مقدور یہ کہ عہدہ چھوڑ
لیک دل میں یہ سوچی تھا ہر ایک
بن آتی نہیں کوئے چارہ گری
آئی اک رات وہ پریشان جمع
شاہ بہرام کا وزیر و مشیر
تھا وہ حلال مشکلات جہان
سب تھے مختار اوسی تھا شہ نے کیا
اوسکا ہر اک مطیع فرمان تھا
سب سلاطین نامدار جہان
کہ نہیں ہم میں طاقت اب باقی
ملک کا کچھ نہیں ملک کو خیال
ورنہ مرتی ہیں ہم تو صبح و شام
رخصت اونکو کیا بعز و وقار
اون سے یہ کہکے دل میں سوچ گیا
ہو وہ نقشہ کہ ماہ خرگاہی
سات قصر ایسے کیجیے برپا
روز ہر ایک میں ہو عیش طلب
صبح ہوتی ہی وہ خرد آرا
ساتھ پیغامبر بہت دانا
لائق پادشاہ و تاجوران
اور کہا اون سے ای پیامبرو
کام کر تم یہ کرکے آؤ گے
جب بیاہی دخترونکی وہ خواہان

مشتغل اور ساری بھول گیا
رہنا مشغول اسی ہی فسون میں
اور سب سروان خیل و سپاہ
کوہ تو دو نہ تھی نہون جستجوہ
بیٹھیں خدمتگذاری سے منہ موڑ
سوچھی تدبیر کوئی ایسی نیک
فرصت اونکو نہ دوڑ سے تھی ذری
ملکی پروانہ سان یہ پیش شمع
جسکی کامل ہر ایک تھی تدبیر
قائل اوسکی جہان کی دانایان
نظم و نسق تمامک اوسکو دیا
دو دشمن سبکا بزیر احسان تھا
مانتی اوسکا تھی بدل فرمان
حد سے گذری ہی شہ کی مشتاقی
ہوتی اس حال سے ہیں ہم پامال
کام ہونا ہر ایک کا ہی تمام
اور اس بات کا کیا اقرار
یعنی تدبیر اسکی کیجے کیا
گاہ ہو وہی دشت کو راہی
آسمان سا ہو کنکرہ جنکا
اور کاٹی نشاط میں ہر شب
خیر خواہ خلائق وہ دارا
عرض مطلب میں چست اور سیا
دی متاع نفیس نے پایان
جاکی بہرام کی طرف سے کہو
سر و پا ملک و مال پاوکے
کی کسیسی نہیں نہ غیر از ہان

میل خاطر نہ بس ادھر آتی
دیکھنا یہ تماشہ نادر
روز کی دوڑ سے تھی ہلکان
کسکا زہرہ کہ روبروئی شیر
ہر گھڑی پاس چاہتی رہنا
جس سے مع توقف آنا جانا ہو
روز آپس میں کہتی تھی باتین
شمع دانش وہ منذر نعمان
ہم سبق اوسکا اور ہم مکتب
کاردانی میں تھا وہ لاثانی
اوسکی بی حکم کچھ نہوتا کام
سرکشی اوس سے کوئی کرتا کر
یک تب ان ہوکی سب نے حال کہا
کہ نوردی ہی یہ غضب کوئی
تو ہی دانا ہی مہر و صاحب رای
اونکو نعمان نے تسلی دی
دیکھو کرتا ہون کیسی میں تدبیر
گیا کہ وہ آپ میں فکر جو بہرام
ایک شب سوچ میں اوسے کٹی
تاکہ بہرام شاہ خود رفتہ
یون ہی ہر روز بس ہی معمول
گھر سے جیون پھر باہر آیا نکل
ساتون اقلیم کی طرف یکبار
کیا کہون کیسی چیز دی تحفہ
یعنی ہر بادشاہ کیوان جاہ
پہونچی القصہ وہ بہر کشور
پادشاہون نے کر بجان قبول

ہر سحر بس جال ٹھہرا سے
دل ہوتا شاد خوش سے خاطر
تن میں باقی ہی ایک جان
کچھ کرے عرض حال ہوکی دلیر
سست گوہوں یہ سچ تیان سنا
گھر میں ہی کا کچھ بہانا ہو
سوچتی تھی دلون میں سب کیا تیرہ
تھا جو حکمت میں ثانی لقمان
یا دخدمتگذاری کی سب تھی جا
اوسکی مشہور تھی ہمہ دانی
زیر حکم اوسکی دم سے تا شام
رہتا باقی نہ اوسکی تن پہ سر
اپنی دل کا غم و ملال کہا
تھک گئی آہ ہم تو سب کوئی
تیری ہی ای اس بطر سے بچا ہے
اور چھوٹی دنونکی بہت لی
بھولی جو صیدگاہ اور نخچیر
منزل خانہ میں لی گی مقام
بات آخر یہ اوسکی دل میں کچھی
عشرت انگین کری یہ ہفتہ
یا دصحرا و دشت جاوی بھول
اور یہ تدبیر اونسے کی اول
سبع سیارہ سان کتی سیار
ایک سے ایک چیز دی تحفہ
اپنی دختر کا مجھ سے کردی بیاہ
بحضور شہان والا قدر
مقصد اونکا کیا قرین بحصول

ہفت سے ہدیہ پہرو ساتون آئے
سات سے اپنی سات یہ سات لائے

بر لب جو تہا مرغزار اک خوب
تازگی جسکی طبع کے مرغوب

خاک پاک اوسکی تہی نشاط افزا
دلکش و جان فزا وہانکی ہوا

صاف دلکی کدورتین ہووی
رنگ کو خاطرونکی جہت کہوی

چاہا اوسکا ظہور جلد سے ہو
دخل اوس مین نہو درنگی کو

ہندسہ دان تہا ایک شیدا نام
اس ہنر مین کیا تہا پیدا نام

کار فرما جو وہ بناو ان کا
حکم نافذ ہوا یہ نعمان کا

کنکرہ اوسکا عرش سا ہووے
پایہ ہر ایک کرسی سا ہووے

ہر مکان ہو وہی اسی قرینے پر
کرسی اوسکی فدا ہو زینت پہ

سنکے شیدا یہ حکم نعمان کا
اوس سے بہتر وہ کاربند ہوا

سات ایسے کئی مکان طیار
جسمین تہی ساتون آسمان نثار

جب کہ طیار ہو چکی یہ مکان
رنگین اس ہنگ کے وہ کئی ایوان

جسکی اتوار کی لئی تہے بنا
شکل خور زعفرانی اوسکو کیا

تہا سہ شنبہ کی واسطے جو مقام
رنگا گلنار اوسکو جون بہرام

پنجشنبہ کی واسطے جو بنا
صندلی رنگ مشتری سا کیا

اس سے ہی جب فراغت اوسنے پائے
زیب و زینت پہ اوسکی خاطر آئی

دخل وان دوسری نہ رنگ کو تہا
ویسی ہے کل چمن مین تہی ہر جا

کرکی ساتونکا سات رنگ سنگار
اپنی اپنی دیا مکان مین اوتار

دائیان اور دوا سہیلیسے
آٹھون مغلانی بی بی اور باندے

صندلی کوئی کوئی سبزا رنگ
ہاتھونکا چہتی سنہرا رنگ

نسترن نرگس اور چنبیلے
سیوتی و گلاب البیلے

چنپہ صد برگ کیتکی گلزار
رعنا زیبا دار غوان گلنار

چاندنی گلبدن او چاگر کوئی
دل لگن ہنسمکہ اور دلبر کوئی

جو لباس اپنی رنگ کا پہنے
دونی ہر رنگ کی نہ کیون وہ کری

کوئی بیٹہی کہین سنگار کری
پہر خود دیکہنی آئینہ کو دہرے

اک غزل خوان ایک نغمہ سرا
بیٹہی اک پاؤن پہر مین لٹکا

ایکی چٹکی کسیکی کوئی بہاگے
گدگدے کرنی اسکو وو لاگی

ساتون جب آئی ماہ نو رانی
آئی پہر او سپہ رائی نعمانی

بسکہ سبزہ پر از طراوت تہا
غیرت سبزہ زار جنت تہا

اک جوان سا تہا وہانکا آب
جسکی پینی سی شیخ ہوتا شاب

ہاتہ جب اوسکی ایسی جا آئی
تہی جو بات اوسنے ملین ٹہرائی

سب عمارت بنانی کا سامان
دم مین سب جمع کر دیا لا وان

جو عمارت بنائی تہا شیدا
لوگ ہوتی تہی دیکہ اوسکی شیدا

سات ایوان بنا تو ایسی بان
جس مین ہون ساتون آسمان قربان

قصر جنت کو اوس پہ آتی رشک
دور باغ ارم جو کہاتی رشک

ہو منبت ہر اک مکانکی سقف
ہو خجل جسسے آسمان کی سقف

سات ایوان کی ہنکا کر سنگ
سرخ و سبز و سفید چکار نگ

سات گنبد بنائی شکل سپہر
رات دن جس پہ صدقے ماہ و مہر

یکشنبہ بنایا تہا جو محل
سپید اوسکو کیا بہ رنگ زحل

تہا دوشنبہ کی واسطے جو وا
سبز ریحان رنگا بہ رنگ ماہ

چہار شنبہ بہی جو کہ تہا منسوب
جون عطارد کیا کبود اوسنے خوب

جسکو نسبت تہی جمعہ سے پوری
زہرہ آسا رنگا وہ کافور سے

تہی جہان مکان وہ سب جیسے
پردے اور فرش بہی نئی ویسے

بن چکی جب مکان یہ خاطر خواہ
اون مین اگر مکین ہوتین وہ ماہ

تہی بہر رنگ جس مکان کی اساس
تہا اوسی رنگ پہ مکین کا لباس

جس مکان کی لئی تہی ٹہرائی
تہی اسی رنگ وہ برعنائی

کوئی سرخ و سفید کوئی گلفام
یاسمن بو و یاسمن اندام

گل بہار و بنفشہ و سوسن
گیندا را بیلی کوئی غنچہ دہن

زعفران مشکی اور رنگیلی کوئی
خوش قدم سہ لتا چمیلی کوئی

سب یہ پوشاک سج سجا رنگین
اپنی اپنی مکان مین جا کی رہین

ہر سب اپنی نگار خانے مین
پہرتی عاشق کا دل لبہاتی ہین

کوئی اپنی اکڑ کی جہت کہلائی
کر اشارہ کوئی کسی کو بلائی

کہیلی چوسر کوئی کوئی شطرنج
کہیلی پچیسی اک کرشمہ سنج

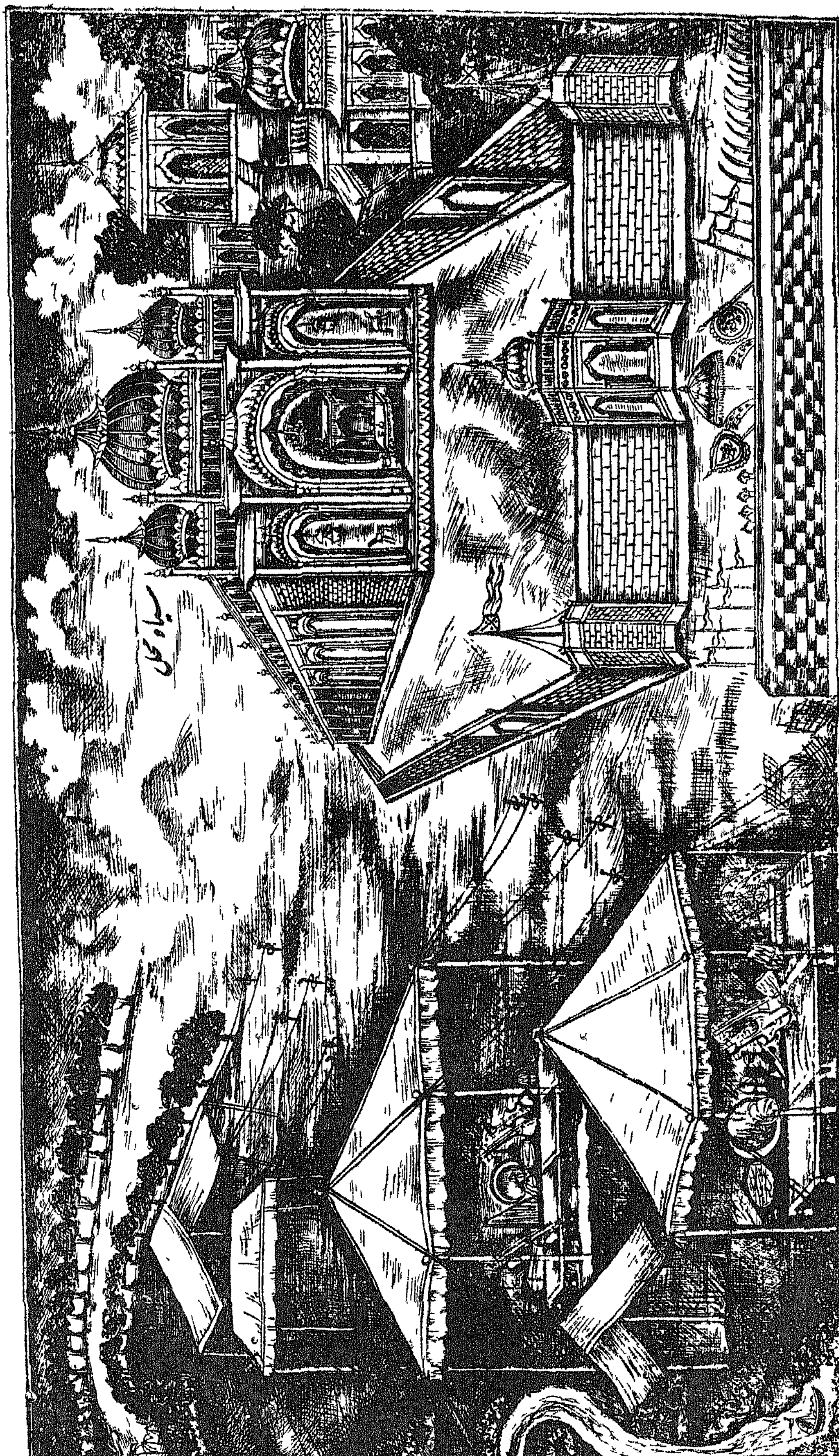
کوئی دیتی ایک کو گالی
کوئی چٹکی بجائی کوئی تالی

چہکی سی کوی کسیکی جڑ دی ہول / ہنس کے وہ اک دای پڑہ لاحول
کہین خندہ کہین قہاقی تہے / تالیونکی کہین تڑاقی تہے
لیکی پینگ ایک اسطرح جہولے / کنگرہ جاکی عرش کا چہولے
چلتی جب کوی دیکہا کی چہب پہلجہتی / دیکہنی والون کی تہی کم بختی
لیوی اک گلعذار پہول کو توڑ / ڈالی اک پانہ دوسریکا موڑ
تہدی ہر ایک کی سجاوٹ تہی / کہین لگاوٹ کہین رکہاوٹ تہی
اک طرف ساقیان میگون لب / لیکی اسباب میخوری کا سب
غرض اسباب عیش کا یہ تمام / تہا پی استراحت بہرام
جسطرح سی کہ تہا وہانکا داب / کرکی تسلیم و کورنش آداب
گہرمین اب ہین غزال شیرین کار / کہیلنا یان عبث ہی بہر شکار
وصف اونکا کیا غرض یان تک / دلکو بہرام کے لگی چیٹک
آکی دیکہا جو وہ ارم سا مکان / گل کی صورت وہ ہوگیا شادان
ہر مکان دیکہا اور مکین دیکہا / آسمان ایک بر زمین دیکہا
حور و غلمان سی پر تہا وہ بہشت / جسپہ قربان ہزار دیر و کنشت
ہر اک آشوب جان و فتنہ دہر / آفت جان مردم وہ شہر
آئیان جب نظر وہ عقل فریب / بہاگی آرام و ہوش و صبر و شکیب
انکو دانا جو دیکہ رہتی ہین / الحفیظ الحفیظ کہتی ہین
حذر انسی کیا نہین جاتا / بن انہون کی رہا نہین جاتا
الف قد کو کرکی خم جیون جیم / لائین سو ناز سی بجا تسلیم
جیسی سیا ہو گی شہ کی قدمون پر / دی دعا یہ کہ شاہ نیک اختر
ہو وین بد خواہ نیست اور نابود / اور رہین خیر خواہ سب خوشنود
بن گئی جو زمین پہ رشک سپہر / گو ہر انجم تہی آپ تہین مہ و مہر
کرکی اک اک کی حال سی پرسش / کی وہ بخشش جو تہا حق بخشش
بزم آراستہ پہر ایسی کئی / جم نی جو خواب مین بہی دیکہی تہی
رانکی صحبت سی ہین ہوا وہ شاد / جو نہ عیش گذشتہ آئی یاد
ایسی خدمت کی تہا جو شایان / کی وہ بخشش کہ خوش ہوا نعمان

کوی ہنہنی کسی پہ کچہ بولے / کوی حکمت پہ زبان کو کہولے
منہ بنا کوی کسیکی منہ کو چڑای / کہ تہتہا کی کوی کسیکو کہجاے
باندہ کر اک دوشالی کی گاتی / گاتی پہرتی وہ گات دکہلاتی
کوئی سی لگا کی کہاوی پان / خون عاشق کری بہر عنوان
کہی خندی کسیکو ٹی چنال / کوی برا مانی کوی جاوی ٹال
اونکا کب تک کیا کرون مین بیان / الغرض تہی ہر ایک آفت جان
مستعد پینی اور پلانی مین / مشتغل کوی کسکی کہانی مین
کرکے نعمان نی سب یہ طیاری / آیا بہرام پاس یکبارے
دست بستہ ہو عرض حال کیا / مژدہ جان فزا سنا یہ دیا
آہو چشم ایسی گہر مین ہون گمراہ / کیا ہی لازم کہ بیچی دشت کی راہ
سنکی از بسکہ خوش یہ بات ہوا / دشت سی صاف دل اوچاٹ ہوا
کرتا گلگشت باغ و سیر چمن / آنجو سا بہرا بہرا گلشن
دیکہا جو وان وہ تہا بوضع جدید / ہوتی حیران تہی جنکو دیکہکی دید
آئین جب کہ سرو وہ مہ پارہ / ہوگئی بند چشم نظارہ
ایک غمزی سی اور یہ نیم نظر / زہد و ایمان و دین کی غارتگر
بت غارتگر شکیب و قرار / اس سی کرنا حذر یہی دشوار
گرہو تجہ سی تو ان سی ہو ہشیار / ہم تو بیہوش ہوگئی ای یار
دیکہ بہرام کو وہ عشوہ فروش / ہوگی ناز و نیاز سی ہمدوش
دیکہ اون کا فروتنی طرز سلام / کرکی مجرا کہسک چلا آرام
سر پہ عالم کی ہو تہا سایہ / آسمان سا بلند ہو پایہ
لاکی پہر کشتیان پیاز گوہر / کی نثار اتنی شاہ کی سر پر
بادشہ نی بہی لطف شاہی سی / بوسی ہر ایک کی جبین پر دئی
تخت شاہی پہ جلوہ فرما ہو / سامنی لی وہ بیٹہا سا تون کو
تہا حریفان تو سی دور مدام / ساتہ ساتون کی چل رہا تہا جام
بہر نعمان کاروان کو بلا / آفرین بار یک بیک اوسکو کہا

گلزار دوسرا تشریف لیجانا بہرام کا روز یکشنبہ گنبد مشکین مین اور جشن و فتا کرنا اوسکا صنم ہندی کی ساتہ اوس مکان گلکشت آئین مین

روز یکشنبہ ہوا جو غالیہ سا / شب کا باد سحر نی مشک گہسا



شاہ کیوان ہمم بلند مقام
مہر برج شرف شہ بہرام
سبج کی پوشاک سب وہ کیوان رنگ
دیکھ کر جسکو ہو زحل سی ننگ

سبج مشکین مین جلوہ کر وہ ہوا
نافہ مشک چین گھر وہ ہوا
بیٹھا آ تخت آبنوسی پر
دہر سیہ سر پہ خسروی افسر

عشم ہندوی وہ ماہ تمام
رکھی جون مہر زان پہ پہنچی مقام
کمر ہندی کی کو باندہ کے بخت
اور سراپا لباس کی درست

صورت ساقیان قاطع دان
نقل و می جام لیکی آئی دوان
جب ہوا یہ قران زہرہ و ماہ
دور مین جام آیا خاطر خواہ

اک طرف مطربان زہرہ نوا
کرتی کانی بجانے کا چرچا
مجلس آرا صنم وہ ماہ جبین
کچھ حیا کچھ غرور کچھ تمکین

کمر رہی تہی بصد کرشمہ و ناز
دلکو شہ کے شکار جون شہباز
تہی سحر سی غرض کی شام تلک
می و صہبا غوری نقل و گزک

آئی جب شام اور چھپا خورشید
چاندنی چاندنی بچھادی سفید
روشنی دیکھی ہو گئے کافور
شب مہ آئی با فراوان نور

شاہ بہرام تہا جو مست شراب
سوئی خلوت سرا چلائی خواب
ہاتھ مین ہاتھ دی وہ مہ پارہ
آئی خلوت مین لیکی یک بارہ

جاکی لیٹا پلنگ پر جسدم
بولا افسانہ کہہ کوئی اسدم
کر زمین بوس اوس نی او تسلیم
عرض یون کی کہ شاہ ہفت اقلیم

تا جہان ہو تمہی کر جہان شاہی
تیری تابع ہو مہ سی تا ماہی
تاجدار ایسا سر تری ہو تاج
دین تجھے شاہ روم و شام خراج

ہون شکستہ زبان مین منہ زور
زلف آسا نجی نہین ہی سو
ایسی تیغ ولیدہ ہی مرے تقریر
کہہ نہین سکتی کچھ جو ہو کی دلیر

تابع حکم پر جو ہون مین کنیز
گو نہین ہیکڑ بد کی کچھ تمیز
کہتی ہون اک فسانہ کر جو ہے بات
گر پسند آئی تو زہی عزت

افسانہ کہنا اوس کا فرجاد و تقریر کا اور سبحہ آفرینی انجام پہونچانا اس قصہ بی نظیر کا

عرض کی سنئی شاہ عالی جاہ
اک سراندیپ مین تہا شہنشاہ
کہ سلاطین اوسی تہی دیتی خراج
لیکی وہ باج بخشتا تہا تاج

لاؤ لشکر تہا اوسکا حد سی فزون
اور خزائن شمار سے بیرون
ملک اوسکا وسیع تہا سب سے
پایہ اوسکا رفیع تہا سب سے

تہی نہ شی ایسی کوئی جہانی مین
جو نہ ہو اوسکی کار خانی مین
سبج و علم اوس ہی آتی تہی ہیکی
کرتا تہا وہ نشاط بی کہکی

تہا عدو بند اور دوست نواز
عدل و نصفت فزا و ظلم گداز
اہل دانش تہی اوسکی پاس عزیز
تہی آئین اوسکی یا تمیز

جمع دانائی دہر تہی اوسکی پاس
شرفا نجیب شرف ناس
ایسی لوگون سی اوسکو صحبت تہی
نفرون اور پاجیون سے نفرت تہی

جسکو دانا بڑا وہ پاتا تہا
ہمنشین خاص اوسی بناتا تہا
آپ ہی تہا بڑا سلیقہ شعار
نکتہ دان تیز فہم خوش گفتار

حق نی کو دی سر ایک ہی نعمت
لیک سب سے یہ تہی بڑی نعمت
تین تہی اوسکی دلربا فرزند
ایک سی ایک چڑہتا دانشمند

رکہتی تہی وہ بڑا ہی فہم رسا
آگہی اوسکو سنو کی ذہن و ذکا
کام مین سلطنت کی دانا تہا
سب قوی ہیکل اور توانا تہا

تہی شجاع و سخی حلیم و دلیر
بیشہ رزمگاہ کی سب شیر
زور و قوت مین شک بیژن تہی
رستم وقت وہ تہمتن تہی

معدلت کیش اور عدالت کوش
صاحب دانش و تمیز و ہوش
ہو فلاطون اون سی تعلیم
فیلسوف زمانہ تہی وہ حکیم

کیا بیان کیجی اونکی اوج کمال
تینون لاثانی تہی وہ بی ہمال
نظم و نسق جہان آہی اوسی ہوا
کر نہ غیرون سی شہ کو کام رہا

ہو وی بین البلند انہی جب ایسی
کہ نہ نکلین جہان مین ویسے
التجا پہر کیا کسی سی رہے
اور کیا مدعا کسی سی رہے

سبج مثل کہہ گئی ہین دانشور
کہ جگر ہی جگر ہے دیگر
ایک دن شاہ عاقبت بین نی
یعنی دارای دارا آئین نی

تینون کی تینین کیا طلب
امتحان تا کرے اونہو کا ادب
دل کی ہر ایک کی ہوس دیکھی
محک امتحان پہ کس دیکھی

یعنی لی دنگاده یه راز ضمیر
پهلی فرزند اوین کو بولا
صبح شام جوانی هونی آی
سب تجهی مین هیبت قوی هی خلل
ارث یانه نهین هی شاهی کا
کیجیو سلطنت تو داد وجود
کر نار کهوالی تو بذات خویش
خوف روز قیام کا کیجو
بولا یونهی چوم کر زمین نیاز
کب هی یه لایق هوا خواهی
سر پر افسر تهی هی کیا زیبا
مجهکو الحمد نه وه دکهاوی دن
تخت پر هو مقام مور کو گو
مقتضای اسکی کب هو دانای
دل مین تو صد هزار تحسین کے
چوم پیشانی سر په پهیر کی هاته
اوسنی سن یه سخن هی جواب دیا
جو کهین آپ کرنا اوسکی خلاف
لیک حضرت سے هی یه دور قمر
ملک کا میری بیٹیا مالک هو
بهائی صاحب کے هوئی که تو اسے
خلف الصدق هی کو کرکے طلب
که جهانبانی هی شبانی خلق
رهین اول تو هی قائم آپ
بندیکو تو کسے طرح و السلام
دل مین سوچا که تینون نور نظر
سره و ناسره پرکهتی هین

هی کسی انسی آرزو سے سریر
کهنی لاکا که سنتی هو بابا
آخر اب زندگانی هونی آئی
هوگئی هین جو اس اب مختل
وقت هی طاعت الهی کا
خلق راضی هو جس سے حق خوشنود
گرگ کو سونپیو نه گله میش
پوچهینگی راعی سے رعیت کو
کیا کها آپ نی یه بنده نواز
هوتی حضرت کی هین کسکو بجا
تخت پر هی جلوس نازیبا
اور رکهی ایکدن نه آپ کی بن
وه سلیمان تخت زیب نهو
سک نشیند بجای گیپاسے
ایک ظاهر مین خوب نفرین کے
شفقت سے اٹهایا اپنی هاته
تها بڑی بهائی نی جو عرض کیا
کسکی قدرت یه رکهتی مجهکو معاف
جیبے هی جچهه سلوک نوع دگر
مالک اسکا نه غیر ذلک هو
مجهکو زیبنده کب هی تاج شهی
باتین اوس سے هی کهین غرض سے جی
طفل سے کب نبا پاسبانی خلق
سایه گستر رهون هم په دایم آپ
یه هو بیٹها هی نهین هی تخت و کلاه
راحت جان اور جی کی چین
خوب کهوٹا کهرا یه کهتی هین

کسکو خواهش هی شهریاری کی
اب نهین مجهکو آرزوی شهی
تیر قد کا هوا کمان کی شکل
اس سوا اور بهی هین بیحد عیب
قرعه شاهی اب هی تیری نام
ناتوانون په کیجیو مت زور
گله میش یه رعیت هے
سن یه فرزند دانش اندیشه
جب تلک بینگی یه مه و خورشید
سر په جب تک هی آپکا سایه
اور جب آپ هی نهون سر پر
تخت پر تیری کیا هون تخت نشین
تو سلیمان اور مین هون مور ضعیف
سنکے یه گفتگو پسندیده
کرکی غصه اوسی نکال دیا
اوس سے هی کهین غرض هی باتین
اور کها کامی شه خجسته صفات
کیونکه حضرت کی رو برو آئے
هان مگر اوس دم هوا آپکی خواهش
تب بهی لی نیب تخت دارائی
اوس سے بهی هو خفا وه شاه غیور
تها تو چهوٹا په تها بڑا زیرک
هوتی حضرت کی اور بهائیونکی
بعد حضرت کی هوتا نایب کا
شاه نی سن یه باصواب جواب
نیک سیرت هین اور سعادتمند
زر مغشوش کی هین یه نقاد

هی طلب کسکو تاجدار بنکی
آرزو اب کوئی نه دلکو رهی
دنیا لذت نهین شراب و اکل
هی مثل یه که پیری صد عیب
هو مبارک تجهی سرایه مقام
دیجیو اعدا کو بهیج جانب گور
راعی انکا شه ولایت هے
خیر خواه پدر ادب پیشه
رهیو اقبال آپکا جاوید
سایه کیسا که هے هما پایه
ایسی جینی سے مرگ هی بهتر
درخور بنده وه مقام نهین
مجهکو زیبا هی کب وه جای شریف
خوش هوا دل مین شاه سنجیده
اور فرزند دو مین کو بولا
تهین بڑی بهائی سے جو کی باتین
حق سلامت رکهی سدا یه ذات
کسکی طاقت هی یه جو تخت په جای
اور یه هی هڑی تلین کسکا لیت
بیٹهین گے تخت پر بڑی بهائی
بولا اوٹهه سامنی سے تجهه ری دور
دیا کیا هی جواب سنیو تک
حکمرانی غلام کیونکه کرے
حق اگر هی تو بهائی صاحب کا
غصے هو پهر کیا نه اوس سے خطاب
اور رسا انکی عقل کی هی کمند
طبع روشن هی ذهن هی وقاد

پست ہمت نہین ہین عالی ظرف
ترا لی و نباد کہا ئی گو جو بن
ایسی اولاد حق سبہو نکو دی
پھر ملی یہ بہدر احت ہین
سختی اصلا نہین اوٹہائی ہی
جو نہو بہوک پیاس سی واقف
پیادہ و نکاوردو کہ وہ کیا جانی
رنج جب تک نہ یہ اوٹہاوینگے
ہو غضبناک اورچین بہ جبین
پست ہمت ہین اور دون خصلت
شہر کی باہر آؤ انکو نکال
جانی تینونکا پیادہ قافلہ دو
ہو کی منقاد وہ بحکم پدر
گہ بویرانہ گہ بآباد سے
ہمدم آہ وہم قدم ہمہ الم
لیک ایسی کٹی نہ کوئی منزل
رہ نورد کی تینون یہ طالب
یعنی اک زنگئی سیہ چہرہ
کہ ادہر سی اودہر اودہر سی ادہر
آہ میرا ہوا ہی اونٹ اک گم
گو اونہون نی نہ اونٹ دیکہا تہا
ایک بولا کہ ہاست بتلا نا
سن یہ دونون نشان وہ دو لنگ
بولا ہان سچ ہی لیک یہ ہی تہا

خوب مطلب کا بوجہنی ہین حرف
پر فریب اوسکی ہین یہ این
دشمنون اور دوستون کو دی
سایہ پرور و نازو نعمت ہین
پرورش گہر ہی بیٹہی پائی ہی
بہوک کی کب ہو پاس سی واقف
رہ نوردی کا دکہ وہ کیا جانی
رحم کب عاجز و نہ کہاوینگی
کی ہر اک کو ہزار ہا نفرین
خوب بدطالع اور زبون طینت
لق و دق دشت مین انہین دو ڈال
نہ سواری نہ زاد و راحلہ دو
ہوئی شہر بدر سی وہ بیدر
جادہ پیمای دشت بیداد ی
مہر و مہ کی طرح قدم بہ قدم
جسمین کچہ تجربہ نہو حاصل
جاتی تہی ایک شہر کی جانب
بستیزہ گری وہ خو کردہ
صورت گرد باد خاک بسر
گرہو دیکہا تو ہی تباہ و تم
لیک کہتی تہی بسکہ فہمین رسا
جانب چپ سی اونٹ ہی کانا
بولا ہان جی ہی کانا ہی اور لنگ
دیجی صاحب کہ ہی کدہر وہ گیا
سمت کو سنتی ہی وہ بد خصلت

کینہ پرور نہین ہین سینہ صاف
ملک و روزہ کی لٹی اکبار
زہی طالع کہ یہ عقیدت کیش
سرد و گرم زمانہ سے آگاہ
نکلی جسکی نہین ہوا سے ہو
پیادہ پائی کا جو اوٹہائی رنج
بادشاہی جو ہی شبانی خلق
اس لیتی کی یہ شاہ نی تدبیر
اور کہا تینون ہین یہ نالایق
شکل سی انکی ہین ہویدا ہون نفوس
سیر تی سرحد ملک مین زنہار
الغرض تینون ماہ رشک بدر
نکلی نی زاد و راحلہ محزون
کہاتی رنج اور پیتی غم کا زہر
ہو کی سرحد خسروی سی بدر
واردات ایکدن ہوئی عجیب
ہوئی ظاہر یہ خواہش اللہ
راہ مین ہوگیا دو چار انسی
پہر کی ہر سو تہکا مین آوارہ
تمکو اسکی جزا خدا دیگا
دینی لاگی تہی وہ بن دیکہی
دوسری نی کہا کہ ای نگی
تیسرا بول اوٹہا کہ سنتا ہی
تینون نی ہاتہ اوٹہا کی یکباری
اشتر بی مہار کی صورت

تی ہی باہم ہمارو نکی خلاف
نہ کریگی یہ تینون برخوردار
بیش ہین رہینگی اور بآل از بیش
نہین مطلق یہ میری دولتخواہ
پہر کیا جائیگا یہ راسئی دو
اور سو طرح کا جو پائی نہ رنج
بخدا ہی وہ پاسبانئی خلق
یعنی غصہ مین آ بلا تاخیر
آج انسی بہت ہوا ہین دق
ہون یہ کم بخت میری پاس سی دور
شہر مین گر رہین تو ڈالو مار
مہر نورانئی سپہر قدر
کرتی دل مین خیال گونا گون
پہرتی تہی گانو گانو شہر بشہر
پہونچی بارے بکشور دیگر
سنیو شاہا کہ سانحہ ہی عجیب
حکم مین جسکی ہی سپید و سیاہ
اور لگا کہنے آہ مار انسی
چارہ گر ہو کہ ہون مین بیچارہ
اور یہ بندہ دعا جدا دیگا
اور کہنی وہ یون لگی اوس سی
ایک پائین ہی اوسکی ہی لنگی
دانت ہی اوسکا ایک ٹوٹا ہی
سمت ہی دی تبا بہ عیاری




جنگل

بھنی بھنی لگا ہی ڈگ بھرنی
وہ گیا اوسطرف چلی تہی ادہر
چلتی چلتی بس تہکی تہی سخت
کہا نا کچھہ کہا کی سو گیا کوئی
آیا دوڑا ہوا انہونکی قریب
کیا کرون اور اب مین جاؤن کدہر
بولا اک اوسکی سنو وہ چھل
تیسری نی کہا کہ وہ عورت
انکی ہین سیاہی ہو غافل
سچ یہ اور رہو گریبان گیر
سنہری کی ہی لگائی گہات
ہاتہہ سی انکی ہامی رہگذری
دہنی بائین سی آئی ہی جیب و دم
نہ کہی جز بدی نکو سی کچھہ
جاؤ تم چارو بادشاہ کی پاس
بات لڑو جھگڑو مت وہین جاؤ
مرو یہ وجاکی شاہ کی یکبار
تینو نی سی پہر یہ بادشہ نی کہا
پہر جو اون سب مین تہا بڑا دانا
دی یہ اول دعا کہ دولت شاہ
ہم مسافر غریب گرد جہان
خبر نہ تہا شاہ و آزمایش کار
گذرین جس شہر اور دیار مین ہم
ناگہان یہ ستیزہ خونرنگی
ہمنسنی کی راہ ہنسی ہانکی گپ
کہ کرنی اس سی جہنسی تہی لازم
بیر اچہنسا ہی گیا روغ ہزار

اور انکی تئین دعا کرنی
کرتی صحرا کی سیر تا سر
دیکہکر ایک سایہ دار درخت
لنبا سنہری پہ ہو گیا کوئی
اور کہنی لگا کہ ہای نصیب
اور وہ گم گشتہ آہ پاؤن کدہر
اک طرف روغن اک طرف ہی عسل
حاملہ ہی ہی ای نکو سیرت
یون یقیناً کیا گمان باطل
یون لگا کرنی خرد وہ شور و نفیر
پہرتی ہین ہر طرف یہ نت ہیہات
بچنی پاتی نہین ہین ایک ذری
ہو گئی تب تو ہوش انکی گم
کوئی کچھہ بو بتا تا کوئی کچھہ
عدل پر اوسکی کام کی ہی اساس
راجہ جو کچھہ کہی وہی ہی نیاو
کہا نگی نی الغیاث پکار
دیتی جہوٹہ یا ہی پچ کہتا
نسبت اور ونکی تہا وہ فرزانا
رہیو باقی ہین تا کہ مہر و ماہ
آسمانکی طرح سی چرخ زنان
اور ہمکو غرض نہین زنہار
کسکی نظارہ وان سی کیتی ہی پیم
آیا بکار وان دلتنگی
اس سی ہنسنی کو ہمنی ہانکی گپ
واقعی ہنسنی کی تو ہین مجرم
راست ہو جاتی ہنسنگی آخر کار

دی تہی کو یہ گو کہ نکلی چل
تینون جاتی تہی خوشدل و خرم
اوسکی سایہ تلی کیا آرام
اتنی مین پہر وہ زنگی بد خو
آہ دوڑا پہرا مین چارو کہونٹ
یہ ہنسو تو اوسکو دیکہکر بیتاب
دوسری نی کہا کہ سن ای پلید
سن یہ تینون نشانہ ہین نا فہم
ہین یہ طرار و کیسہ بر قزاق
دوڑو لوگو کہ چور ہین پایا
جسکا باقی ہین یہ متاع و مال
سنکی اوسکی دوہائی اوسپہ
اونکی واویلا کوئی نہ سنتا تہا
بات ٹہری غرض یہ آخر کار
ہی وہ حلال مشکلات انام
اسپہ کر اتفاق اور ہو بہم
اور پہر ابتدا سی آخر تک
تب اونہون نی کہا کہ ہی یہ درست
نرم گفتار و چرب و شیرین گو
دوست ہون شاد اور عدو پامال
ایک دو سال سی بقصد خوشی
تا نشیب و فراز دہر چشید
کشش آب و دانہ آج ادہر
اشتر گم شدہ کا پوچہا سراغ
گرچہ دیکہا شتر نتہا ہمنی
منہہ سی بات اک نکل گئی دردم
دل مین کچھہ اور سوچ یہ بی پیر

دیکہین پر اونٹ بیٹہی ہی کس کل
ہنسی اور کہیلتی قدم بقدم
ایک دو دم وہان لیا آرام
صورت گرد باد پہر ہر سو
پرنہ میرا ملا مجہی کہین اونٹ
یون لگی کرنی وس سی پہر جہگڑا
ایک عورت ہی ہیکلی اوسپہ سوار
کچھہ کا کچھہ کیا اوٹہا گمان و وہم
انکی ہاتہون سی ہی خراب افتاد
خوب انہون نی مجہی ہی دوڑایا
چہین لیتی ہین کہ کی دم نی اجال
خلق چارون طرف سی دوڑ آئی
جیسی ہی کو سمجہتی تہی سچا
یان تو کہلتا نہین یہ کچھہ اسرار
اسکا حل اوسکی آگی ہی کیا کام
آئی خواہان حکم پیش حکم
کہہ سنائی وہ گفتگو یکبیک
ہین بتاتی تہی یہ بیکم و کاست
اندہی باتونکی وہ بتائی کو
جاہ بوندہی کی ہی غلام اقبال
کہاتی پہرتی ہین چار سو گردش
تجربہ نت کرین بوضع جدید
کہینچ لائی تہی شاہ دین پرور
بولی کچھہ ہم کہ تا ہو چاق دماغ
عقل سی پر دیا بتا ہمنی
پاگئی وہ قضا رکار فروغ
ہو گیا بس ہمارا دامن گیر

یہ سبب کہہ چکی جو کہنا تہا | عدل اب ہاتھہ آپکی ہیگا
سنکی یہ آگ بن گیا سلطان | گرم ہوکر کہا کہ ای نادان
عقل جو تہی سو وہ کہہ چکی تم بات | اب نہوگا تدارک ما فات
گاہ ہوتا ہی راست گوئی فروغ | نہیں پاتا ہر اک دروغ فروغ
اونٹ اور مال اسکا لا دو سب | نہ بتاؤ او ران گہائیاں جب
دیکھو جبتک نہ اونٹ لاؤگی | قید سی مخلصی نہ پاؤگے
سنتی نفرین ہر ایک سی کم و بیش | پہنچی زندان مین تینوں درویش
رات یونہی کٹی غرض وہ گذر | اور ہونی لگی نمود سحر
بختی روز پر ہو مہر سوار | جلوہ گر مشرق سی ہوا اکبار
پکڑی اک خارکش مہار اونکا | مع مال اور زن سوار اوسکی
مین گیا کوہ کی طرف جو گذار | اتکی دیکھی بشاخ اسکی مہار
دیا عورت نی جو نشان مجھی | اور بتایا ترا مکان مجھی
خوش ہوا ساربان شتر پاکر | اور دیا نقد کچھہ اوسی لاکر
اور کی عرض کا ای شہ عادل | اشتر گم شدہ گیا مجھی مل
فضل شاہی سی مین نے سب پایا | قیدی اب ہون چہوڑانی کو آیا
بیگنا ہونکو دینی سی دکہہ درد | پہنچی شہ نی جگر سے آہ سرد
عذر کرنی لگا بصد الطاف | اور کہا کیجئی خطا یہ معاف
پہیر کہنی لگا یہ ہر اک سی | تمنی بن دیکھی جو بتائی تہی
کیونکہ بن دیکھی ہوئی چیز نشان | ہی یہ حیرت کہ کیونکہ دی انسان
اور کم و بیش گر بتاؤگے | تو سزا اسکی دیکھو پاؤگے
پہیر اون مین سی ایک نیک نہاد | بولا حق آپکو رکہی نت شاد
مین نی کور یکا جو دیا تہا نشان | سنئی اسطور سی ہی اوسکا بیان
دونسری سمت اوس نی برخس و خار | منہہ نہ ڈالا تہا او مین زنہار
دوسری نی کہا کہ شاہ جہان | پاتا ہو بفرق تاجوران
تہا نہ بیوجہ بلکہ تہا یہ نشان | کہ چلا تہا وہ ایک پاؤن کشان
تیسری نی کہا یہ کہول کی دانت | دانت اک کم بتایا تہا اس بہانت
دانت ٹوٹا جو جانکا تہا ہیہات | ثابت اوسچا رہا تہا او تنا پاتا

کی نہ پہر شہ نی کچھہ کیھو کاوش | اور حقیقت کی ذرا آپ پرسش
پہلی تو راز دل زبان پر لائے | اب وہ کیونکہ چہپی تہارے جی کی
تیر جب شست سی ہاتی پای | نہیں ممکن کہ پہر پلٹ کر آئی
جانی دو بائین اب بہت نہ بناؤ | لی گئی ہو جو کچہہ سو جلدی لاؤ
چہوڑ دو چاپلوسی سالوس | ورنہ کرتا ہون مین تمہین محبوس
سنتی ہی حکم شاہ عجیس | لی گیا قید خانی مشکین کس
کہتی آپس مین تہی یہ شور مچا | ہم پہ ہوئی روشنی طبع بلا
لیلی شب نی چڑہ بناقہ ماہ | لی سوئی قیس مہر پہرسی راہ
اشتر ساربان ہوا تہا جو گم | جسکا احوال سن چکی ہو تم
لاکی دروازی پہ ہوا حاضر | اور کہا یون کہ کام کی خاطر
دیکھہ کر یہ درخت پر مین چڑہا | اور دی اونٹ کی مہار چہڑا
رہنمونی سی اوسکی ای ہادی | چیز تیری مین تجھکو پہنچائی
ہو کی ممنون اوسکا سر تا پا | دوسرا خدمت مین بادشہ کی گیا
مال و اسباب سب ملا مجھکو | بیٹھی گہر بی طلب ملا مجھکو
اون بچارونکا کچھہ گناہ نہین | آپ اب چہوڑ دیجی اونکی تئین
بندیخانی سی اونکی تئین بلوا | اور خجالت سی سر کو نیچی جہکا
دلبری کرکے اور دلداری | خلعت ایک ایک کو دیا بہاری
مجھکو بہی تو کرو ٹک اوسی خبیر | اپنی اپنی سنا کی تم تقریر
گر درست اور راست بتلایا | دونگا اور خلعت گران مایا
سن نوازش کا وعدہ دانشور | بادشہ کی ہوئی ثنا گستر
روشنی پای چشم اہل یقین | اور ہوکور دیدۂ بد بین
شاخ و برگ اونٹ نی جو تہا کہایا | اک ہی جانب مین وہ نظر آیا
تیز تہی سی مین نی یہ جانا | کہ ہی بی شبہہ اونٹ یہ کانا
مین نی جو اوسکو یہ دیا تہا پتا | کہ ہی اونٹ ایک پاؤن سی لنگڑا
دیکھہ یہ چال شاہ با فرہنگ | مین بتایا تہا اوسکی پا کا لنگ
برگ و شاخ اونٹ نی جو کہایا تہا | نیم خوردہ اوسی مین پایا تہا
برگ جب یون نظر پڑی مینی | تب مین سمجہا کہ ایک دانت نہین

سنکی شہ نی کہا کہ راست کہا
چرب و شیرین بیان پھر اک بولا
ایک پر جو تبان تہین لائی ہجوم
ریل جیسر کہ جو نٹیونکی تہی
اسطرح سی تہا مینی پہچانا
اور تہی تہوڑی ہی جگہ نمناک
غرض کی تیسری نی سن شہا
داہنی اور بائین وہ زن ٹیک
مین جو نقشہ یہ دیکھا پایا تہا
آفرین دی ہر ایک کو سوبا
پایا انکی تئین جو کامل رای
اس لئی متصل بخلوت خاص
دیکی بزم نشاط کو تزئین
بذلہ سنجی و نکتہ پردازی
در معنی جو انسی سنتا تہا
بچہ بز کی ساتہ اونکی کباب
تہا جو اوسدم نہ بادشہ کا نجا
آنکھون مین جب انہونکی نشہ چڑہا
تہا جو سب سی بڑا خرد پیشہ
دوسرا رازدان کار شناس
تیسرا بول اوٹہا یہ دانشمند
عقب دیگین مین تہا جو شاہ
اور جل بہن کی ل کباب ہوا
سر جھکا یا ادب سلام کیا
ہوگیا یہ یقین بہ دانائی
چند تہی بہن کہی وہ نہین جگر پر
کیونکہ کتنی بار آزمایا تہا

ان تینونکا ملا درست پتا
شہد ور وغن جو مین بتایا تہا
دوسری پر تہی کہیون کی ہجوم
مین نی جانا کہ ہی مقر کہی
کہ کہین آفرین سبھی دانا
سونکی مین نی جو وہ اوٹہا کر
بار دار اس لئی مین اسکو کہا
اونٹ پر تہی چڑہی تہیلیان ٹیک
حاملہ تب اوسی بتایا تہا
اور تحسین کے پکار پکار
چاہا اپنا ندیم خاص بنای
مسکن اونکا کیا بصد اخلاص
پیتا می اور پلاتا اونکی تئین
کرتی آپس مین سو سخن سازی
درج دل مین اونہین وہ دیتا جا
پہونچی تا ہوکی خوش بیٹین شہ اب
پہ جہی کرتی تہی یہ پیکی شراب
عرش پرداز اونکا فہم ہوا
دوربین اور چابک اندیشہ
کہنی لگا یہ چاہتا ہی قیاس
مطبخی کا یہ شاہ ہی فرزند
سنکی یہ بات کراوٹہا اک آہ
پیدا باطن مین پیچ و تاب ہوا
پہر کے پہر می سی شہ کو جام دیا
کہ سنی شہ نی انکی گویائی
اپنی وہمراہی تینون نی تقریر
اور سچا اونہونکو پایا تہا

تینون اب باتین آخر ہی بتلاو
اوسکی صورت یہی کہ ترش و خاک و
جسطرف تہی کہیون کی تہی بہکار
دوسری نی کہا یہ کہ جرات
اونٹ اک جا پہ تہا جو بیٹھ گیا
ہوئی شہوت کی آگ شعلہ زن
یعنی عورت گئی تہی بیٹھ جہان
ہاتہون پر زور دی جب اٹہی وہ
جب یہ تقریر سن چکا سلطان
کی نوازش ہر اک کی حسب حال
دیکہا انکا رسا جو فہم و قیاس
پاتا جب کار مملکت سی فراغ
بیٹہتا اون سی مل حریفانہ
سن لطیفی انہونکی ہوتا خوش
ایک شب بادشہ تی اونکی لئے
لا کی آداب حمت یہ بجا
خسرو با لطیفہ خو کرد ہ
سوجہنی دور کی لگین باتین
بول اوٹہا کہ آدمی کا خون
یعنی اس مئی نی جو ہی بدرگ
شیشہ آمیز ہین ہی کچھ مطلق
سنتی ہی آہ یہ کڑی گفتار
ایا پاس اونکی باد لی و نیم
جام لی بولا یون شہ دلگیر
گرچہ ناگفتنی وہ کہنا تہا
سنکی سلطان با دل صد شور
جانتا تہا کہ یاوہ گو ہوتی

اونکو بہی آستی کی ساتہ ستاو
کچھ وہ ظرفہ بڑی تہی شی نمناک
شہد سمجھا مین اوسکو بی تکرار
مین جو بولا سوار ہی عورت
نقش پا ہی نسا تہی ہان پیدا
ظن غالب یہی اسوار ہی زن
تہی کف دست کی وہان پہ نشان
اوٹہنا دشوار حاملہ کو ہو
فہم پر انکی ہوگیا قربان
کر دیا مال و زر سی مالامال
چاہا ہر دم رہین یہ میری پاس
تازہ کرتا اونہون سی جا کی دماغ
بیچ مین رہتا دور پیمانہ
غرض اون سی وہ تہا بہت ہی خوش
تین شیشی شراب کی بہیجی
بیٹہی بیٹہی وہ راح روح افزا
بیٹہا تہا جب کی پس پردہ
باہم اسطور تب تو کین باتین
می مین آمیز ہی مین کہتا ہون
پر شیشہ پا ہی ہی شیر سگ
نطفہ مطبخی سے ہے یہ بر حق
تیر سی ہو گئی جگر کے پار
اوٹہ چلا تینون پہ از پی تعظیم
کہتی تہی جو وہ پہر کر و تقریر
تہا نہ کہنا خموش رہنا تہا
لب گزیدہ ہوکر رہ گیا خاموش
نہین انہین بوی اور ہو کوئی

بیٹھا تھا ظاہر مین پی نا تھا شراب
بہیر اوس نی نہ کچہ سنا نہ کہا
گئی شب پردہ دار اپنی وطن
پوچھی خمار سی حقیقت می
ہی فلانے وزیر کا جو باغ
کوئی ہی باغ نی سنا لیکن
کیفیت می کی سن جو کہانی ک
راست جو ہو سو دیجیو بتلا
دی پتا کچہ کا کچہ بحیلہ و فن
کیا کرون عرض اب مین مجرم کا
کتیا اک گہر مین دودہ والی تہی
بیکی جب دودہ بچہ وہ چہوٹا
دونو باتین ہوئین جیکہ درست
پوچہا خلوتین اوسکو لیجا کر
ای سزاوار دار و تیغ زنی
رعد جیسی کہ می نہی جوش و خروش
اسی طرح ہائی مین مجہ ہای غضب
کسکا مقدور اور یہی یارا
اور کہا مجہ بچو نہ استی گرم
راستی ہی نجات پاوی گے
جیلی اوس نی کئی ہزار ہزار
گہو ہو گئی تہی وہ نیلی اور پیلی
کہہ ہی ناگفتنی اگرچہ یہ بات
کہتی ناچار لیکن ای جانی
آہ افسوس وہ گئی وہ گذر
اور شہ شیر گیر شاہ سوار
سوتی آرام سی اکیلی تہی

لیک دل ہو رہا تہا بہن کی کباب
جا کی بستر پہ چپکی لیٹ گیا
پردہ در ہو گیا وہ شور
سچ بتادی مجہی وہ کیسی ہے
وان کا انگور ہی قسم با باغ
اور واقف نہین ہین کچہ اسر مین
دونو باتون مین پہر رہا کیا شک
ورنہ ہی تیغ اور تیرا گلا
پشک بزکو بنائی مشک ختن
بخش میرا گنہ شہ ابرار
مین بڑی محنتون سی پالی تہی
ہو گیا چکنا چوڑا اور موٹا
پہر تفتیش سی یہ مین ہو ست
سچ بتادی مرا ہی کون پدر
کسکی نطفی سی ہی تو مجکو جنی
غل مچانی لگی وہ کہا کر جو ہنت
ہی تو بہتان لگاتا وا ہی غضب
مختلط ہو یہ بانوی دارا
کر خدا سی ذرا تو اپنی شرم
جان ورنہ یہ مفت جاوی گی
اور کتی عذر سیکڑون اظہار
دیکہہ کر تیغ پہر ہوئی تہ پیلی
اپنی منہ سی کہون مین کیا تہا بات
ہی مثل یہ جو اسی دیوانی
تہی می ناب سی نشاط اندر
کہیلنی کو کہین گیا تہا شکار
پاس پاندہی کوئی سہیلی تہی

تہی نہ می نہ سر غم کی تہی وہ کہونٹ
جام مشکین شب گیا جب ٹوٹ
بادہ شب سی تہا جو شہ مخمور
عرض کی اوس نی یہ کہ شاہ غیور
ہو گئی مسمار ایسا گورستان
کوئی شی مین نہین ملا لایا
کی بلا کر شبانکو پہر تفتیش
بسکہ تہی اصل بڑی کی ناپاک
لیک وہ بہشت سی جا بکی ہو مدہوش
تہا وہ بچہ ابہی ہوا نہ بزرگ
اوسکی چہاتی سی بین نی اوسکو لگا
لایا مطبخ مین آپ کی اوسکو
آیا ناچار اپنی مان کی پاس
مطلبی زادہ ہون کہ شہزادہ
پہاڑ اوسنی یہ سنکی دامان کو
آئی بدبخت کیا تری شامت
کسکی ایسی مجال اور زہرہ
سنکی یہ بات شہ نی تیغ نکال
کر دی موقوف روپیہ سارا
راستی موجب رضای خداست
تہوا پیش رفت حیلہ لیک
ہو گئی لاچار آخرش بولی
لیک اتنو جو پیچید سی آہ
کیا جوانی کی ولولی کہتے
الغرض ان دنون مین اک نوجوان
نمکی مین عیش باغ کی مین ملول
وہ جوانیکی نیند اور وہ امنگ

پیتا ہر گہونٹ تہا گلی کو گہونٹ
گیا خمار سہ کا بہانہ پہوٹ
جایا اوسکا خمار ہو دی دور
ہی بلا شک وہ بادہ انگور
تہی جہان لاکہون ہی گئی انسان
مین تو خالص شراب ہی ہی لا
اور کہا مان نہ کچہ کم و بیش
جایا اوس نی کہ اوس بچہ کی اخلاص
کہنی لاگا کہ شاہ عذر نیوش
کہ گیا اوسکی ماکو پہاڑ اک گرگ
کر کی سو سو جتن غرض پالا
اب جو چاہی سو کر تو مجرم کو
یعنی وسن بانو ہی مان کی پاس
بندہ تہا باپ پاکہ آزادہ
اور کیا چاک سب گریبان کو
چیخ کر کہتا ہی کیسی یہ تہمت
گہر مین جو شہ کی آئی بی بہرہ
رکہ دی اوسکی گلی پہ پس از حال
راستی بن نہین ہی چہٹکارا
کس ندیدہ ہم کہ گم شد از رہ راست
تکیا شاہ نی پذیرا ایک
کہنی کو راز کی زبان کہولی
کرنا بیفائدہ بہند ہی آہ
اب یہی اونکو پاہلی کہتی
تہی می ناب سی نشاط اندوز
بستر گل پہنی ہار اور پہول
اور سونی کا وہ جڑاؤ پلنگ

تھی مین ایک مطلبی زادہ
گل گلزار باغ محبوبے
کیا کہون خواب سی جگا مجکو
بہاگتی اوسکی آن کچہ دلمین
پاس عصمت رہا نہ مطلق یا سب
ہوی کہیتی مین تخم افشانی
ہو پشیمان اپنی پرسش سی
پاس ہمجانون کی چلا آیا
ایک چیز یہی یہ راز نہان
تھی جسطور سی کیا ہے قیاس
ہی کی پہنچی سی چاہتی ہو ور
صورت عیش او رطرب ہی مجھ
تخم ہی ازبسکہ آدمی کا خمیر
دوسری نی کہا کہ مین تی شراب
رکلی کی خونکی اوسمین پائی بو
تب تو دلکو ہوا مری یقین
جانکی گرامات پاؤن مین
مطلب اوسنی ہو یہ بتلایا
ایسا مین نی کو یہی پایا نشان
دیک اور ہانڈی چچہ و کفگیر
کہکتی لوگ سچ ہین یہ پہیلی
کب سزاوار ہیکا شاہون کو
دم بخود رہ گیا یہ سنکر شاہ
بہڑکی جیسا کہ تیر غضب کی آگ
آگی کیا جانی کب یہ لائین غضب
کہیچی جلد ابہا تہہین خصمت
سوچ یہ دل مین اور ہو خندان

تہا جو صد فتنگی کا آمادہ
سرو نوخیز گلشن خوبے
خواب کیسا دیکہا دیا مجکو
تہا ہامی وہ بیان کچہ دلمین
باغ شہوت کی گل کی سونگہی باس
ثمر اوس تخم کا ہی تو جانے
اور محجوب ایسی کاوش سی
اور اون سی یہ آگی فرمایا
تم پہ کیونکہ ہوی کہو تو عیان
مجسی کہدو تم اب بلا وسواس
غم و رنج و الم ہون دل سی دور
غم جو دونا کری عجب ہی مجھے
سمجہا مین اوسکی خونکی ہی تاثیر
پیسکی کہایا جو اک وہانکی کباب
صاف پچہڑی کی خونکی آتی بو
شیر سگ سی ہی پالا اسکی تمیز
تیسری بات کہ سناؤن مین
کہ حضور مین جبسی ہون آیا
جو نشان رکہتی ہینگی تاجوران
یخنی و شوربا و نان و پنیر
ہانڈی ہین جو ہو چہچی مین نکلے
اور جہانگیر کج کلاہون کو
سرکو نیچی جہکاکی بہر کر آہ
کہتی ایسی کہ یان سی جاؤ ہین بہاگ
کرکے رسوا مجہی دکہائین غضب
دیکہی اک روز بہی یہان مہلت
بولا اون سی کہ اپنی خندہ دہان

تو بہ نخل زندگانی تہا
مین نی کہانا نہ تہا جو کچہ کہایا
یعنی اوسدم ہوی جو مین بیدار
تشنہ می سی تہی جو جیز رہنی
مختلط اوس سی ہو گئی جہٹ پٹ
سنکے خسرو ہوا یہ شرمندہ
متحیر حواس کہوئی ہوئے
تینون باتین تمہاری راست ہوئین
ظاہر اسمین کوئی دلیل نہین
ایک بولا کہ مین نی پی جو مے
تمکو لازم ہی می ہی کم ہو دے
پوچہا اورون سے ہی جو مین حال
ہی بلا اسمین آدمی کا خون
دلمین شورش سی کچہ ہوی نہ نہان
دیکہا جو کر کی استخوان کو غور
تیسری نی کہا بصد منت
کہا ی شہ نی مغلطہ سوگند
قول و فعل آپکا مین ہو ستا
جبکہ مین نی یہ امتحان سخن
تذکرہ بس انہین کا روشنا
تذکرہ کہانی اور کہلانی کا
تب تو بیشک ہوا یقین ضمیر
اور دلمین کہا کہ شاہ ہونکا
ورنہ کیا جانی آگی کیا ہووی
انکی صورت نظر جب آوینگے
تا نہ افشا کرین یہان یہ راز
سفتنم یہ تمہاری صحبت ہی

ہیو قصور یہ جوانی تہا
لی وہ خوان طعام وان آیا
اور دیکہا وہ سرو گل رخسار
دلمین اوسدم ہوس کچہ اوٹہی
دونو آپس مین ہم ہوی غٹ پٹ
ہوگیا زرد چہرہ تابندہ
اشک گلگون سی منہ کو دہووی
راست ہی پی کہ اور کا سنتا ہون
تجہ سی پہچان کی سبیل نہین
دیکہا تو غم فزود ہوتا ہی
نہ کہ افزود دمبدم ہووی
وہ بہی بولی کہ ہان فزون ہی ملال
تب تو غم ہو ہی دمبدم افزون
اور دہن سی ہوا لعاب روان
چاٹتی کتی کی ہڈی کی تہی طور
دو و نہ باتین تو سن چکی حضرت
دوسکا نہار کچہ تجہی نہ گزند
محک امتحان پہ تہا کستا
نہ سنا غیر آتش و نان سخن
سنکی ہر بار مین نی سر کو ہلا
قلیہ و قورما پکانے کا
یعنی حضرت کا ہی خمیر خمیر
کام نہین قتل بیگناہونکا
خون مجہسی نہ تیغونکا ہووی
آتش خشم سر اوٹہاوینگے
دوست دشمن سی ہوگی ہم آواز
ہوتی ہر دم حصول حکمت ہی

آفرین ہی ہتھیار ہی افشن پر
دلکو فرقت کی ہونیکا غم ہے
رکھتی پانی کی تم ہو غایت
بند ہوتا ہی جبکہ آب لطیف
کر دیا زا دو راحلہ طیار
ملی کنعان شاہ کو مطالع سعد
جیسی ایتدنی اونکی پہیری دن
مان بہن کو ملی دلی راحت
تہوڑی سی دن مین اوکین بدر
شادیانی طرب کی بجنی لگے
کوی لیتی بلائین آتی تھے
تیل ماش و رنگی کوی لائی
تاج اور رنگ بس لگا ہونی
دیکھی بیٹی جو اپنی یوسف چہر
اس لیی اوسنی بیٹو نکا سامان
رنگ مشکین ہی وفق بہتر
گرنہ ظلمت مین آبحیوان ہو
شب جو ظلمت مین خوب فائق ہی
دلکشی مین نہو وین کیون یکتا
جبکہ یہ داستان مشکین ہو

آج تنہا ہی کون دانشور
سفتنم ہی یہ دیدہ جو دم ہی
بند کرنا ہی دور او حکمت
صاف ہوجای ہی غلیظ و کثیف
دی سو سو ہر ایک کو دینار
گہر مین آ پہونچی تھوڑی دنکی بعد
پہیری یون ہی وہ سیر تیکی دن
دلکو ہر ایک کی ملی راحت
بچھی سجا بساط سور و سرور
سر و پا چہوٹی اور بڑی کو ملی
کوی دیتی دعائین جاتی تہی
پوچہتی کہین سی کوئی خبر آئی
درد و غم جای چہپ گیا کوئی
بادری ایسی آئی جوش مین چہر
کیا مشکین بشکل زلف بتان
مردم دیدہ پر کرو نہ نظر
تو ہو جان بخش سطح سی وہ
سبب راحت خلائق ہے
مشک اذفر سا رنگ ہی انکا
کہ چکی ناز نین مشکین بو

تسی سو فاصلے ہوی حاصل
پر ہو سیاح تم جہان نورد
پانی رہتا ہی جیسا تالک جاری
عذر یون کر کی اور دیکا خلعت
تینون خوشحال خسرو خندان
انگریا در و پدر سے ملے
جسطرح اونکی بچھڑی آن ملے
منتین مان لی جو جو مانی تہین
پوڑیان دو نادی کیا کونڈا
سب کو حاصل ہوئی جو فرصت تہی
صدقی ہوتی تہی دوڑ کر کوی
گوہر و در نثار ہونی لگے
پیر کنعان کی شکل باپ انکا
ملی بیٹا جو انکہڑیون کی بینیقین
تاج و تخت و لوا نشان و علم
کر سیہ مست ہین یہ متوالی
ماہ کا چہرہ ہو نہ نور انسے
خال مشکین عنبرین ہو جان
کیون بت ہند ہونہ مشکین رنگ
شاہ بہرام سو رہا جہٹ پٹ

لاکہون ہی قاعدی ہی جا مصل
گر زمین گاہ آسمان نورد
ہین گی اسمین لطافتین سارے
دیکی اون تینونکو کیا رخصت
اپنی گہر کو چلی وہ شکر زبان
پدر پیر یوسف گرسے ملے
یون ہی سبکی ملا ہی جو بچھڑی
نذرین پیرو نکی جو چڑہانی تہین
پیر دیدار کا دیا کونڈا
کہین مبارک کہین سلامت تہی
وار ہی جاتی تہی آ آ دہر کوئی
زر سر پر فقیر ڈہونی لگی
روتی روتی ہوا تہا نابینا
سوی کافوری ہو کہی مشکین
مشک سا کر دیا سیاہ سی دم
خوش ہی رنگ سیہ سی مت والی
آتی جب ناگ نہ شام ظلمانی
زلف و گیسو و جعد مہ رویان
خال ہندو ہی انکا مشکین رنگ
ماہ مشکین لباس ساتہ لیٹ

گلزار تیسرا تشریف لیجانا بہرام کا روز یکشنبہ گنبد زعفرانی مین اور ساتہ صنم نیمروزی کی تمام روز عیش کر مشغول ہونا رات کو کہانی مین

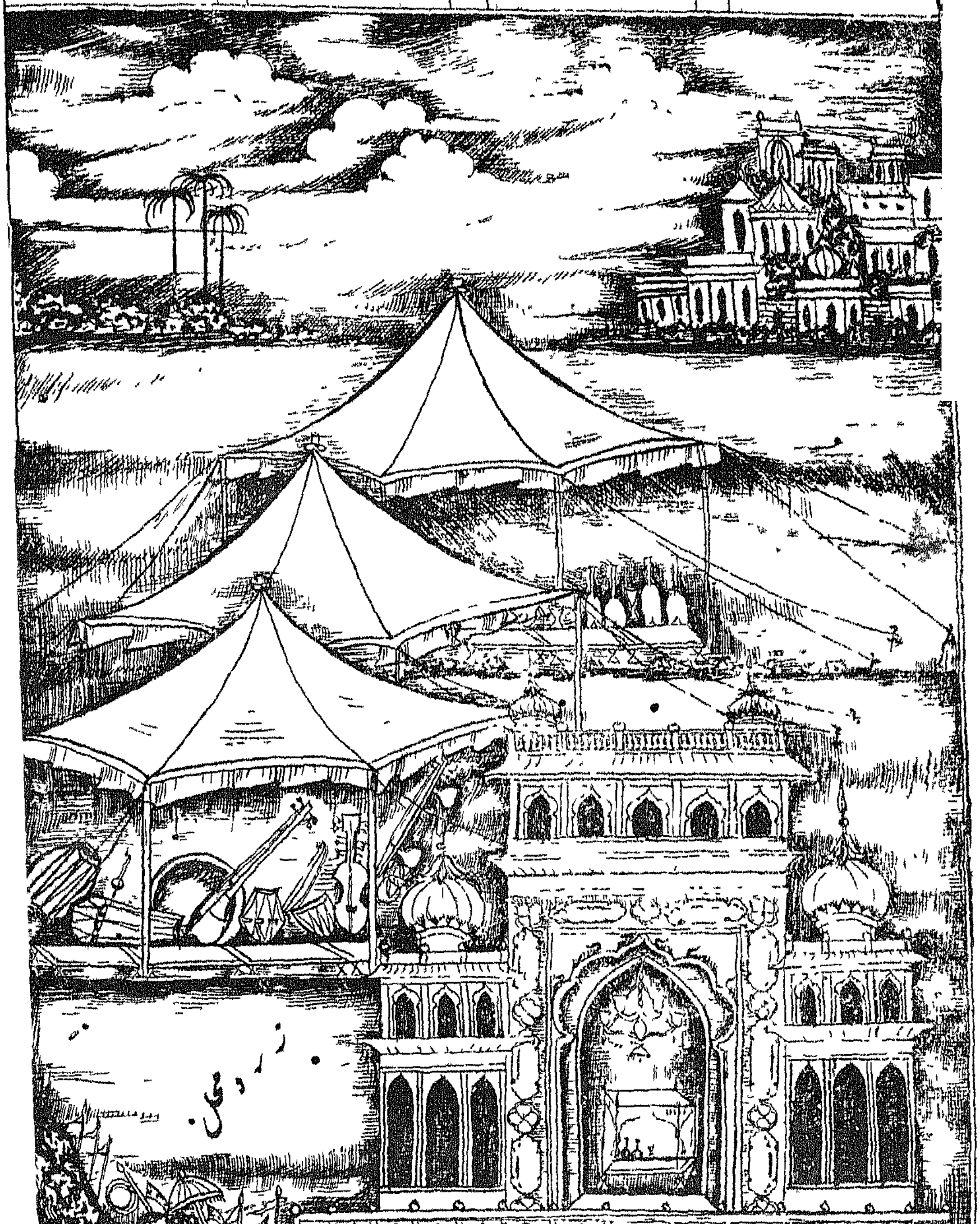
روز یکشنبہ کی ہوی جو سحر
صورت صبح چست اور چالاک
تہی جو خورشید نیمروزی فن
اوسنی پیچا جو شاہ کو آتی

مہر دیدار شاہ نیک اختر
زعفرانی ہین کی سب پوشاک
نور سی وشن اوسکی تہا وہ مکان
اور تشریف اسطرف لاتی

یعنی بہرام گور کیوان جاہ
زعفرانی نشاط کر حاصل
پہنی پرند سنہرے رنگ لباس
اوٹہہ کی اپنی مکان سی بصد ناز

سہ قدم خور علم نجوم سپاہ
گنبد زرد مین ہوا داخل
ٹہیک ٹہاک و رچست تنگ لباس
عشوہ پرداز اور کرشمہ ساز

آ گئی اس چال سے کہ بس بہرام ہوگیا پایمال طرز خرام
سامنے جب وہ عشوہ گر آئی بس چکا چوندہ مین نظر آئی
ساتھ لا اپنے تخت پر بٹھلا شیشۂ جام و بادہ لا رکھا
رہی تا شام یون ہی محفل گرم گاہ شوخی سے گہے ادا گہ شرم



نقل و مے و گل رنگ شعر و کلام
ان سوا تہا نہ اور شی کا نام

آیا محفل سے اوٹہ کی خلوت میں
کاٹی تا رات خواب راحت میں

جسکی بس نی سے نیند آجاوے
خواب گہ تک اپنا منہ کہا جاوے

کوکب جاہ و نیر اقبال
رہیو تابندہ تا ہزاران سال

آئی جب رات تب وہ ماہ منیر
یعنی بہرام شاہ عالمگیر

لیٹ بستر پہ نازنین سے کہا
کہ کوئی قصہ نشاط افزا

گہس کی پاؤن نیاز سے وہ جبین
بولی ای بادشاہ روی زمین

کرنی بک بک اگرچہ اب حضور
پاس آداب سے بہت ہی دور

پر یہی مرضی ہے تو ہون لاچار
خوب سی کرتی ہون قصہ اک اظہار

افسانہ کہنا اوس صنم زعفرانی پوش کا رنگین بیان سے اور زعفران زار دکہلانا بہرام کو اس کہانی سے

جہوٹ سچ ہی بگردن راوی
پر کہانی ہی یون یہ بنی سہی

صنعت زرگری میں تہا یکتا
نہ جہان میں کوئی نظیر اوسکا

اوسکی صنعت کو دیکہکر استاد
کرتی تہی صنعتیں خدا کی یاد

وہ انوکہی نکالتا تہا گت
ہوتی حیران سب اوسکی دیکہ کر گت

پیتل اکدن گداز کر کہی میں
اور کر کے ہزار رنگ جتن

رکہی پاؤن میں ایسی کچہ گردش
کہ چلی ہر طرف وہ بیکوشش

پڑی درکار اوسکی کچہ نہ بدن
مانگی چارا نہ رات اکی دن

تہا سبک وہ یون باسانی
کہ نہ ہلتا تہا پیٹ کا پانی

جب وہ انکس نہ کہائی خوش رفتار
بوڑہی پہ دار اوسی ہوگیا درکار

تہا ہر اک عیب سے غرض وہ بری
کہیں درکار دہشت نہ چہپہ بری

ڈال گردن میں اک کلاوا لال
دی سری ہاتہی پہ مغرق ڈال

دیکہکر شاہ ہوگیا حیران
واہ واکی بصد ہزار زبان

اور خالص ہزار من دی زر
بولا ای اوستاد جادوگر

گرچہ انعام خوب سا لینا
خوب تر اس سے ہی بنا دینا

کمر سے اوسنی باندہی جست
اور کرنی لگا وہ فیل درست

کہیں شان و شکوہ اوسکی کیا
پیل چرخ اوسکی آگی تہا پاٹہا

دیکہ گجہاگ اوسکی ہر اک آن
ماہ نو قوس چرخ تہی قربان

دیکہ صنعت پہ برتر از مقیاس
خوش ہوا خوب شاہ قدرشناس

دیکہ ہاتہی کی شاہ نی سج دہج
پیار سے نام رکہا گنجن گج

پہرکی چاروطرف پہر آیا گہر
چڑہتا پہرتا اوسی پہ تہا اکثر

جو کوئی دیکہتا تہا حیران تہا
ہر اک انگشت زیر دندان تہا

کہ خراسان میں پیش ازین کئی سال
تہا سونار ایک باکمال و جمال

حسن میں رشک مہر نام حسن
تہا حسن کا ہر ایک کام حسن

سونی روپی کی چیز جو طیار
کرتا نازک وہ سادہ و پرکار

غرب سے شرق تک تہا اوسکا نام
سادہ کاری میں تہا وہ شہرہ عام

طرفہ ہاتہی بنایا کوہ شکوہ
دیکہ جسکی شکوہ دب گئی کوہ

کچہ نہ کہاتی پیتی نہ ہو بیمار
نہ کہٹا ہی کری کبہی نہ بہار

چلنی میں بہی نہ بہول اور پایل
ایک ٹہوکر نہ لی بصد منزل

ماندگی اوسکی ہو نہ آپا بوس
جاوی اوسپر چڑہی ہزاروں کوس

کہنا سم حاجت اوسکو نہ بہر سبیل
نہ اگدہا سنی کہنی نہ ڈہیل

کہر کی نقش و نگار مستک پہ
بیٹہہ پہ جہول ڈالی اک پر زر

بادشہ کی حضور اوسی لایا
چلنا پہرنا پہر اوسکو دکہلایا

قدردانی کی آہ سے فی الحال
بخشا اوسکی تئین کچہ نقد و مال

ایسا ہی سونیکا بنادی پیل
جلدی سی لا بنا نکر کچہ ڈہیل

لی گیا اپنی گہر حسن سونا
سفت پایا ہزار من سونا

کوشش روز و شب میں دریکیا
ہاتہی ایسا بنا کہ واہ جی واہ

کوہ رفعت بنا بڑا اکبل
بچہ تہا جسکی آگی دل بادل

لی گیا کر کے نقش اور نگار
شاہ کی روبرو وہ سادہ کار

دست مزد اوسکا دی بصد اکرام
چار من زر دیا اوسی انعام

پہر اوسپر ہوا ہی وہ سوار
اور چلنی لگا وہ خوش رفتار

یہ تماشا جو اک عجایب تہا
شہر میں اوسکا پڑ گیا شہرا

جتنی تہی دستکار صنعت ساز
کچہ نہ کہلتا تہا اوسکا اوپر راز

خوش کرنی مین تہا او نہین قصور
دل ہی مین پیچ و تاب کہاتی تہی
نیش عقرب نہ انہی کی مین آ
ناتہی ایسا اکر پنا سے تیہم
آتش رشک سی سد ا جلتا
بعد صد فکر و غور و خوض عمیق
مفت کا یہ جو پایا ہی سوتا
فہم وان تک رسائی نہین پاتا
ہاتہ آیا ہی شتہ سر در گم
شہ سی جا کر یہ گرکہ وان اوٹہا
شہ اگر تو لتی ہی آ و یکا
چال اب سوچتی کوئی تازی
اگر کرون مین بساط یہ کوتاہ
کیا مین تدبیر اب کرون بیدل
ایسی جرأت کی کہیتی کچہ بات
اپنی جورو کو اوسکی بہیجا گہر
آشنا جبکہ اہل خانہ ہوئی
تحفہ سوغات بازی ہر اکدم
ہوتی آپسمین روز رانہ و شبانہ
اپنی عورت کی تیئن بمکر و فسون
مکر کی سو رنگ سی فسون سازی
دوسرا ہی کہان اب ایسا پیل
کسکی قدرت بنائی پیل ایسا
تو لتی یعنی پیل یہ کیونکر
باتین یہ کہکی لا پہر اس ڈہب پہ
سنکی یہ بات وہ زن غدار
واری قربان جادوگانا پہ

لیک پہچان فہم سی تہی دور
دینی کا زک نہ داون پاتی تہی
مقتضای طبیعتش اینست
زر حسن کی طرح سی پاتی ہم
دست افسوس جسمین یکس ملنا
سہزاران تلاش و زعم دقیق
کہنی سو من اوٹہ ایا سے ہی سونا
تہین میزان عقل مین آتا
گیا ہاتہی نکل ہی اسکے دم
نہ گلا و بکا فیل وہ زنہار
یہ ترازو یہ کب سماوے کا
مات ہوجاتی تا کہ یہ بازی
جاتا سب یاد ہی خزانہ بشاہ
کہنا مشکل نہ کہنا ہی مشکل
سیکہتی تا حسن بیتی ان کی بات
ساتہ سوغات خوب سی دیکر
ایک کی دوسری دوگانہ ہوئی
ہوتی دونوکی نت لکی باہم
رہتی پنہان نہ ہمدکر کچہ راز
حرف مطلب لکا پڑہانی یون
کیجو آخر یہ نکتہ پردازی
بولون کو وان کہین پایل
دخل کیا ہی کہ بن سکی ویسا
اسمین حیران سبہی مثن الشور
کہ وہ شوہر سی سیکہ لی یہ ہنر
زال دنیا سی ہی سوا مکار
لیکی جیت جٹ بلائین سرتا

حاسدون کی حسد نی مارا جوش
کیا وہ پاتی حسد سی آہ خلاص
اس لئی کر یہی تہی پیش داون
ایک مہتوی جو تہا بڑا پر فن
دہیان اوسکو یہی تہا صبح و شام
دل مین سوچا یہ اپنی مرد
لیک اوسکا ہی تو لنا دشوار
رخ کدہر اسپ فکر کا موڑون
دم ہی اسکی کر اب نکل جاوی
شہ کو کر تول کی نہ چال بتاون
اسکی منصوبی ان ہی رخ بحلاج
ایسی شاطر سی گر مین دل افسرد
ہار کر یہ چہوڑون فکر دقیق
سوچ مین پہر گیا وہ دون خصلت
بسکہ تہا سخت مفتری پیشہ
ربط تازہ جہ حسن سی کری
ہوتی آپسمین بیحجاب سخن
کرکی بازار آشنائی گرم
ربط جب ہو چکا یہ خاطر خواہ
ابکی جو تو حسن کی گہر جانا
ہی بنایا حسن نی جو ہاتہی
پیل اوسکو کہون کہ کوہ زر
پیل تو کیا بنا ہی کا کوسے
خود حسن کہون اسکو تول سکی
کہ جو کوئی چاہی زن اوسکا پاکی
کر نہ ہرگز درنگ ایک دم تجہے
تب نہی باتین وہ بنانی لگی

خار خار حسد سی تہی بجزوش
ہی مثل قاص لاجب القاص
ہاتہی کی پاؤن مین ہی سبکا پاون
فتنہ کر حیلہ ساز او ربد ظن
کیونکہ دیکہی حسن کو اب الزام
کم ہی یہ پیل وزن مین بیشک
او یہ عقدہ ہی کہولنا دشوار
پیل بند حسن کو جو توڑ دلن
پا کی شہ سی مات وہ کہاوی
ہی یہ خطرہ نہ شہ رخا مین کہاون
بازی ہی کشت وزن کی محتاج
رہون قائم ہی تیر بڑی ہی برد
تو شطرنج مین رہونکا غریق
اور ٹہرائی دل مین یہ حکمت
دل مین ٹہرایا لیتی اندیشہ
آشنا اوسکو مکر و فن سی کری
یہ زنانی کہی کہی وہ بہن
دل کیا زوجہ حسن کا نرم
اوسکا شوہر وہ آب پیرکاہ
اور اکیلا دوگانہ کو پانا
اوسکا آفاق مین نہین ساتہی
کمب قیع ایسی تہی شکوہ زر
یہ تو بتلائی اب بہلا کوئی
منہ ہی کیا جو کرہ یہ کہول سکی
پیل کیونکر ترازو مین وہ سماہی
جلد کہہ مین حسن کی جاد ہمکی
ایدہر اودہر کی قصی لانی لگی

لاتی اٹھا جب پڑا اوسکو آخر کار
سیکھی شوہر سی وزن کا ہنجار

کہین دوکان سی حسن آیا
ہاتھ منہ دھو کی کھانا کچھ کھایا

باتین جورو خصم مین ہونی لگین
کہین کچھ اسنی اور کچھ اوسنی کہین

ای مین قربان جاؤن تیری پر
آج تجسا ہی کون اہل ہنر

تیرا شہرہ ہوا بردم و شام
کیون نہو ہی مثل یہ شہرہ عام

اپنی ہم پیشہ جتنی ہین عورات
فخر اونپر کرون ہون مین دن رات

جسقدر ہو حصول تجکو فضل
اوتنا ہو ہمسرون پہ تجکو فضل

سر سی تا پا جو دیکھہ جاتی ہون
ہر جگہ دلکش اوسکی پاتی ہون

کام جسکا اوسیکو چاہجی ہی
کری کوی اور تو ٹھینگا باجی ہے

ہی بنایا یہ تین جو پیل شگرف
ہوا جسمین ہزار من زر صرف

کہ شکست اور اوسمین نقص نہ آئی
بلکہ ثابت ترازو مین وہ سمائی

جانتا ہی تو دی بتا مجکو
تا خوشی دلکو میری دونی ہو

یاد ہین صنعتین ہزارون اور
ہی بہت سہل تولنی کا طور

ایک ظاہر نہین مین کہتا ہون
کیونکہ ان حاسدون سے ڈرتا ہون

سمجھہ کہاتی حسد مین یہ بجال
جان بری انکی ہاتہ سی ہی محال

بولی عورت کہ سچ کہا تو نی
واقعی ہین یہ بدظن اونکہونی

کس مین مقدور ہی اب اتنا پر
لی جو ہاتھی سے آنکہ ٹکر

تاہم اونسی حذر ہی بہتر ہے
موذیون سی حذر ہی بہتر ہی

بولا ہی واقعی تو محرم راز
تجھ سوا کون ہی مرا دمساز

رازپوشی محال ہی زن سی
راز کونت وال ہی زن سی

نہین ممکن کہ سر کسی عنوان
شاہ رکھی تیری سی پنہان

ہون سدا اسی ہی مین مجہ راز
شادی و غم مین نت رہی دمساز

اب چھپانا ہی کہون ہی کیا باعث
کچہ تو مجکو بہلا بتا باعث

جان سی اپنی جیب مین ہو ولی تہ
تب کہون نکتہ مین یہ ترسیانہ

ہتہ لگی کرنی اور رہٹ بیٹھی
باتش کی آتی کی طرح اینٹھی

کچہ نہ بن آئی بن بتائی کے
بس چلا بس نہ جز بکہا نیکے

عہد زن نی لیا یہ کہا سوگند
کہ دیر راز کو رکھو نگی بند

شام کو جبکہ پھر پہل فلک
ماہ نو کی لی ہاتھ آتی جھلک

لیٹا جب پھر خواب بستر پہ
لیٹی جاتون یہ پہلوی شوہر

کرکی سو سو طرح سی چاو اور چوز
لگی کہنی وہ شمع دل افروز

سب ہنر پیشو نکا ہی تو استاد
پائی بازار نی سبھونکی کساد

پہر ہی ہاتھی اگرچہ کانو نکا نون
جسکا ہاتھی پہ ہی اوسیکا نانون

مردون پر بیشی جبکہ ہو تجکو
مجکو فوقیت اپنہ کیونکہ نہو

پیل زرین کی جو تین پرواز
سحر اسکو کہون مین یا اعجاز

ڈہالو سونیکا ہاتھی ایسا ڈول
جز تری کیا بنائی کوئی لی حول

لیک دل مین ہی اک ہی خلجان
پہانس سی کہٹکی ہی ایک زمان

سب طرح سی وہ فیل بہتر ہے
وزن کا لیک طور کیونکر ہی

ہی بناوٹ انوکہی اوسکی سب
اوس سی حیرت ہی وزنکا بیڈہب

تب حسن نی کہا کہ ای جانی
یاد لا کہون ہنر مین پنہانی

لیک معدوم ہین جو قدر شناس
اور انصاف سی بہی ہین ناس

دشمنی پیشہ ہین یہ ہم پیشہ
انکا ہی میری دل مین اندیشہ

دہیان ہی پس یہ انکو صبح و شام
ناتوان ہین یہ دین مجہی الزام

راز اونسی چہپانا بہتر ہے
انکو بتا بتانا بہتر ہے

رو برو تیری کون آ دیکھا
لگنی ہاتھی سی کون کہا دیکھا

مجھسی پر بہید کر چہپا دیکھا
تو بتا پہر کسی بتا دیکھا

پر تو عورت ہی اور پر عورت
ناقص العقل اور ہی دون فطرت

بولی عورت کہ ای احمق اسیر
جورو کہلاتی ہی خصم کی وزیر

نہ کسی سی جو چاہیئے کہنا
جورو سی سو وہ چاہیئے کہنا

تو جو دیتا نہ بہید سب بتلا
مین نی افشا کیی وہ کب بتلا

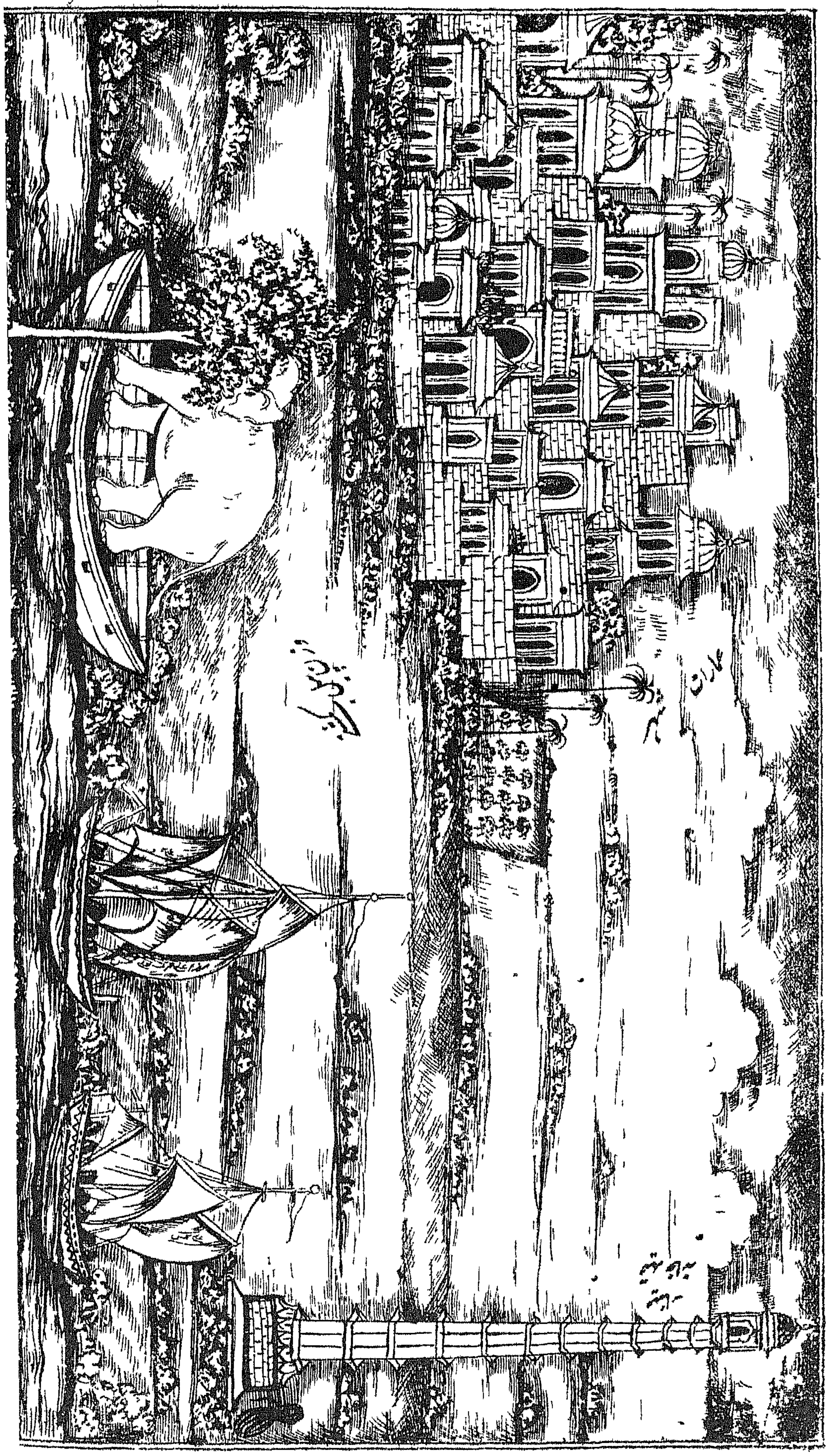
تب حسن نی کہا کہ سن ای جان
لاتی اسکو چہپانی ہی کی جان

مرد پر تہی بس وہ زن غالب
ہوی لڑنی جھگڑنی کی طالب

حسن از بس مطیع فرمان تہا
عاشق اوس فتنہ پر بصد جان تہا

بولا اس شرط سی بتاتین ہم
نہ کہونگی کسی سی کہا یہ قسم

نہ کلید زبان مروڑ و نگی
قفل اس بہید کا نہ توڑونگی



تب حسن نے کہا کہ تک غور
وزن کرنیکا اسطرح سے طور
یعنی اک کشتی بڑی لا کے سا
کرین پر سطح آب جلوہ نما
پانی جس گھاٹ مین کہ گہرا ہو
لا کے استادہ وان کرین اسکو
ہاتھی کو پھر چڑھائین کشتی مین
اور اسکا لحاظ خوب کرین
غرق پانی مین کشتی جتنے ہو
کر رکھین کچہ نشان اوس جا کو
ہاتھی پہر کشتی پر سے لیوین اوتار
اور کرین سنگ و خشت آوین بار
ڈوبی جسدم نشان تک کشتی
بس کہ بن تول ہو چکی پوری
سنگ و خشت اوس سے پہر بہرین نکال
اور لین تول اسکو بس فی الحال
اینٹ پتھر کا ہو دیکھا جو وزن
ہو گا بے شبہہ پیل کا وہ وزن
جب گیا اسطرح سے ہاتھی تل
کہی بیٹھی جاگی سب کہل
سنے کد بانو نے جو یہ حکمت
ہو گئی غرق لجۂ حیرت
کر کے تحسین اوچھل پڑے یکبار
اور کی آفرین پکار پکار
کیا ہنر ہے یہ چشم بد بین دور
کیون نہ چشمون پہ ہو تجلی غرور
دونو پہر کر کے کام دل حاصل
سوتی یکبارگی گلے سے مل
زر گر چرخ نے بوقت پگاہ
زرہ خور کو دی چرخ خلط خواہ
لے کٹہالی مین دیکے ڈال دیا
ساعتون کی محک پہ سادہ لیا
گرلٹنے گہڑیان لگا وہ گرما گرم
آتش آفتاب مین کر نرم
گہر سے کہتا حسن دوگانہ کو چلا
چہاپ چہلا انگوٹھی لیو گرہا
کام ہیگا سنار کا لوگو
گڑھی کچہ اور سنوارتی بولو
آئی کد بانو اوٹھ کی جہان پار
جسکی تہی مکر و مدعی پر اسار
لین بلا تین دوگانہ کی یکبار
کی بہم چاہ پیار کی گفتار
تہی دوگانہ جو آفت دوران
کہول مکر و فسون پہ اوسنے زبان
لگی کرنے بنابت باتین
پوچھے اوس سے گہلا گہلا باتین
ہاتھ زن سادہ کار جو سادہ
ہوئی کہنی پہ سر سکے آما
گفتگو شب کی سب بیان کردی
وزن کی بات پہ نہان کہی
کر تجاہل وہ میہمان شریر
رہ گئی بس خموش جیون تصویر
میزبان سادہ میہمان طرار
لای اس ڈہب پہ آخر اسکو اوتار
معتمد بن گئی وہ پر نیرنگ
یان تلک جو لگا پسیجنے سنگ
ہر طرح سے اڑا لی وہ ہی گہات
وزن کی جو چہپا رکہی تہی بات
ہاتھ میزان وزن کی لاکر
ہو کے رخصت پہر آئی اپنی گہر
شوہر فتنہ گر سے سدا احوال
کہہ دیا اوسنے آنکہ فی الحال
بانٹ جب اوسنے وزن کا پایا
دوڑا خدمت مین شاہ کی آیا
اور بولا کہ ای شہ میمون
غبن حضرت سے کیا حسن کا کہون
پیل زر سے بن جو اوسنے بہی گھڑا
وزن مین کم ہے تول دیکہنے کا
حکم گر ہو تو تول دکھلاؤن
کہی بیٹھی سب اوسکی بتلاؤن
بادشہ نے کہا نہ کر بہتان
وزن دکہنا اوسے نہین شایان
کیونکہ تنہا بنا ہے تھانہ حسن
بلکہ مشرف بھی تہی یان کہتی تن
اور سوا اونکی تہی امین کئی
ہاتھی نگہبان تیز بین سکتے
کہ تو چوری کا کیونکہ تہمت دون
ناحق اوسپہ گمان بدکرتے
بولا پہر وہ زمین ادب کی چوم
وزن کر دیکہو تا ہو سب معلوم
گر ہو حکم بیحجئے زر اوس سے پہر
ورنہ گردن سے میرے او شمشیر
دل مین شاہا کچہ اپنی مت لائے شک
پیل کم ہے یہ وزن مین لا شک
شاہ بولا یہ ایسی تحفہ چیز
توڑون کسطور مین تبا تو عزیز
گر نہ توڑون درست نہی و بن
تو بہلا اسکو کسطرح تولون
بولا مین طرز وہ نکالونگا
یعنی بے توڑے تول ڈالونگا
تہا اوڑایا جو تولنے کا ڈہب
کہہ سنایا وہ اوسنے شہ کو سبب
پائی شہ نے جو طرز سنجیدہ
آئی اوسکو بہت پسندیدہ
شہ نے لوگونکو یہ دیا فرمان
تول لین کشتی کی بنا میزان
آئے سرکار کن لب دریا
اور حسن کو وہان بولا بہیجا
تولا میزان کشتی مین بہر فیل
وزن کرنیکی جسطرح تہی سبیل
جب ہوا سنگ سنگ نو سو من
نکلا سو من کا وزن تب تو حسن
کسکی مشکین حسن کی پہر تو غیب
سو خرابی سے لائے شہ کے قریب
بات سلطان سے یہ حسن سے کہی
اسسے کیا کہتے ہین سی کہو تو سہے
کی حسن نے یہ عرض ہو کے دلیر
نہین چوری ہے کی یہ ہے زر آوتیر

اور نہ اسکی تھی کہ مزدوری ۔ پائی حضرت سے تہی نہین پورے
کیونکہ آتی کا نہیں سکو یقین ۔ چہد رہی سب کہینگی میری شتین
گر گیا سو ہین اب ہزار سے زر ۔ کہیجی صنعت حسن نظیر
یہ بہی مرضی ہو تو ابتانذ ۔ لونگا سب ہر اہی میری گہر
خالصی جب اکا حسن کا گہر ۔ اتی مرضی سزا کی دینے پر
ایک سو گز کا تہا منار بلند ۔ نہ دیا ن لک سکی جہان نکند
تنگ تہا سو ر کہنا اوسکا ڈہنگ ۔ یعنی نیچی فراخ اوپر تنگ
بادشہ جسپہ خشمگین ہوتا ۔ قید وہ شخص تہا وہین ہوتا
حبس کرنا وہان تہا گو بہجا ۔ پر حسن کو بہی یاد وہین بہیجا
کرکے دروازہ کلان تیغا ۔ غرفہ اوپر کا پہر کہلا رکہا
نہ کوئی یار نہ رفیق وہان ۔ نہ رہائی کا کچہ طریق عیان
تہی وہ حالت کہ جیسی کوئی مسکوت ۔ جیتی جی کر یہ قبر دہ مبہوت
بن نہ آتی تہی ہائی کوئی کلا ۔ تہا غرض وہ بدار مرگ چڑہا
گرتا پڑتا ہوا بحال تباہ ۔ آتی ہی اس طرف کو بہرتا آہ
سر پریشان اور گریبان چاک ۔ ڈالتی سر پہ ہر قدم ہی خاک
آئی جب پاس تب حسن نی کہا ۔ اتنی بیصبری کس لئی ہی بتا
آہ و زاری بحز شکیبا ہو ۔ تا مرا غم نہ اور دونا ہو
نظر آتی نہیں یہا نسے رہائی ۔ مرگ ہی مرگ آدمی ہی وکہائی
پہر نہ اتنا بہی آہ تو گہبرا ۔ مت بتا اتکو تو بیصبرا
جلد جا شہر کو اتہا ہی قدم ۔ لیکی گز اور سیہر ریشم
زنکو دانا ہی اوسکی تہی معلوم ۔ جانتی تہی کہ شوہر مظلوم
وہم بجہو داولٹی پاؤن شہر کو آئی ۔ ریشم اور گز خرید کر وہ لائی
چیونٹی یہ میل پر جو ہی چڑہتی ۔ گز وہ بکڑ دی اوسکو پہر جلدی
شاید آ پہونچی قید آشفتہ ۔ ہاتہ تک سیہری وہ سر رشتہ
اسنی وہی کیا جو اوسنی کہا ۔ اور چیونٹا وہ لیکی تار چڑہا
جون ہی پہونچا وہ تا زہر نی تک ۔ چیونٹی سے جب لیا حسن نی وہ
ہر دو ہی سو گز سی کچہ فزون ہی طول ۔ کم نہوتا کہ ہو یہ کام حصول

نہ یہ جسواسطی اوڑ آیا تہا ۔ گہنا لا حاصل اوسکا اب ہوگا
سسترقا انہو مین ہین خود قصور ۔ اسکی اور کیا کہون بحضور
یا سمجہ انہی جان و تن کے زکات ۔ بخش دی بہی شہ خجستہ صفات
شہ نی ضبطیکا حکم فرمایا ۔ ضبط ہو مال و زر چلا آیا
تا ہو اور ونکی موجب عبرت ۔ کوئی آیندہ پہر کری سرقت
تہا کہی کوس شہر سے وہ دور ۔ مرگ سی یہ بلاؤن سی معمور
اوپر اتنی جگہ کہ جو یک کس ۔ بیٹہی اوس تنگ سی قفس مین ہفنس
دانہ پانی جو تہا نہ وان پاتا ۔ تہوڑی دن مین ہلاک ہو جاتا
سنگدل لوگ اوسکو لیجا کر ۔ کرکی محبوس آتی اپنی گہر
بیٹہا کہڑکے مین صورت بجو ۔ تکتا تہا یہ مگر شکر ہر سو
حال پر اپنی کہائی تہا افسوس ۔ ہر گہڑی ہی انتظار کوس تکوس
بیٹہا حیران تہا حزین و چپ ۔ کبہی چلاتی اور کبہی ہو چپ
دور سی دیکہا ایک راہ نورد ۔ چہانتا خاک پہانکتا ہوا گرد
آیا جب پاس تب یہ بات کہلی ۔ کہ زن خاکسار سے اوسکی
مو کنان آتی ہی وہ شور کنان ۔ لب پہ ہی آہ و نالہ و افغان
فائدہ کیا ہی بیقراری سی ۔ کیا حصول ایسی اشکباری سے
آنی جو تہی سو آچکی خوار سے ۔ سو کرتی نہین ہی اب زاری
جان پر میری اب تو آن بنے ۔ ہی حی جان یہا تو جان کنی
گو کہ یان سی نجات ہی دشوار ۔ مخلصی کے ہی سو جہی پہ نہچا
آمری پاس ای انیس خاص ۔ تاکہ ہون اس عذاب سی مین خلاص
لغو کہتا نہین ہی کچ ہی بات ۔ ہینگی سنجیدہ اسکی ساری نکات
تب حسن نی کہا کہ ای غمخوار ۔ گز ذرا سا تو باندہ پر سر تار
تار ریشم کا چہوڑ زر دوانہ دو ۔ تا کری پستی سی وہ صعود
دیوی پہونچا خدا مرا مالک ۔ انہ قادر علے ذالک
قدرت حق سی چیونٹا وہ تار ۔ سنگل نٹ لی چڑہا فراز منار
کہتی عورت سی پہر لگا یہ حسن ۔ جا کی لا شہر سے دراز رسن
زن گئی لائی شہر کو رسا ۔ تار چو ہر احسن لی کر یہ کہا

بانو لی آتی جب سسن کی تئین
کہولتی جار سسن کا پیچ و تاب
باندہ تو اپنی تئین سسن کی ساتہ
اپنی خاطر مین دکہہ سہی استنے
بولا وہ اس لئی بولاتا ہون
سسنکی یہ بات زن ہوئی لاچار
تہی سزا دینی اوسکی تئین منظور
ریشمی کا اک سرا کڑی سی نکال
لٹکا کہڑکے ستی مین معلق جہٹ
چلی اوپر کو چڑہتی سیل کی مان
کرنی اوپر سی مین لگی فریاد
کیا خطا میری تہی سی دل مین تہنہی
لی گنہ اسقدر ستمگار سے
گر مین تقصیر اپنی سسن پاؤن
مین تو تہی جان و دل سی تجہہ نثار
تب حسن نی کہا سن ای غافل
تیری باعث یہ مین اوٹہائی رنج
وزن کا ڈہبٹ دیتی گر تو بتا
ہوکی ناچار وہ رضا بقضا
حسن دار باز اوسکو چہوڑ
وہ کیا اور مبتلای بلا
تہی بشکل سرنگون وہ سب نکتے
پر خطر وہ مکان آدم خوار
اشک خونی بہای تہی ہردم
جلوہ گر آ ہوا بمصر سما
پہونچی جب وہ قریب بہ منار
یوسفی چہرہ ماہ کنعانی

اور دکہلائی وہ حسن کی تیز
کہینچ لون تا شتاب مین وہ طناب
ہمنشین تا ہوا حسن کی ساتہ
مخلصی تا ملی ہا سنے تجہے
دیکہتی تا دکہہ مین کیسے پاتا ہون
باندہی رستے کمر مین وہ کیا
گرنہ دی تو ہی مردمی سی دور
باندہا اپنی کمر مین پہر فی الحال
جسطرح سی کلا کری کوئی نٹ
اور جہٹ نیچی آن پہونچا حسن
ہای کیسی ہی مجہہ پہ بیداد
جو مین مجرم سزائی وار سنی
نہین آئین و شیوہ یار سے
تو نہ شاکی مین تجہہ سی مر جاؤن
تو ہی کرتا تہا مجکو جیسے پیار
دل مین اپنی سمجہہ کی ہو قایل
کیا کہون آہ جو جو پائی رنج
تو بتا مین بلا مین کیون پہنسا
چپ ہی پہر کچہہ کہا نہ سنا
رشتہ ریسمان الفت توڑ
دیکہکر وہ مکان وحشت زا
ہای وسن دیو خانی مین جو وہ سے
کاٹی کہاتی تہی بس وہ دیوار
آ گیا پہر اسکے تہا بون پر دم
گرم بازار کا رو بار رہوا
سنی آواز نالہای زار
چاہ زندان مین ہی ندائی

ریشم اوسنی دیا وہ جہٹ لٹکا
کہینچ لی الغرض حسن نی سرز
بولی وہ یون کہ ای تو زیست سی کی
اب بہلا مجکو کیون بولاتا ہے
سسکے ساتہی تہی دکہہ کی آہ ہی
تہا حسن تو لگائی اور ہی گہات
آہنی سخت وان پہ ایک کڑا
باندہا ساتہ اپنی ایک پتہر ہی
تہی حسن کی طرف زن بیچاری
پہنس کی پیچ زوال مین وہ ماہ
چہوٹا زندان سی آپ مجکو پہنسا
جو گنہ ہو مرا بتا مجکو
کون سی بات کی ہے تو نی خلاف
جرم سسن اپنا ہو سہون خاموش
اب یہ حیرت ہی ہای جو یہ جفا
تیری نادانی ہی سی ای نادان
کرتی افشا نہ گر تو میرا راز
جب یہ زن سی کہا حسن نی سخن
ماری حیرت کی آہ وہ غمکش
کر کی نٹ کی کلا یہ وہ دی ہوش
لگی چلانی خوب رو رو کر
رات کالی بلا سی بن سسان
بسکہ ہوتا کلیجہ تہا دہک دہک
یوسف آفتاب طلعت ماہتاب
چرخ کٹی تہی اور گہسا رسنے
دیکہا او پر کو جب اوٹہا کی نگاہ
کرنی تفتیش اوسکا حال لگے

اور کہا اسمین باندہ دی رسا
اور زن سی لگا یہ کہنی سخن
اوتنا تو ہی اب نکر کچہہ دیر
تو ہی کیون نہین اوتر کے آتا ہی
پہیر ہم تو چلی چلین گہر کو
چاہتا تہا تدارک مافات
خوب مضبوط سقف مین تہا گڑا
آپ تہا وزن سی ہو بہاری
اور زن کی طرف سبکباری
لگی چون عدکرسنے نالہ و آہ
کہ تو ظالم یہ ظلم سے ہے کیسا
پہر جو چاہی سو دی سزا مجکو
پہر وقت جو بن گیا تو صاف
پہیر ناحق کرون نہ جوش و خروش
رکہی کسوا سطی مرسے یہ روا
اس بلا مین پہنسا مین آ کی یہان
زن بیگانہ کو بنا و مسانہ
سنکے اپنا گناہ رہ گئی سسن
پہر کی اک آہ ہوگئی بس غش
آنکہ شہر مین ہوا وہ بیہوش
کرنے غل مضطرب سی ہو ہو کو
اور کرتا تہا سائین سائین مکان
ہو دوانی وہ کرتی تہی بک بک
نکلا زندان شب سی با رشتاب
چار الا نیکو نکلی بیچاری
بسکہ زندان مین دیکہی قید الم
پوچہنی رنج اور ملال لگی

دیرد کہنی لگی وہ دکہیاری
سن حسن کی کلاوہ اور نیرنگ
حسن دار باز اور نٹ کہٹ
حسن کی شہ نی یہ کاٹ کہا یا ہاتہ
کر کی عورت کی پریشان ہی طلب
طلب شہ سی ہو حسن آگاہ
بولا حاضر ہی مجرم سرکار
حد و پایان تہری دانش کے
ہو گرفتار نفس شوم کی ہاتہ
دیکہ دانا کو مرغ دانا آہ
بولا تب وہ کہ شاہ عذر نیوش
سچ ہی حضرت کہ میرا فضل و شعور
ہین جو ابنا ہی ہر سبب جوہر
اور اب ایک بات ہی وہ حضرت
آپ کو ہی گمان کہ زر سومنت
زر امانت ہی میری کہر وہ گیا
چیکی پہر خاک سی بنا ئی جو زر
قالب زرگری ہین باتدبیر
کی جو یہ شہ کی مال ہین بہتر
بندہ از بس ہی خلق کا مخصوص
یعنی یہ سوچ کر کہ ہم ہی بیل
ایک مدت رہا ہین چشم براہ
کوئی ایسا ملا نہ با فرہنگ
ہو مخالف جو حسب اور بہلا
اس یہ سوچی جو حضرت ایک نقل
کہو دی اور سونی بن گئی تری
اوسکی ہمراہ باوفا عورت

اور کہ پہری اپنی بس بہت ساری
لب گزیدہ ہو رنگی سب دنگ
نٹ کلا کر کی بہاگا ہی جہٹ پٹ
ہوا حیران سن تی ہی کی ساتہ
سنا احوال شہ نی سن عن سب
آیا خود حضرت بجرم و گناہ
بخشی خون ڈالتے یا مار
نہین ممکن کہ فہم پایی ذری
ہوا ہمدست تو خیانت ساتہ
دیکہتا وام کو نہین واللہ
ہو وین شاہان و سر حلقہ بگوش
سکل انجم ہی حصر سے باہر
ظاہر انکو نہین ہین کرتا ہم
جسکی سنی سی ہو فزون جوہر شہ
ہی حسن نی بیا بکر و فن
بہیجی اوسکی ہین ہی آپ منگا
زر کر دے گا وہ خاک چو بکر
خاک ڈالی ہی ہین نی بر اکسیر
کیا یہ بات جس نی زیست ستی
اس خیانت سی تہا ہی مقصود
تولنی کا نکالے کوئی سبیل
تولنی والی پیر چڑہا نہ نگاہ
جس سی پاتا کشادہ یہ نیرنگ
آیا حضرت کی روبرو بیباک
جسکو سنکر رہینگی اہل عقل
جانتا تہا کوئی نہ آہ ہنر
ملاتی مزدوری کر کی اور محنت

کرنی اپنی وہ زن ہی غمازی
عورت خستہ کو ستلی دی
اسطرح کی کہا نشیب و فراز
گو کہ لوگون نی کی ہی آکر نقل
بولا ہرکارہ دن ہی کہ جلدی جاو
روبرو رکہی شہ کی تیغ و کفن
بولا خسرو کہ واعجب ہی سخن
پیر یہ رہ رہکی آئی ہی حیرت
سچ ہی یہ حرص و آز انسان کو
حرص اور آز سی بچائی خدا
جسکی گردان ہی تا کہ گرد ندہ
کبہی مجہی ہر فن کی تین اپنا خیال
ایک اونا ہنر کیا جو عیان
یعنی تہا ہی کا پہلے بیل بنا
اور مین یون سبہکا سب اوڑایا ہے
کبہی انصاف آپ ہین عادل
حرص کچہ مجکو زینہار نہین
کیمیا کو چہپایا ہین کی سنار
نہ طمع تہی مجہی نہ حرص و آز
دیکہون ایسا ہی کوئی دانشور
نکلی سنجیدہ گر کوئی زیرک
جو بنا ہی نکالی ایسا بیل
میری ہی منہ سی آئی آخر کار
ورنہ اسکو شعور تہا یہ کہان
یعنی اک شخص تہا نپٹ کودن
بہرون سوتا تہا خر و جیسون خرگوش
رو کہا سو کہا جو کچہ وہ پاتی تہی

اور شوہر کی یہ سن بانی
اور حقیقت یہ جا کی شہ سی کہی
کر گیا قید مین زن دمساز
یہ جو یہ بات تہی بعید از عقل
ہو جہان دہو تہ کر حسن کو لاو
دی کہنکار سان جہکا کر تن
یہ تری عقل اور وہ تیرا فن
جاتی تیری ہی تہی تب کیون مت
کور کر دی ہی گو وہ دانا ہو
دی قناعت ہر ایک کو ہر جا
رہیو خورشید جاہ تا بندہ
فضل حق سی ہی اوسمین خوب کمال
پہونچی اوسکی لئی تو تو بیتجان
بعد اکسیر مل کیا ہے طلا
ہاتہی تو تانبی کا بنایا ہے
ہو جسی علم کیمیا حاصل
کیمیا گر ہون مین سنا نہین
کیمیا گر نجانین تا اسرار
نہ بدزدی ہوا مین دست انداز
عقل ہو جسکی اسطرف رہبر
اوسکی شاگردی مین کرون بیشک
جاتی وہ تولنی کی خاک سبیل
سر پوشیدہ یہ ہوا اظہار
وزن کا جو نکالت عنوان
یاد کوئی ہنر نہ کوسے فن
نہ تمیز و نہ عقل نہ کچہ ہوش
اس نکہٹو کو تاکہ لاتی تہی

بولی اکدن وہ یون بہ مجبوری
نہین اب مجھسی ہوتی مزدوری
یہ تو بتلا کہ کب تک ہی جورو
کہائیگا جورو کی کمائی تو

کر کہین جا کی نوکری کی تلاش
کچہ کچہ کر غم کہ فکر معاش
ورنہ میرا ترا ہی وقت فراق
تجہسی لیتی ہون آج ہی مین طلاق

بیچ کارہ تہا گو کہ یہ مجہول
اوسکی اس بات سی ہوا یہ ملول
ہو کی مجبور گہر سے وہ نکلا
سوچتا دل مین یہ کہ کیجی کیا

مجکو تو ہای کچہ نہین ہی شعور
عقل سی لاکہ کوس ہون مین دور
دل مین یہ سوچتا بحال تباہ
آیا القصہ وہ حضور شاہ

شہ سی کہنی لگا یہ کر مجرا
واسطی نوکری کی ہون آیا
پوچہا شہ نی کہ کیا ہی یاد ہنر
ہوگا کس فرقی مین تا نوکر

دل مین سوچا کہ کیا بتاؤن آہ
کسی فن سی نہین ہون مین آگاہ
کر کی آخر کو غور اور قیاس
بولا حضرت ہی بندہ فیل شناس

طرفہ یہ ہی کہ اوسنی ہاتہی کے
خواب مین بہی نہ شکل دیکہی تہی
جانتا تہا کہ فیل عنقا ہے
آج تک کسنی اوسکو دیکہا ہی

اوسکو ہاتہی ملیگا وہ کہان
جو مرا اسپہ ہوگا راز عیان
امتحان کا تو وقت تب آوی
یہ بچارا جو فیل کہین پاوی

ہای سمجہا نہ وہ محال سکال
گہر مین اچہ کی ہوتی کا کیا کال
الغرض نوکر اوسکو شہ نی کہا
اور درماہہ ہی کیا عمدا

یہ تو سونی سوا نہ تہا آگاہ
گہر ہی مین بیٹہا لیتا تہا تنخواہ
جاتا دربار بہی نہ سالا سال
دیکہتا تا وہ فیل کی تمثال

کہاتا اور سوتا اور کرتا گوز
گذری القصہ یون ہی کتنی روز
لایا اک روز کوئی سوداگر
بادشہ پاس ہاتہی اک بہتر

تہا مگر اک عیب سی وہ فیل بری
خوبیان ہی تہین اوسمین سارہی بہری
تانی ہوا اوسکا کوئی ماتی مین
پر نہتا شہ کی فیل خانی مین

ہوکی قیمت کی ساری حلی طی
ٹہرا مول اوسکا بارہ لاکہ روپی
اتنی مین بادشہ کو آیا یاد
نوکر اس کام کا ہی اک استاد

ہی اوسی فیل کی شناسائی
بل ہی اس فن مین لاف یکتائی
جلد لاؤ بلا کی میری پاس
تا کہ پہچانی فیل فیل شناس

تہوا ایسا کہ اس مین ہو کچہ عیب
دیکہی قیمت کو دور کر شک و ریب
آیا جسوقت ہای فیل شناس
کیا کہون اوسکا تم سی فہم و قیاس

دیکہکر شکل فیل اعجوبا
بحر فکرت مین وہ کہڑا ڈوبا
دیکہنی فیل کو لگا وہ بہ غور
پہرنی سان گرد کرنی لگا دور

آنکہہ سامنی سی تکتا تہا
کبہی جہٹ پیچہی جا جہکتا تہا
جہک کی کرتا کبہی شکم پہ نگاہ
گاہ پاؤنکو دیکہتا تہا واہ

تکتا حیرت سی تہا بصورت بوم
گاہ دم دیکہتا کبہی خرطوم
غور کرنی سی اسکی مالک فیل
ڈر گیا کو کہ تہا وہ فیل اصیل

دل مین سوچا کہ کوئی عیب اگر
چہوٹو ناکہدی یہ شاہ کی منہ پر
جانکر عیب ناک ایسا نہو
پہیر دیوی جو شاہ ہاتہی کو

یاد تہا قول سعدی اوسکو یہ
دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ
کہا دل مین نہ لالچ اب کیجے
منہ بہرائی کچہ اوسکی تین دیجی

اسی کرنی لگا اشاری یون
کہ روپی دس ہزار دیتا ہون
لی یہ اور عیب کچہ نہ ظاہر کر
پر اشارہ وہ سمجہی تہا کیا خر

یونہین جب ایکدو گہڑی گذری
کہی بات اوسنی کچہ پہیلی بری
دم و خرطوم دیکہنی کی سوا
محو حیرت وہ کچہ تکتا تہا

کر کی مالک نی اپنی دلکو سخت
آخر اوسی کہا کہ ای بدبخت
دیکہتا کیا ہی اتنی غور سی تو
دی بتا ہو جو عیب یکسر مو

بولا کچہ اور دیکہتا مین نہین
لیکہ حیرت یہی ہی میری تئین
ہی عجب جانور یہ سر در گم
منہ نہ معلوم اسکا ہی کہ دم

منہ کدہر اسکا اور دم ہی کدہر
اول اسکی تو مجکو کر دو خبر
تب مین عیب و صواب بتلاؤن
اسکی مین سمجہی خاک سمجہاؤن

ایسا مین جانور نہین دیکہا
جسکا منہ دم نہ جای کچہ سمجہا
ہنس کی مالک نی تب کہا اوس
واقعی آپ ہینگی فیل شناس

ایسی دانا ہون لوگ جب پہچان
کیا کرون خاک بر سر من عیان
امتحان کرنا حاسدونکا تہا
ورنہ جورو سی کام تہا کچہی کیا

کہل گئی انکی تو شناسائی
دم و خرطوم سی نجات آئی

مقتضی عدل کی بہی تہی چال
دی جو تعزیر آپ نی فی الحال

تو تو پیدا ابہی قباحت ہو
بی سیاست کہان ریاست ہو

کر کی جبر ثقیل یکبار سے
دی پہنسا قید مین وہ کہیاری

ضمناً اوسکی ہی دو سہ تری بات
سنکی حضرت یہ بندہ کی حرکات

تب مین ظاہر کرونگا سارا حال
کہولکر دل کہونگا دل کا ملال

گر کرین جرم ساتہ جان بخشی
کہنا کیا اسکا ہی بہت بخشی

شہ کی بہی دل مین مہربانی تہی
دل پہ نقش اوسکی کاردانی تہی

آگی گر اس سی ہو خطا سرزد
دو نکاکر سرزنش سزا سپید

گہ بہی بیشک یہ مرد سنجیدہ
نجیبانت نہین ہی گر دیدہ

سوچ یہ دل مین شاہ آخر بین
بر سر لطف آ حسن پر وہین

جان بخشی کی اور گنہ بخشے
بلکہ خدمت بہی چہوٹی سی اکثر

مرتبہ اسکا تہا ترقی مین
اور پایا تہا انت بلندی مین

بڑہتی بڑہتی غرض وہ طالعمند
ہوا داماد شاہ جم پیوند

اور حسن کا تو تہا نسب ہی حسین
عقل نی کر دیا جب ہی حسن

اس لئی سب کیا سنہرا لباس
رکہی اس رنگ پر تمام اساس

کیون نہو رنگ زعفرانی خوب
گو نہ زر دسب کا ہی مرغوب

چینٹی رنگ پر یہ مرتے ہین
تب تو رنگ اپنا زرد کرتی ہین

فرحت افزا یہ رنگ ہی از بس
زعفران زار دیکہ دین ہین بس

سنکے یہ داستان سرتاسر
زعفرانی نشاط حاصل کر

انکا لینا تہا میری تیئن مقیاس
یعنی دیکھو تو ہین کیسی فیل تناسر

قید پر آپ نی جو بہی حکم کیا
واقفی جانتونکی ہی یہ سزا

گرد خابان و دزد کو تعزیر
ہین فرمان روای عالمگیر

مین نی جو کر کی بندی و حرفت
قید مین سی نکل بصد حکمت

براز اوسنی جو تہا کیا افشا
ایک تو اوسکی ہی سزا اتنا

کیجئی گا آپ جستجو میرے
سنئی گا ساری گفتگو میری

سیہ ہی آپ گر کرینگی قصاص
حکم حاکم سی تو نہین ہی خلاص

کہ گئی ہین سلف کی دانشور
عفو ہی انتقام سی بہتر

دل مین سوچا کہ ابکی جرم اسکا
عفو کر دیجئی ہوا سو ہوا

ہی مثل سو نا جانتی ہین کسی
اور ناتش کو جانتی ہین بسے

آگی چل کر کہلیگا اسکا حال
عفو تقصیر کیجئے فی الحال

اوسکی جرم و گنہ سی درگذرا
اور کتی اوسکی ساتہ کر گذرا

تہا زبس یہ بڑا سلیقہ شعار
کاردان و امین و خوش کردار

چند ہی روز مین وہ نیک عمل
کاردانی مین ٹہرا ضرب مثل

کیا عجب اسکا عقل ہی تو وہ چیز
کردی نا چیز کو جو اہل تمیز

زر سی نسبت جسے جو کہتا تہا
دولت زر سی یہ ملا رتبا

ہو نہ کیونکر عزیز دلہا زند
زعفران رنگ ہی وہ سرتاسر

عاشقونکا نشان ہی یہ رنگ
عاشقون کی تو جان ہی یہ رنگ

ہی جو خورشید اشرف الکوکب
زعفرانی ہی رنگ کی ہی سبب

ہوتا اس رنگ سی ہین جو سرو
خندۂ زعفران ہی کیون مشہور

مہر زرین قبا شہ بہرام
سو رہا اوسکی ساتہ با آرام

گلزار چو تہا جانا بہرام کا روز دوشنبہ گنبد ریحانی مین اور روز و شب مشغول رہنا ماہ صقلابی کی کامرانی مین

جب دوشنبہ ہوئی نمود سحر
شاہ بہرام وہ مہ انور

سجکی جو ماہ برین سبز قبا
گنبد سبز مین چلا آیا

سبز بختی کی ساتہ ہو پابوس
کیا تخت زمردین پہ جلوس

بچہ گئی ہر طرف بساط نشاط
ہوا ہر گوشہ انبساط نشاط

ہو گئی جون ماہ جام گردانی
چلنے لگی شراب ریحانی

اس سی افزون نشاط کیا ہوگا
دلکو اور انبساط کیا ہوگا

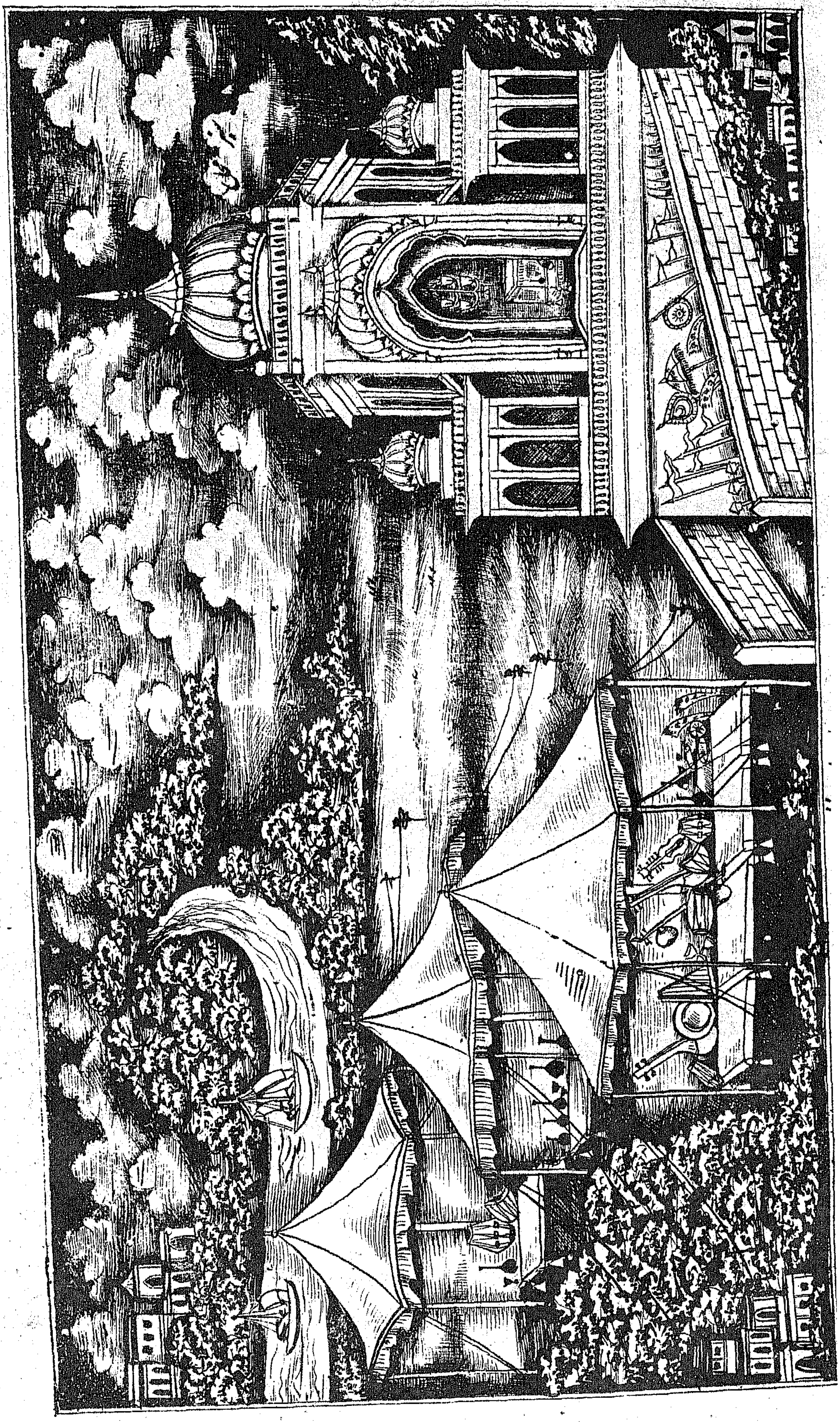
گنبد زرد سے نکل آیا
زعفرانی قبا بدل آیا

سبز و ہر تاج سر پہ ریحانی
باہمہ جاہ و فر سلطانی

ماہ صقلابی شوخ سبزہ رنگ
لائی صہبا و نقل و بربط و چنگ

چنگ عشرت لگی صدا دینے
اور مطرب بچہ نوا سے لینے

مطرب بادہ سلسلے مہرو
سبزہ و ابرو سبزہ گل لب جو



تہا یہی چرچا الغرض تا شام / آئی جو رات لیکی مہ کا جام
جلوہ فرما ہوا بہ تخت فلک / اوٹہ گیا دور جام و عہد گزک
خوابگہ کو چلا وہ متوالا / آخرین پی شراب کا پیالا
جا چہپر کہٹ مین شاہ لیٹ رہا / اور فسونگر حریف سی یہ کہا
کر زمین بوس اور رکہہ کی جبین / بولی ای ماہ نور بخش زمین
ہی دعا یہ کہ مہ سی ماہی تک / حکم مین ہو حضور کی یک یک
قصہ کرتی ہون اک بیان سنئی / سننی کی ہی یہ داستان سنئی

افسانہ گوئی اوس بلبل دستان سرا کی

تہی جہان جہان مطیع اوسکی / ہم زمین ہم زمان مطیع اوسکی
بسکہ کرتا تہا جو وہ عدل و داد / تہی سپاہ اور سب رعیت شاد
چاہئی شاہون کو جو کچہ سامان / حاصل اوسکو وہ تہا ہر ایک آن
تہین جو موجود نعمتین ساری / رہتا مشغول میہمانداری
ایک جہان سرا خلیل آسا / بر سر شاہراہ کی تہی بنا
ساقی و نقل و جام و شیشہ مے / مطرب و چنگ و ارغنون و نی
رشک فردوس عدن وہ جا تہی / ہمہ نعمت وہان مہیا تہی
آتا اوس جا جو کوئی رہ نورد / دیکہکر اس جہان کی گرم و سرد
تہا یہی اوسکا ورزش و معمول / سب سی کرتا تہا فائدہ وہ حصول
تہا جہان دیدہ مرد شعبدہ باز / بفسون و فسانگی دمساز
اپنی معمول پر بوقت شب / شہ نی اوسکو کیا حضور طلب
کہ سیاحت سی کیا حصول ہوا / یا کبہی پاؤن دل ملول ہوا
راست گو مرد تہی جو دیکہا تہا / سرگذشت اپنی سب وہ کہنی لگا
شہ نی سن سن کی دل ہی کہینچی آہ / اور بولا کہ مرد کار آگاہ
لیک جسکی تلاش ہی مجہکو / نہ ملا ہی آج تک تو وہ
حیف پایا علاج کچہ ای یار / اوسکا چہوڑا خیال ہو ناچار
اوس نی چاہا کہ ہنس کی دیوی ٹال / سو ہی تہا ہنسی کی تہین ہنسی مین ڈال
کوئی حیلہ عجیب چلا اوسکا / ہو کی مجبور تب وہ یون بولا
کچہ نہ فکر معاد اور معاش / ہی بگرد جہان تلاش تلاش

مہر شب یعنی ماہ نورانی / بستر مین پہنی قبای ریحانی
شاہ بہرام مست بادہ خواب / دیکہہ یکچند جلوہ مہتاب
دی مہ چاردہ و ہاتہ مین ہاتہ / لائی جلو مستر امین شہ کو ساتہ
کوئی افسانہ طرب افزا / کہہ کہ آنکہون مین نیند آئی فرا
تا بہ دور قمر ہی عرصہ یہ / رہیو تابندہ جاہ کا اختر
مین ہون کیا اور کہانی کیا میری / لیک مرضی ہی گر یہی تیری

داستان سرائی اوس طوطی شکرخا کی اور

ہی سنا یون کہ ملک ہندستان / ایک فرمانروا تہا عالیشان
باج خواہون سی تہا وہ لیتا باج / تاج دیتی تہا اونہین جو تہی محتاج
ڈر مخالف کا نہ عدو کا خطر / تابع امر اوسکی فتح و ظفر
حاجت اوسکو نہ تہی کسی شی کی / قلت اوسکو نہ تہی کسی شی کی
تہا تماشا پسند و نادر دوست / میہمان پرور اور مسافر دوست
جمع سامان میہمانی وان / کہانا موجود اور پانی وان
جو طلب کیجی تہا وان موجود / لی طلب تہا ہر مکان موجود
جو مسافر کہین سی آتا تہا / وہین آرام آکی پاتا تہا
پوچہتا اوس سی شہ عجائب دہر / گو وہ آسیب ہو یا زہر
آیا اکدن قضای کار اک مرد / صورت چہرہ مہ جہان نورد
جوگ کا علم اور ہنر نجات / یاد اوسکو ہزار اور نکات
کر آرام میہمان پہ سی / کی شروع اوس نی داستان اپنی
ہو جو حاصل کیا تہا مجہکو / نادرات جہان سنا مجہکو
جو جوگ پایا تہا و بیان علوم / تہی وہ آگہی ہی شاہ کو معلوم
تسی لوگون کی فیض صحبت سی / فائدی ہین مجہی ہزار ملی
پائی ہین نی تمام ساز و برگ / لیک پایا نہ آہ چارہ مرگ
مسکرایا یہ سن وزیر لبیب / پوچہا شہ نی ہنسی کا اوس سبب
کر کی لیت و لعل چہپادی راز / دی اوڑا بات ہو کی حیلہ ساز
مجہکو بہی شاہ کی طرح ہر آن / تہی تلاش نوادرات جہان
مغرب سی شرق تک مین آوارا / چہانتا پہرتا تہا جہان سارا

ہوئی فی الجملہ کچھ ہنر حاصل — پر نہ ایسی کہ مطمئن ہو دل
ناگہان ایک مل گیا استاد — علم کا پلٹ کا تہا اوسی یاد

کچھ فسون پڑھ کی اپنی جان نکال — دیتا قالب مین اور شخص کی ڈال
دیکہ یہ مین جہانکا پہرتا — چہوڑ کر شکل مرغ قبلہ نما

تو رہگیا وہ دونو پای طلب — کرتا خدمت تہا اوسکی روز و شب
میری خدمت نی یاری کام کیا — جو سکہا اوس نی وہ فسون پایا

بسکہ مرسون بہت ہوا ہو تمین — کہتی تہ آپ کو سکہاو دن مین
شہ نی وس سی کہا سکہا دیجو — کرون پہلی مین آزمایش تو

عرض کی وس نی استی کیا بہتر — دیکہ لی ای شہ ہنر پرور
کرکے بیجان وہ ہی اک مکہی — نقل روح اوسکی کالبد مین کی

ہو کی مردہ زمین پہ یہ گرا — آئی پرواز مین مگس ہوا
کرکے پرواز شہ کو دکہلاتا — اپنی قالب مین پہر چلا آتا

تن بیجان نی جان جہٹ پائی — دیکہ حیرت یہ شاہ کو آئی
بولا گر تو مجہی یہ سکہلاوی — جسقدر چاہی ملک و زر پاوی

نے وہ ہووی جو آرزو تجکو — دی بتا پر فسون یہ تو مجکو
یادگار اپنا یہ مجہی دے جا — ہو جو درکار مجہی تو لیجا

نصف دیتا ہون پاٹ ملک اور زر — گر سکہاوی مجہی یہ تو منتر
عرض کی وسنی ای شہ ذیجاہ — کچہ نہین ہی طمع مجہی واللہ

میری نزدیک تو مرا یہ ہنر — ملک و دولت سی تیری ہی بہتر
زر کو لی کیا مین جا کہین ڈالون — زر کو مین خاک سا سمجہتا ہون

کیمیاگر جو جان کا ہووے — زر کو لی خاک سر پہ وہ ڈہووی
تیری زر کی نہین مجہی پروا — دون ہون بی آرزہی مین تیلا

کہ کی یہ لیس سکہا دیا افسون — کر گیا شاہ کو گدا ممنون
کر لیا شہ نی امتحان اوسی دم — ٹہیک پایا عمل نہ بیش نہ کم

دلمین اپنی ہوا بہت خرسند — اور ہرسون لطف دانشمند
ہوچکا شاہ خوب جب تعلیم — رخصت اوسکو کیا بصد تکریم

شہ نی افسون وہ بصد جان — رکہا چندی بجسم دل پنہان
سوچا من بعد یون کہ ایسی چیز — جو فزون تر ہی جان سی بہی عزیز

فائدہ اس سی ہو نہ اور کو جو — تو وجود و عدم برابر ہلو
ہی ستم گر اسی نہ بتلاؤن — اور نہ خاک لی چلا جاؤن

شمع سی بس ہوا کہ مکان کو نور — پہونچی خورشید سی جہان کو نور
مین تو ہون آفتاب عالمتاب — شمع خانہ نہین ہین خانہ خراب

ہی یہ بہتر کہ میری پہ تو سی — غیر کو بہی یہ روشنی پہونچی
وہ تنک ظرف کر سکا نہ چہپاو — خامی سی یہ پکا خیال بلاو

منہ مین لقمہ وزیر کے دیکہ — وہ اوسیدم سکہا دیا منتر
اوسکو بتلا کی از جان اپنا — کر دیا آہ رازدان اپنا

ایکدن پادشاہ اور وزیر — صیدگہ مین دوان تہی نخجیر
گئی کوسون نکل تن تنہا — ایک خادم تلک نہ ساتہ رہا

دامن کوہ مین ہو آوارا — تیر سی شہ نی اک ہرن مارا
شہ نی چاہا کہ باندہ لے نخجیر — بولا تب یون وزیر پر تزویر

اک زمانہ ہوا کہ شاہ زمن — نہین کا پلٹ کا دیکہا فن
اور افسون ہی کچہ گیا ہی بہول — ہون مین اسواسطی کمال ملول

صید بیجان ہی اور وقت خلا — یان مخل ہی کوئی نہین اصلا
مجکو شاہا دکہا دو پہیر ہنر — تا کہ کرلون مین وہ فسون ازبر

شاہ کیا جانی اوسکی دلکی بات — یعنی اسنی لگائی ہی کیا گہات
شاہ نی کی ہرن کا پلٹ — قالب شہ مین یہ گیا جہٹ پٹ

چڑہ کی گہوڑی پہ اور ہو خوشدل — گیا فوج و خدم سی اکر مل
بخت نی یاوری جو ایسی کی — سیدہی راہ اوسنی تہم کی گہر کی

آور وان حرم سرا بخرام — گیا ہمراہ حرم کی ساتہ خرام
تہی حرم مین جو بی بی اور باندی — اوس حرامی کچہی سی کوئی نہ بچی

جتنی تہین نازنین سیم اندام — اوسنی حاصل کیا سبہون سی کام
ہان مگر شاہ کی وہ کد بانو — تہی جو نسبت مجلس ہمراز و

پالکی برعکس شاہ ساری چال — ہوئی کنارہ کش اوس سی فی الحال
آمد و شد نشست اور برخاست — خبر کچی ایک ہی پائی راست

سوچی کچھ نہ سر آتی ہی آفت
ہکا بکا ہی یہ تو یون ای وای
نہ بڑہانا تو ہاتھ میری طرف
لوہو کی ندیان بہا دون سگے
میرا پیچھا نہ آہ ہر دم سے لے
جب مین سمجھی ہی میرا وہی شاہ
ساتھ اب تیری کو نہین سوتے
پاکی مطلب کا یہ اوسی مانع
یعنے وہ پاکی مرکب آہو
کوی صحرا و دشت ویرانہ
تہا بصحرا و دشت آوارہ
کر کی آہو کی کالبد کو رہا
خضر مردہ وہ جان پاتی ہی
فارغ البال اپنی شہر چلا
اسکی شاہی کا دم لگی بھرنے
واہ کیا خواہش الٰہی ہے
لہلہا سبزہ اور آب روان
تہا شجر کی تلی بچھا اک دام
بولا یون اون سی طوطی دانا
حرص دانی کی لا دست جی اینہ
دیکھ کر دانہ مرغ کو آرام
چپ ہوا اور نہ نصیحت کی
اتفاقاً تہا وہان صیاد
تب یہ بولا کہ تمنی میرا کہا
نہین صیاد نی ابہی دیکھا
کر لو بند آنکھین سادھو دم کو تم
کر کی پرواز تم سے چلے جانا

اوٹھی کیون ورنہ ہو گئی ہی مست
اجنبی کوئی جیسی گہر مین آتی
ورنہ اپنی تئین کر دسے نکے تلف
خاک و خون مین تجھی سولا دون گے
تہوڑے ہی دن تو ٹھہری تا لگی دم
کام دل مجہ سی لیجو خاطر خواہ
مانع دید پر نہین ہوسکے
دور کی دید پر ہوا قانع
دشت و ہامون مین تہا وہ آن ہرسو
نرہا جو نہ اوسنے ہو چہانہ
کہو سکے ہر سمت چشم نظارہ
جسد طوطی مین وہ جاتا رہا
کہول منقار بولا جگ جگ جی
دیکھی تو جا کی وان ہی کیسی ہوا
خدمت شہ بجان و دل کرنی
وان بہی شاہی یہان بہی شاہی ہی
تن بیجان کو بخشتا تہا جان
اور دانہ پڑا ہوا تہا تمام
یار و یہکو نہ دیکہ کر دانا
ورنہ پہنس جاو کی کڑکی مین
نہین ممکن ہو کر اسیر دام
شرط چہوڑی نہ پر رفاقت کی
پانی پینی گیا تہا وہ ناشاد
کیا کہون آہ تب نہ مانا ذرا
ہی خدا جانی کسطرف وہ گیا
تم بنو مردہ زندہ ہتی ہین ہم
اور مرہی اسطی نہ گہبرانا

سنگل شہ کی ہی لیک شاہ نہین
دل مین اوسکی گئی جو بات یہ ٹہن
تونی پہرا اگر چھوا دامن
گر گلی سی میری تو آن لگا
ہوویگا رفع شک مرا جس دن
اب نکر کچھ ارادہ میری ساتھ
پردہ شک ہو جب تلک پارہ
بات پانکی تو اب یہین چہوٹے
ہرنون کی ساتھ چرتا تہا کسی دم
الغرض چند روز تو اسی طور
طوطی مردہ ایک آیا نظر
دیکھو آہو نی ہی یہ طرفہ بات
گئی طوطون کی ساتھ ہو دمساز
اسکو دانا جو طوطون نی پایا
قدرت حق پہ یار و کیجو نگاہ
عین پرواز مین قضا تی کا
وان جو آن کی تئین خوش آئی ہوا
دیکہ دانہ نہی یہ دیو اسنے
نہین دانا یہ دام آفت ہی
وہ طمع تہی جو ہوی نہ دامنگیر
دیکھا اسنی نہین پہ سنتی پند
جانتا تہا کہ دام ہی ہر چند
جب پہنسی دام مین تو گہبرا ئے
پھڑ پہڑانیسی ہا ئی کیا ہی جیو ل
کہول منقار اپنی اور پر بال
تمکو صیاد جانکر مردہ
مین بہی چہوٹ تا دیکہ کسی ڈہب سے

سر است مین شاہ کچکلا نہین
اوس سی تع کرنی یون لگی وہ سحر
ہاتھ میرا ہی اور ترا دامن
کاٹون گی اپنا اور تیرا گلا
نہ رہون گی مین ایکدن تجہ بن
نہ لگی ہون مین تیری لگون کی ہاتھ
بس کیا کر نہ دور نظارہ
سنو شہ پر جو کچھ بلا ٹوٹی
کاہ کر جاتا تہا اونہون سی ہم
سبہکی انواع کی وہ ظلم و جور
لعل منقار اور زمرد پر
خضر کی تئین پلایا آب حیات
ہوا کہو لکر یہ پرواز
پادشاہ اپنا اسکو ٹہرایا
شاہ انسان ہوا طیور کا شاہ
دیکھا اک نخل سبز سایہ دار
لیا آرام اوس درخت پہ آ
جا پا جہٹ اوترین لگین کہانی
اوتری گر تو بڑی قباحت ہی
بخشتی پند اسکی جو اونہین تاثیر
لکھی قسمت مین ہی انہو نکی بند
پہ ہوا انکی ساتھ آپ بہی بند
کر کے تئین تئین بہت سا چلائی
کہون اک بات کر ہو اب بہی قبول
طیر مردہ کی شکل ہو کی نڈہال
دام سی پہینکی گا دل افسردہ
آملو نگا غرض مین تم سب سی


مسافر خانہ
سڑک
دریا

ہو پدید اس امر کی طوطی
دوڑا صیاد اتنے مین آیا
ہوا حیران کر سے یہ کیا نیرنگ
ہائے کیا ان پر آگئی آفت
پھینکتا طوطی تھا یہ کہہ کر
اوڑ گئی پھر پھر درخت پر جا واہ
مارے کہسیان پٹکی یہ جا ہا
ان سبھون سے جو ہوتا تجکو حصول
خواہ تو آج اور خواہی کل
یہ سخن سنکی خوش ہوا صیاد
رکہ زمین پر لگا یہ کرنی صدا
مہر رخسار رشک مہ صورت
شوخ پرفتنہ شکل پہ بھولی
گرم سر تا بپا بڑی چنچل
اک تھا جن بچہ جوان حسین
کہری کہوٹی رہی پر کہتا تھا
یعنی تو شبکو خواب مین ہی
تو نی چاہا سو میری ساتھ کیا
گر خوشی سے ہے تو واہ جی واہ
وہ بچارا ہوا یہ سنکر دنگ
حیرت افزا یہ دیکہ کر حالت
پر نہ کہتا تھا کوئی ایسی بات
ماجرا طوطی تھی یہ جب کہ سنا
جا کی صیاد اونہین بلا لایا
طوطا بولا کرو یہ دونو عہد
تا عدالت کرون میں دل سے تلاش
جاسے انکار دونون کو نہ سے

مرگ کی کلہیا مین لگا غوطی
دام مین طوطون کو پھنسا پایا
قفس دام تہا نہ اتنا تنگ
میری بربادی سب گئی سخت
ہائے رے پٹیان وائے رے لہیر
بولی حق ایسد پاک ذات اللہ
پٹکی اسکو ہی نس زمین پہ اوٹہا
وو نگا تہا وہ مین ہو تو ملول
لیکی بازار تو جہی تک چل
اور چلا لیکی شہر با دل شاد
لو خریدارو ہیرا من طوطا
زہرہ پیشانی مشتری طلعت
سادہ پرکار دلربا بولے
برق سان چال مین پہر چہلبلے
جسکی تابان شکل ماہ جبین
توڑی پہ توڑہ لیکی رکہتا تہا
سینہ پر سینہ لب بلب ہی تہا
اور مائل ہوئی نہ ہین اصلا
ہو کی رسوا وہ تو لطف ہی کیا
گل سا رخ ہوگیا وہ زرد رنگ
جمع آکر ہوتی لبس اک خلقت
سمت ہو جس سے ہی کی بات
ہانک صیاد کو یہ دی کی کہا
خلق کا اک ہجوم ساتہ آیا
مین کہون خواہ زہر خواہی شہد
کہ سنی جو وہ بول اوٹہی شاباش
جو سنی آفرین مجہی وہ کہی

بن گئی مردہ کہول کر منقار
پر بین سب مردہ ایک زندہ ہی
گہٹ کی جو ہو گئی یہ سب بیجان
کہول کر سب کو دام کی لاچار
پہاڑ ا صیاد نی جب اپنا جال
پکہنی سی لبس اس اچنبی کی
اسنی تیور جو اوسکی دیکھی اور
ارے ناداں ہون طوطی اتا
اپنی قیمت مین آپ کر لونگا
گذری جس جا پہ چوک مین ہی لگی
اتنی مین ایک سرو گل اندام
بیسوا اپن بہرا ہوا سارا
باہزاران ادا و عشوہ و ناز
عربدہ جو و خشم آمادہ
ڈالی کانون مین موتیکی بالی
دامن اوسکا پکڑ و شور انگیز
بوسی لیتا رہا ہی چٹ چٹ
میری چہکی ہزار ہین دینار
خرچی دیتی ہین اب مکرنا واہ
ہوگیا خشک لہو اوسکا یون
سب لی جو چاہین سچ کہین باتین
دنگ ایسا ہی ہوگیا صیاد
لاتو دونو کو میری پاس بلا
پاس طوطی کی آدو شکر لب
اوس سی ہرگز کرو جدول نہ تم
سنیع کر دون اج دی مہ داد
عہد اونہون نی کیا یہ سنکی حضور

حس و حرکت گئی کچہ نہ رہا
پڑ لی تہی پھر اک پرندہ سی
کیون گیا تہا مین ہائے اوی مرنی
اور افسوس کہا وہ دل افگار
مردی طوطی وہ زندہ ہوئی الحال
صاف صیاد کی اوڑی طوطے
بولا او مین عمر دی سی جن کی لفو
دلمین بیٹا پاس اپنی تو لانا
تجکو بیٹھی مین رہے گی وہ نگا
کاندہی پر سی اوتار کر بیٹہنے لگے
تہی قیامت ہی جسکی طرز خرام
جسکو دیکھو وہ محو نظارا
غمزہ پرداز اور کرشمہ ساز
ہوئی آ ایک دکان پہ ایستادہ
گرد مہ جسطرح سی ہون ہالے
لگی کرنے ستیز اور آویز
ساتہ سویا ہی میری ہو مفت دنیا
دی مجہی جلد اور نہ کر تکرار
اور کپت عیش شبکو کرنا واہ
کاٹو اوسکو تو تہا بدن مین خون
منہ ہزار اور ہزار تہین باتین
بیچا طوطی کا رہا جو نہ یاد
تا سنون مین کہو سچ جہگڑا کیا
لگی دعوی بیان کرنی سب
ہو مری بات سے ملول نہ تم
مدعی مدعا علیہ ہون شاد
ہون کی ہم راضی کرتو جہگڑا

تیری کہی سی گر پہرین ٹک ہم
لیکی دونون سی عہد یکباری
جسقدر کرتی ہی وہی یہ طلب
لایا صراف جاکی زر لاچار
بولا طوطا نہ اتنی جلد ہی کر
بولا طوطی عدل گنجینہ
ہوگا آئینہ بن نہ کچھ انصاف
آئنہ جب کہا صحاف سے زر
لی وہ آئینہ مین ہی جتنا زر
جب حکم طوطی نے کیا یہ حکم
تہا تماشائیونکا وہان جو ہجوم
ہوگی ممنون طوطی کا وہ بہیر
یوسف خضر سیر مین تہا ایک
تہا خریدار نسی بس فراغ
آنکہین طوطی سی پہیر کہتا اونہ
لیتی وہی نہین ہین کچھ مطلق
جب خریدار جانے لگے سب مر
جب اوڑی طوطی کی خبر ہر سو
اپنی پنچہی کی یاد مین فرزات
یاد نت کرکے اپنا وہ پنچہی
سنی اس طوطی کی جو اوسنی خبر
کچھ اونہون نی کیا نہ مول او تول
آئنہ سا وہ مکھڑا دیکھتی ہی
بادل گرم باتین کرنی لگی
میٹھی میٹھی وہ باتین کہین جو ن
سونی سروپی کی کلیان اوسمین ہر
درد ہجران سی ہوتی جب وہ ملول

ہون گہنگار پنچ کی او سدم
یون کہا طوطی نے بہ عیاری
لائی گن اوسکی وبر وتو سب
اور کرنے لگا درم وہ شمار
لیگی آخر کو تو ہی تو یہ زر
یار و اک قد آدم آئینہ
لاؤ آئینہ تا ہو جھگڑا صاف
طوطا بولا کہ زر شمار اب کر
اور اس زر پہ تو نظر مت کر
غنچہ لب ہگئی وہ صنم بکم
واہ واکے مچائی سب نی دہوم
کودتا پہاندتا چلا گیا گہر
تہی خریدار جمع لاکہون لیک
پہونچا صیاد کا بعرش دماغ
لینگی طوطا یہ دیکہو انکا منہ
ٹین ٹین ٹین ٹین لگائی ہی ناحق
لیجیگا آپ اسکو تب آکر
اور یہ چرچا ہوا یہ بزرن و کو
ہر یکہر سی کرتی تہی سو بات
کہتی اسد تبی جی بہیجو سے جی
دلکی بہلانیکو وہ خستہ جگر
بلکہ منہ مانگا اوسکو دیکے مول
بولا طوطا کہ مینا جگ جگ جی
سن جواب آہ سرد بہرنی لگی
کہ وہ شیرین دہن ہی مفتون
دانی پانی سی اپنی ہاتہ دین ہر
دلکو بہلاتی اس سی ہو مشغول

توکہی گا جو کچھ سو مانینگے
کرنہ اب تو درنگ جلدی جا
نہ کر اونکا ستم نہ ظلم و جور
گن چکا زر کو جبکہ یہ غمناک
جز تری اور کون لیوی کا
جاکی لے آؤ اور کرو مت غل
دوڑ کر لائی لوگ آئینہ
جب پڑا آئنی مین عکس شمار
کیون بخواب خیال جو ہو کام
صاف ہو شکل آئنہ حیرات
ہو وہ شرمندہ اپنی گہر کو چلی
کئی خندی وہ ہوگی جب چہوٹے
کوئی کہتا تہا ڈیڑہ دو کوئی پونے
کہتا کوئی کم جو مول سنکی یہ یاد
دینگی چہپن ٹکی میاں جی کہول
میان مٹہو یہ میرا لوگے کیا
کوئی نہ لیگا تو دونگا تمکو پہر
سانج ہنسی کی تہی جو وہ رانی
کنج تنہائی مین پڑی ناشاد
کہاتی تہی غم یہ غمگسار نہ تہا
بولی خدام سی کہ جلدی جاؤ
لائی وہ طوطی شکر گفتار
سن یہ پیاری صدا وہ دل پر شاد
طوطی نی باتین کہی کی بس ٹپ ٹپ
پنجرہ سونی کا اک جڑاؤ بنا
پنجرہ یکا سبب سبت کر سامان
سنکی طوطی سے نغز گفتاری

بات ہم تیرے وہ سچی جانینگی
تو ذرا او نیار کا یہان سے لے آ
دونگا اسکو یہ مانگی ہی جسطور
لگی لینی وہ سیم بر جالاک
اتنا پر جلد کون دیوی یکا
جائی جھگڑی کی تاکہ قلعی کہل
صاف جیسون سینہ صافونکا سینہ
طوطا بولا یہ جیسا اسی پکار
ملینگی مرد سہی خیال کی دام
بولی آئینہ و نہ تاہ نہان
اور پیچہی سی تالی بجنی لگے
آگی طوطی یہ خلقت اک ٹوٹی
لی یہ یوسف کو بن زلیخا کون
ناک بہون وہین سٹر کہی صیاد
طوطی ہی نت سی ہین لیتی مول
ٹیان کوئی لی لو دہیلی کا طوطا
جاؤ جی مت پہراؤ میرا سر
جلتی تہی جو لبسو نہ ہنہا سے
کرتی اپنی رفیق کو تہی یاد
پاس کوئی جز خیال یار نہ تہا
اور وہ طوطا خرید کر لی آؤ
غمکستان خانی مین یکبار
خوش ہو گئی تہی خاطر آزردہ
کر لیا اوسکو شیفتہ جھٹ پٹ
طوطی کو شکل جان اوسمین یکبا
دیا لگا یہ کلبہ احزان
غم غلط کرتے تہے وہ دونہا تہا

کہتا باتین غریب گہل گہل کر
بسکہ خوگر یہ تہی یہ تنہا تہی
تو بہلا اپنی دل کو بہلاوتی
بولی کہ آپ بیتی اپنی مشہور
تہا اوسی شوق مہمانداری
تہی اوسکا ہمیشہ تہا معمول
کہتی کایا پلٹ ہین جسکو لوگ
دم مین نہ دہی دم مین لا شاہی
کرے سدا نقل روح ہر تن مین
پرندہ اوسکو چہپا سکا اصلا
مارا صحرا مین شہ نی ایک ہرن
غیر کا اسنگج نہین کچہ ڈر
شاہ نادان تو ہرن مین گیا
جسد آہو مین رہا یکچند
پہرتی صحرا الصحرا کہاتا دہوپ
جسکو قاقم کی بال ہوتین وبال
جسکی معشوق سمودین آہو چشم
جو کری آپ آہوونکو صید
بالکل القصہ طوطہ اک بیجان
اوڑکی جا تاکہ شہر کو جاوی
کیا طوطون نی اسکو اپنا شاہ
بن کی طائر ہی ارجمند سی تہی
شہر کی پاس ایک جا پر ہائی
کہنے مانا نہ شاہ کا زنہار
بارہی وس طوطی نی وہ کی تدبیر
لیکی صیاد طوطا وہ ناچار
بیسوا ماں زادی اک کسبے

کرتا نقلین عجیب کہل کہل کر
جیب پڑی رہتی تہی وہ شیدائی
وارثی صدقی مین تجہ پہ جاؤن
لگا کہنی وہ مرغ شیرین گو
کرتا سیاحت کی وہ غمخوار ہی
فائدہ کرتا سیر دون سی حاصل
کرنا پڑتا نہین کچہ اوسمین جنگ
علم کیا ہی بڑا تماشا ہی
سیر کرتا تہا شہر اور بن مین
دیا افسون وزیر کو سکہلا
تہا نہ اوسدم کوئی بجز دو تن
شہ تو کایا پلٹ ہرن مین کر
اور وزیر اوسکی بیٹہ تن مین گیا
پائین سو سو طرح سی سوگند
کہان انسان کہان ہرن کا روپ
ہائی پہنچی ہرن کی سخت وہ کہال
دلبری جو کہ بن گہی گہ چشم
ڈر ہوا اوسکو نہ کوئی کری قید
بیٹہا قالب مین اوسکی پہر سلطان
اپنی مینا کو جا کی دیکہ آوی
اور اوسکی بنی وہ آپ سپاہ
اوڑ گیا بخت پر بلندی تہی
تہا چڑہی بار ایک دام بہائی
جا بدام بلا پہنسی یکبار
دام صیاد سی چہٹ جو اسیر
بیچنی کی تئین گیا بازار
کسی صراف سی جہگڑتی تہی

محو باتون سی اوسکو کر لیتا
ایک شب بولی یون وہ غمگین ہو
بولا اچہا یہ ہو کہ دو سچے
ایک تہا بادشاہ ماہ لقا
ایک مہمان سرا بنائی تہی
اک مسافر قضائی کار آیا
اک ہی افسون سی تہی نکلتا کام
علم جب شہ کو یہ ہوا حاصل
کیا کہون اوسکی سپہ تنگ ظلم کی
ہوا اکر نا خدا کا یون اکبار
بولا سلطان سی یہ وزیر پلید
مکر سی اوسکی شاہ کیا آگاہ
شاہ بیچارہ ہائی بن کی غزال
کہ تو شہزادی ہو جو شاہ زمن
بستر گل پہ سوی جو ہر دم
سنگ بان جسکی ہون بان گریان
وحشی دشت اوسکی ہوتین رفیق
اوسکی حالت پہ جب کرون ہون نظر
گو کہ حیوان ہی کی سہی حالت
طوطی کی راہ مین رفیق ہوئی
دیکہ قدرت خدا کی اے مینا
قصہ کوتہ کرون دراز نہ بات
دانی کی حرص سی وہ سبب طوطی
بیچتا تہا نہ شاہ جو اونکا
کر کی حیلہ دی رفیق چہڑا
آیا بازار مین تو دیکہی کیا
جو نکی شہزادی بہت سنکی سخن

غم بٹا اوسکا ہر طرح دیتا
میان مٹہو کوئی کہانی کہو
آپ بیتی کہون کہ پر سنیے
میرا اور تیرا بادشہ ہے خدا
رہتی تہی ان آگی اک خدائی تہی
اوسنی اک علم شہ کو سکہلایا
روح ہر گہت مین کر سکی تہی خرام
گہتین لا کہون ہی اوسکو جانتی نہین کل
گو کہ افسون تہا وہ دو حرفی
گئی شاہ و وزیر بہر شکار
کیجیی کایا پلٹ کی اسدم دید
اوسنی کایا پلٹ وہین کی آہ
بہاگا بس خوف جان سی فی الحال
کیا غضب ہی آہ بن کی ہرن
خار و خس پر سہی ستم ہی ستم
کہاتی وہ برگ کاہ ہائی بیابان
اور جنگلی ہرن ہون آہ شفیق
ٹکری ہوتا ہی آہ میرا جگر
پایا کچہ سکہ پر آگی کی نسبت
حال پر اسکی وہ شفیق ہوی
وان بہی اوسکو خدا نی شاہ کیا
آگی مینا سن اوسکی حالات
کہانی بن پائی ہی لگی جو طوطی
وہ بہی انسان اوسکی ساتہ پہنسا
پر گرفتار دام آپ رہا
یعنی جنگل اوبان ہی وہ بڑا
پر کہانی سمجہ کے رہ گئی سن

لگی کہنی کہ پھر میان مٹھو
سو رہو بی بی تم ہی ہو بیکل
آجہی کہتی ہین ہو کیون باتین
بولا مختل حواس ہین ساری
بولی شہزادی کل ہی کہیو جی
پوچھ کر نام کیا کرینگی تو
جیسین کہتی کچھ نہ کچھ تو پتا
بیسوا کا تو دعوی او سہ جھگڑا
یہ جو خسرو کی ہی شبیہ تمام
کسکی ہی داستان خدا جانی
میری طالع نہین ہین الٹی شوم
کاٹی اس سعی ہی بہین ساری رات
کر خدا اسکو اپنی پاس نہین
بولا تبلا دی بی کہان چھوٹا
بولا ہان تمنی خوب یاد کیا
اوس بچاری سی کہتی تہی وہ چھنال
تا سحر بولی ہین مرغی تو سنی
رات بہر کی ہزار ہین وہ نیاز
کر رہا تہا غرض ہر ایک نیاز
یعنی اک تیتہ نرا سا منگا
کام یعنی خیال سے جو ہو
نہین معلوم کون سا شایق
ڈھونڈتا ہون اوسکو کہان کیدھر جاوں
شاہزادی یہ سنکی غم کا بیان
گر پڑی اوٹھکی پاس طوطی پہ
بولی ای سرور ہما پایہ
کہ مین انسان ہون اور تو طایر

کیا کیا بیسوا نے کہ تو تو
سنتی آج اتنی باتین سنیو کل
رکہی کیون کل پہ میری مشتاقی
اونگھتا ہون مین نیند کی ماری
اتنی پر بات تو بتا دو ابہی
ہیرامن ہوگا یا میان مٹھو
اس کہانی سی ہی مجھی ملتا
کل اسی طوطی نی دیا ہی چکا
ہی وزیر شقی نمک بحرام
جھوٹ یا سچ ہی کچھ نہی کیا جانی
کہ ملی جیسی خبر مظلوم
گذری او سپر بلا وہ بہاری رات
لیکی طوطی کو بیٹھی اپنی حضور
رشتہ داستان کہان ٹوٹا
واقعی قصہ تہا وہین ہی جھٹا
دو پہری رات بہر کی خرچی والی
خرچی اب دی تہ ای موی گہولی
جلد گن دی مجھی بلا تکرار
کچھ ہوتا تہا اوس ہی لیک بچاو
رو برو آیینہ کے زر کو گنا
مزد پہی اوسکے بس خیال ہی لو
مول اوسی لی چلا گیا عاشق
بی بی مینا وہ سی کہان پاوین
ہوئی طوطی پہ بس لگی قربان
کر نثار اوس پہ اشک کی گوہر
رہیو سر پہ ترا سدا سایہ
غیر جنسیت انکی سے ہے ظاہر

بولا عیار اوس سے وہ طوطا
بولی شہزادی ای میان طوطی
دمڑی ہی پہ یہ کیون کہانی چھوڑ
اتنی جلدی ہی کیا پڑی بی بی
آغا مرزا کہو تو شہ کا نام
کہکی طوطا یہ ہو رہا چپکا
میری ہی ہنسہ کو تہا خدا شاہد
ہی بہت سب سی یہ آہ بڑی
پہیر کہتے کہ یہ فسانا ہی
سنکی کرتا ہی قصہ پردازی
ملتی تعہین یہی اوسی کی سبب
کاٹا جون تیون غرض وہ دن بہی تمام
بولی مٹھو میان کہو قصہ
بولا وہ بیسوا جھگڑتی تہی
اب سنو آگی اوسکی بد ذاتی
خواب مین تو دیا ہی میری پاس
خندہ زن ہو کہی تہی وہ خندی
سنکی یہ بات لوگ حیران تہی
آخر اوس طوطی نی کیا انصاف
آیا جب آیینہ مین زر وہ نظر
کر کی طوطی نی جبکہ یہ انصاف
ہای وہ طوطی سخن پرداز
اوسکی ملنی کی اب نہین ہی آس
شادی از بسکہ دل پہ ہوئی طاری
پہر لگی اپنا دکھ بیان کرنے
ہجر نی کو کیا مرگ قریب
بولا طوطا نہ اسکا کہا کچھ غم

نیند آتی ہے اب میان سوتا
کیون لگی دینی تم ہمین غوطی
باقی کل پر نہ میری جانی چھوڑ
سو رہو تم ہی اک گھڑی بی بی
بولا بی تمکو نام سی کیا کام
چکا اس غمزدی کی دلکو لگا
شوق اطعام صادر و وارد
لا کہ بسو ہی مرا ہی شاہ سے ہی
قصی کا ہای کیا ٹھکانا ہے
دال سی جو بڑی ہی بات بتا تی
گر یہ ہو وہی وہی تو کیا ہی عجب
پہر تو بستر پہ لیٹی آ سر شام
یہ کبہو چھوڑا ہے آج کا قصہ
اور رہا جن لگی سی لڑتی تہی
کہ وہ تجہسے روپ کیا لاتی
کہکی مطلب کی بات اور سپاس
چوکی لیو ئی گی اوسکی بندی
اور انگشت زیر دندان تہی
کہ چھٹا اوس بلا سی وہ صراف
بولا ای بیسوا لی اپنا زر
فیصلہ کر دیا نزاع و خلاف
تہا مرا غمگسار اور دمساز
مین تو آپہنس گیا تمہاری پاس
اشک خون آنکہوں سی ہوی جاری
درد و غم ہجر کا بیان کرنے
پر یہ کیسا ہی وصل ہای نصیب
اسکی تدبیر مین بتا تی تم

اپنی جو آئی تیری پاس وزیر
کر کری وہ کسی مین کایا پلٹ
اوٹھی یہ سرو قد بے ہنگ کریم
اوسنی دیکھا جو ایسا ساز و برگ
بولی وہ نازنین یہ کرکے نیاز
دیکھ بر عکس تیری کتنی چال
رفیعہ وہ شہی سو ہوی یک یک
آزمایش بہی ہی اک باقی
خوب اس بات سی مین ہون آگاہ
پہر نہین عذر کچھ یہ دیکھون گر
بولا وہ ہون مین تابع فرمان
وہ مین اوس مرغی نی ہنگا کر مرغ
بولا مرغا وہ اوٹھ کی گلا کون
مار کر ایک خنجر خونخوار
کہہ گئی ہین مثل جو دانشور
شادیانی خوشیکی بجنی لگے
شہ نی بہی کی خوب مال و منال
پہری یارب انہونکی جیسی دن
قول سعدی پہ پر کیا یہ عمل
تشنہ را دل نخواہد آب زلال
رکھا صندوقچہ مین اوٹھا وہ پوست
طوطی الملک اپنا نام رکھا
صورت طوطیان بستانی
دلبر با شوخ سبزہ رنگ ہین پہر
ہی جو فائق یہ ساری رنگونپر
صورت گلستان شام و پگاہ
سبزہ در باغ گفتہ اند خوش است

کہہ دیا تجھ کو جی اوس ہی تو تقریر
تہا در آون مین اپنی تن مین جھٹ
بس وہ قد اوسکی کرنیکو تعظیم
تہا یہ نزدیک ہو وہی شاد ہی مرگ
ہون مین تیری قدیم سی دمساز
بندہ گیا دلمین تہا کچھ اور خیال
للہ الحمد اب نہین کچھ شک
ہی کمال آج اوسکی مشتاقی
کرتا تہا نقل روح میرا شاہ
جان صدقی مین نقل روح تو کر
تجھ پہ ہو جاؤن دل سی میں قربان
مارہ ڈالا گلا دبا کی مرغ
شہ کا لاشہ گرا زمین پہ نگون
کیا اوس مرغی کی تئین مردار
راست ہی جھوٹ کچھ نہین مو بھر
زیر و بم رعد سان جنبی لگی
کی مراعات سبکی حسب حال
پہر یو جملہ جہان کی ویسی دن
کہہ نکالا اونہون کی تئین اول
کوزہ بگذشت بر دہان سلیخ
روز اکبار دیکہتا وہ پوست
اور سنگار وہی پہ بہی یہ کیا
سب بنایا لباس ریحانی
ہم سی کہاتی ہین لاکہون اپنی زہر
سبز ہین جنگلی نبات و شجر
سبکو نکہی سرا بہرا اللہ
داند آنکس کہ این سخن گوید

شیر و شکر سی اس سی گیل مل چا
صبح ہوتی ہی پاس آیا وزیر
کر کی تسلیم تخت پر بیٹھلا
ہوکی حیران لگا وہ کہنے یون
پر کئی بات سی گئی تہی سہم
کہ خدا جانی کیا ہوا شہ کو
امتحان کر چکی جو کرنا تہا
پاؤن اوسکا ہی گر مین تجھ پر
تجھ سی ہی وہ ہنر اگر دیکھون
گر نہین یاد تجھکو کایا پلٹ
یہ بہی کوئی بات ہی جو تونی کہی
پڑھ کی کچھ اور رکھ کی جہو منتر
نعش دیکھی تو کر کے کایا پلٹ
بانوی باوفانی بی تاخیر
بروی نعمت ار برون آید
کہتی ایک ایک فی ہزار ہزار
کی جو ہنجوایہ سی تی وفاداری
تہا تصرف مین جنکو لایا وزیر
دست سلطان دگر کجا بیند
تہا ہو طوطی کی جو پوست سی انس
طوطی پالے ہزار ہا لیکر
بسکہ طوطونکو رکھتا تہا مانوس
سبز ریحانی ہی عجائب رنگ
دی طراوت دماغ کو سبزہ
ہو وی انسان یا گیاہ و درخت
رنگ از بس ہی سب سی بہتر سبز
یعنی پر ر دی انکو ان خط سبز

دور اوس ڈھب پہ انکو تو لی آ
غافل از حقہ بازی تقدیر
لی لین جھٹ جھٹ بلا ئین سر تا پا
یہ نوازش ہی آج مجھ پر کیون
رہ رہ آتا تہا میری دلکو وہم
گئی یکایک بدل جو اوسکی خو
گیا گذرا جو کچھ گذرنا تہا
صاف ہو جائی دل سی کینہ اور
پہر مین باندھی نہی بیٹھی ہون
مار ڈالون کی تو تجھی جھٹ پٹ
چاہتی جب تو امتحان کرنی
ڈالی جان اپنی مرغ کی اندر
طوطا وہ شاہ بن گیا جھٹ پٹ
ڈالین مرغی کے دونو آنکھین چیر
گر سپہر است سرنگون آید
دُرّ و گوہر بفرق شاہ نثار
ہوئی دو چند آگی سی پیاری
تہی اگرچہ اونہون کی تقصیر
چون پسر گیرد از قتادہ تیغ
شہ نی چہوڑا نہ اپنی دوستی انس
رہتا مشغول و نیز شام و سحر
ہو کی طوطونکی رنگ خوش ملبوس
کیون نہ محبوب سبزہ رنگ ہین سنگ
کرتی سبزہ باغ کو سبزہ
کہنا کیا جسکی سبزہ ہوویں بخت
قطعہ سعدی کا کیا یہ ہی سر سبز
دل عشاق بیشتر جوید

کرکی سبزہ داستان اس رنگ	شاہ بہرام کو بلا دی بنگ
بس چڑھا تی ہی سبز پیالا	سو رہا جھٹ بنا دشہر یالا

گلزار پانچواں جانا بہرام کا روز سہ شنبہ گنبد گلناری میں اور روز و شب مشغول ہونا ماہ تاتاری سے

ہوتی سہ شنبہ کی جبکہ صبح نمود	ہوا گلنار رنگ چرخ کبود
شاہ بہرام صورت بہرام	پہن گلنار گون لباس تمام
خسرو خاوری سرخ قبا	جلوہ گر تخت پر فلک سے ہوا
ہو کی گلگون باد پا پہ سوار	آیا گلگون محل میں شکل بہار



سحر یہ رنگہ تاج سرخ جیون نشین روس
کیا اورنگ لعل گون پہ جلوس

پہر خدمت ہوئی وہ آ حاضر
کیا اسباب عیش لا حاضر

پی بہ پی چل رہا تہا جام جام
ہی گلگون کا دور تہا تا شام

کیا ساقی نی سبکو بادہ پرست
شیخ سرشار اور زاہد مست

آئی خلوت میں نیند کی ماتی
رہی اغیار اید ہر اودہر جاتی

بلبل مست نی گرا منقار
کر دیا برگ گل کو جیب افگار

ہی گلگون سی کر زبان رنگین
یعنی کہ کوئی داستان رنگین

نت شگفتہ رہی گل اقبال
بار ور باغ عمر کا ہو نہال

کیا گل داستان سرا نی یہ
لاؤن جو میں حضور میں اوسکو

لطف شاہی کری او سنی جو قبول
کل سی افزون شرف ہو مجکو حصول

تہی جو وان ترک شوخ تاتاری
پہنی یکسر لباس گلناری

جام لعلین میں بادۂ گلرنگ
چلتی لالا کا یہ بانگ بربط و چنگ

پاؤن تغوبکا وان پہسلتا تہا
نہ بہی اپنی ہاتہ ملتا تہا

شب کی آتی ہی شاہ صہبا نوش
اور سہ جامہ سبب گلگون پوش

ہوئی باہم وصلت گل و بلبل
سرخ رو ہو گئی وہ صورت گل

ہو کی خندان برنگ گل بہرام
بولا اوس سی کہ سرو گل اندام

بولی بشگفتہ ہو وہ غنچہ دہن
ہی شہا تا بہار سر یہ چمن

رہیو اعدا کی سینہ میں چہبتا
خار خونخوار رنج و بنش بلا

حکم شہ سی یہ میں جگر خستہ
لاتی ہونگی بنا کی گلدستہ

کرتی معذرت بلطف ادا
صورت غنچہ کر دہن گویا

غنچہ بیزی کرنا اوس شوخ تاتاریکی اور افسانہ کہنی ماہ گلفامکی

سخن آرا ہوئی وہ غنچہ دہن
ہی سنایوں کہ وزبان کہن

ملک پنجاب میں تہی پانچ رفیق
حال پر ایک دوسری کی شفیق

کہی یکتائی کا جسی دیوان
خمسۂ چیدہ اوسکی تہی وہ جوان

الغرض اون میں تہا نہ کوئی یکا
پنج گنج ہنر تہی پانچوں یار

اون میں ایک شہریار زادہ تہا
شاہ جسکا کہ باپ دادا تہا

گردش چرخ کا مگر تہا سلوک
شاہزادہ ہوا تہا جو مفلوک

یا مصنف کا جسطرح سی نام
کہتی ہینگی حسین شاہ انام

رکہتا تہا گنج شایگان پر زر
شکل انجم شمار سے باہر

چوتہا اون میں جو تہا بڑہی بچا
اپنی فن میں وہ بہی تہا یکتا

پانچوان تہا جو باغبان زادہ
تہا ہنر اوسکا سحر آمادہ

گو نہ اک دوسری کا تہا محتاج
دیتا تاجر پہ سبکا مایحتاج

پانچون باہم شریک شادی و غم
کرتی تہی نت سیاحت عالم

شہر جیون گلستان نظر آیا
رشک فردوس وہ نگر پایا

چہچہہ زن بصورت بلبل
تہی وہ نظارگی ہر یک گل

دیکہا ناگاہ اک صنم خانہ
کہ ارم رشک تہا وہ کاشانہ

تہی بت چین منفعل اون سی
نقش ارژنگ تہا خجل اون سی

تیشہ رانی اونہوں نی کر کی تمام
تہی بنائی خدائی کی اصنام

ضمن الاوقات رہتی تہی باہم
جسطرح پانچوں انگلیاں ہیں ضم

کہتی ہیں جسم دوستی کا جسی
پانچوں اوسکی حواس خمسہ تہی

تہا ہنر سی تہی نہ اونکا ڈہانچ
پانچوں القصہ تہی بڑہی پانچ

تہی وہ در صنعت منظر جانی
پنج نوبت زنان بہ سلطانی

یون کہاتا تہا شاہ وہ بی جاہ
لوگ کہتی گدا کو ہیں جیون شاہ

بیٹا تاجر کا دوسرا تہا جوان
اوسکی دولت کا کیا کرون میں بیان

نقب زن تیسرا تہا کامل رای
نقب تا ماہی زمین جرکای

کرتا برہی سی بال میں سوراخ
نہ بہت تنگ نہ زیادہ فراخ

اس سی کیا ہوگی صنعت افزود
کرتا گلہا فی میں تہا حرف نمود

کرکی خدمت ہر ایک کی یوں
اولٹی ہوتا تہا آپ ہی ممنون

پانچوں سیاحو نکا بتاتی ہیں
پہرتی پہرتی گئی وہ گانو و دیس

کرتی پہرتی تہی کو بکو یہ سیر
گاہ مسجد میں اور گاہ بہ دیر

لذت از بسکہ سیر سے پائی
تہی بہر کوچہ وہ تماشائی

تہی ہزاروں ہی ان بت سنگین
مختلف رنگ سی ہر اک رنگین

سنگتراشان آزری پیشہ
جنکا جادو تراش تہا تیشہ

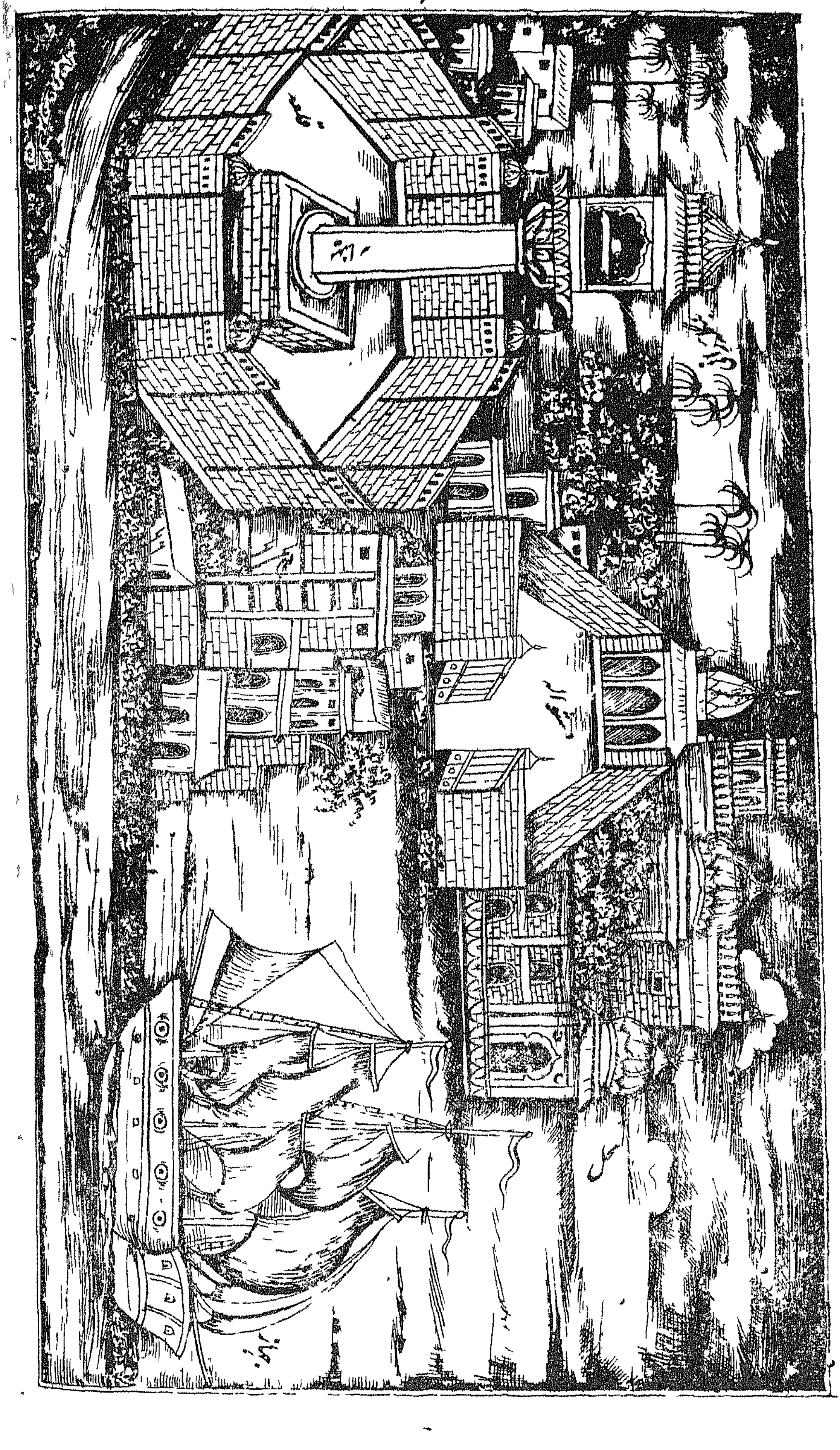
سنگ مرمر سی سب نی مر مر کر
بت بنائی تہی سخت دل پتھر

سب وہان جبہہ سائی کرتی تہی
ایسی تہی حسن مین وہ مہ پارہ
اوسکی پیشانی تہی جو ماہ تمام
محو دیدار ہوگئے پانچون
آشنا لب سی آہ وزاری تہی
چاہ ہر آن ہوتی تہی دونی
فکر کچہ ہو کہ کا نہ پیاس کا دہیان
ٹکٹکی ایسی باندہی شام تلک
ہوگئی بند مہر کی سے آنکہہ
شہر بیگانہ اور بہ ناواقف
دیکہین تو یار پادشہ زادہ
رشتہ مہر سے کو ڈالو توڑ
کوہ غم کا پڑا ہی مجہہ پر ٹوٹ
دل سی میرا تم اب اوٹہاؤ خیال
سنکی ہمدم یہ بی سرو پا بات
کرکی منت بہت سا سمجہایا
سخت دشوار او بہت ہی محال
چلی جیون جیون ہوا پند آمیز
آہ کرتی تہی وہ شرر باری
جائین کس طور چہوڑا اپنا یار
بیٹہا تکتا تہا صورت بت سنگ
تہا جو عاشق وہین اڑا بیٹہا
ہمدم اوسکی ہوئی روانہ شہر
ڈہونڈہین کوئی شخص ایسا واقف کار
جس سی پوچہی ہو حقیقت کار
ناگہان ایک پیر دیرینہ سال
نازنین ایک سی سراپا ناز

بت وہ کافر خدائی کرتی تہی
کہ جسکی ہے چشم نظارہ
کامرانی لکہا تہا اوسپر نام
شکل دیوار ہوگئے پانچون
بیقراری سی بیقراری تہے
دمبدم شوق کو تہی افزونی
خواب کا ہو خیال کیا امکان
نہ لگی جو پلک سی اوسکی پلک
نہ لگی اوسکی پر زری بہی آنکہہ
رسم و آئین سی جو تہی ناواقف
تہین چلنی پہ ہوتا آمادہ
آہ جاؤ مجہی یہین تم چہوڑ
ہاتہ سی گئی عنان صبر کی چہوٹ
مین ہون اب اور یار کی تمثال
ہاتہ ملنی لگی وہ کہہ ہیہات
گم شدہ وہ نہ راہ پر آیا
ہوگئون اوسکا ایت اجلال
آتش عشق اور ہوتی پہر تیز
پہونکی آفاق جسکی چنگاری
رہی چارون وہین بہ ناچار
شکل مبہوت بیخودانہ دنگ
پہر نظر سے نظر گڑا بیٹہا
جا کی تا جا کرین بتخانہ شہر
جس سی حل ہووے عقدہ دشوار
نکہلا لیک اوسکا کچہ اسرار
ان بچارون کا ہو کی چارہ سگال
تار کی جسکی پایہ رومی نیسان

خاصہ اک صورت بت کافر
آئینہ تہا صفائی کا وہ حسن
دیکہہ اوس آئینہ رو کو پانچون یار
دل پہ گو سبکو اختیار نہ تہا
نکلا ہی پڑتا تہا دل بی صبر
کہہ رہا تہا یہی دل مضطر
وہ جہان سی اوسی کنارہ تہا
بت سنگین سی جو لگین آنکہین
شب یکایک جو آگئی سر پر
ڈر کر اٹہی کہ اب کہان چلیے
رو کی کہتا ہی یار جاؤ تم
نہین اوٹہ سکتا یہ سی پا میرا
دل یہ حاکم مین زینہار نہین
نقل سی ہو نہ نکانہ تا کر پاسل
دیکہہ اوس دل جلی کی تپشین تاب
رایت عشق جس جگہہ ہو بلند
پہر جو دی پند وہ دوانا ہی
یار اید ہر کرسی تہی جا افسوس سے
عاشق زار کا یہ دیکہہ کے حال
سو رہی یہ اوسی نہ آتی نیند
آئی جب صبح کر گریبان چاک
ٹکٹکی باندہکر لگا تکنے
یار بیچارہ کی ہون چارہ جو
کی بہر سو ہزار رنگ تلاش
اپنی سر کو ہر ایک نے مارا
یون کہی اوسنی یعنی صورت
چہرہ مہ لی ہی اوسکی آج تلک

جس سی تہی قدرت خدا اظہار
تہا چمک اوس خدائی کا وہ حسن
بت سی حیران رہ گئی یکبار
لیک شہزادی کو قرار نہ تہا
کب سہی اختیار مین وہ پچہر
دل دیا کیا ہی جان بہی صدقی کر
رو رہی دلبر تہا اور نظارہ تہا
صاف پتہر ہوگئین ہین آنکہین
یہ مسافر غریب بی گہر در
چلی سب یعنی کاروان کو چلیے
ہاتہ میرے سی ہاتہ اوٹہاؤ تم
ہاتہ پتہر تلے دبا میرا
مین ہون مجبور اختیار نہین
نہ اوٹہو نکا وصال ہو یا وصل
آتش غم سی سب ہوئی بریان
گو ہی تند تر ہوا سے بلند
عشق اور پند کچہ لگانا ہے
کرتی تہی آہ اور ہر جا افسوس سے
چپ ہی وہ بصورت تمثال
سو تا کس شکل وہ پڑی نیند
صورت عاشقان وہ امان چاک
آئی وحشت مین کچہ لگا تکنے
چارہ کر چارون وہ ہر سو
چہوڑا باقی نہ ایک سنگ تراش
پر نہ اوس سحر کا کچہ ملا پتا
کہہ وہ رانی کی یان کی ہی مورت
ایک ذرہ نہین ہی دیکہی جہانک



دست فتنہ وہان سی ہی کوتاہ
ہمنشین اوسکی نند ہنی ساس
دیکھکر شکل کامرانی کے
برج کی گرد سنگ کا ہی حصار
گرد قلعی کے جو کی پہرا ہے
رہتی ہی اوس حصار کی دہن
وان کا راز اوسی کچہ نہین مستور
ربط اوس سی غرض کیا پیدا
جب کہ گوندہی وہ ہو چکی لونڈی
کر نہ وسواس دلمین کچہ اصلا
وار سی پہیری گئی نکہا کچہ غم
گوندہتی جب وہ گہنا پہولونکا
بڑہیا اکدن گئی ہوئی تہی کہیر
تہا جو بڑہیا کا کام کرے کہا
باوجودی تہی آپ بہی استاد
گئی مارے خوشی کی جیون گل پہول
ہوتی حیران کہ کیا یہ صنعت ہے
تجہسی آگی نہ تہی کبہی دیکہے
بولی ہی ساختہ مرا گلزار
بولی تونی ہی گر بنایا سب
ہنسکی لاچار بولے بیچاری
ہی مسافر غریب بیچارہ
بیشمار اوسکی ہین عجیب ہنر
اور کہا یون کہ تو نہ کچہ پوچہو
آکی کہتی لگی جو ان سی یون
زر وہ بڑہیا ہی کو دیا اوسنی
بیٹھی خلوت مین شب کو سب کی سب

نہ کچہ آشوب نہ خلل کوراہ
لیک ہی یا کرہ کبوتر اک پاس
داد دیتا ہے کامرانی کی
باتین کرتی فلک سی ہی فیروز
جاتی جو وان یہ کسکا زہرا ہے
زیبٹ اک بڑہیا منحنی مالن
پہر جو ظاہر کری یہ کیا مقدور
دیکی زر خوب کر لیا شیدا
باغبان زادی نی یہ خواہش کی
بار خاطر نہین مین ہوئی کا
رکہ مری انکہو پر تو اپنی قدم
بیٹہا چکا یہ دیکہتا رہتا
وقت فرصت ملا جوان کی کنیز
خوانچی مین لگاکی دہر رکہا
یہ ہوی دیکہکر نہایت شاد
پاس اوس گل کی لی گئی وہ پہول
نہین صنعت خدا کی قدرت ہی
سحر کاری یہ مین ابہی دیکہی
اور مری باغ ہی کی ہی یہ بہار
لی بنا میری یہ وبرو تو اب
راستی یون ہی تجہ مین واری
ہوی گل کی طرح ہو آوارہ
یہ ہنر کیا ہی سب سی ادنا تر
اپنی جہان ہی کو سب پہچو
لی یہ انعام وان سلی تو یون
ذکر یارون سی جا کیا اوسنی
اور کیا بڑہیا کو وہان یہ طلب

ہی کہین اوسمین یون وہ مہپارہ
بادشہ جب فراغ پاتا ہے
کامرانی سی کامرانی کر
طایر وہم کی اوڑان ہی کیا
جب پرندہ وہان نہ مارے پر
گہنا پہولونکا کرکے وہ طیار
رہنمونی سی پری کی وہ جوان
شکل گل اپنی کی زر افشانی
تو سچا مالکی ہی مین تیرا پسر
بولی بڑہیا کہ اسی کیا بہتر
الغرض اوسکی گہر ہوا یہ مقیم
کر چہ اس فن مین تہا بڑا کامل
گوندہ گہنا نئی گوندہا وٹ کا
ہلبلاتی ہوئی جو بڑہیا آئی
کہنا کیا گلستان صنعت کا
دیکہتی ہی وہ گلبن خوبی
پوچہا کسکی یہ دستکاری ہی
کون ہی وہ نگار گل صورت
صرف اس فن مین ہو گیا ہی سن
بات جب امتحان پر آئے
گل گلزار حسن ایک جوان
اوس چمن سی ادہر کو آیا ہی
سن یہ اوس قدردان نی نہال
آئی بڑہیا ہسی خوشی ان سی
پایا مقصود کا کہلا جو پہول
وہ وفادار دوست یکرنگ
پہلی زر منہ بہرائی اوسکو دیا

ساتوین آسمان یہ جیون مہپارہ
نہر دہان رکہ کی وان بہا جاتا ہے
سوی بیٹہی اوٹہی پہر آتی اور
دوڑ کی جہولے جو کنگرہ اوسکا
ہوو ہی کیونکر بہلا بشر کا گذر
جاتی ہی اوسکی پاس وہ اکبار
بڑہیا مالن کی گہر مین آئی وہ رات
کہ وہ فولاد دل ہوی پانی
آ رہو مین کہی تو تیری گہر
پوچہنا اسکا کیا ہی تیرا گہر
اور بنا اوسکا ہمنشین و ندیم
پر بنایا تہا آپ کو جاہل
اور بنا کر عجب بناوٹ کا
ٹوکری کہنی سی بہری ہوی پایا
گلستان کیا جہان صنعت کا
گل رعنا می باغ محبوبی
سچ بتا دلکو بیقراری ہے
جسنی گلشن بنای یہ صنعت
اور کوی کیا بنائی کا مجہ بن
تب تو وہ پیرزال گہبرائی
ہی کئی دن سی گہر مری مہمان
رنگ اوس گل نی یہ دکہایا ہے
شہی پہر اشرفی دی گود ٹال
لی گل اشرفی گلستان سی
شکل بلبل گیا خوشی سی پہول
پاکی سر رشتہ مراد جنگ
بعد آگاہ راز دل سی کیا

اوسکا کہنا جو تہا دیا اوسکو
ہو نا نقش بھی یہ دیوانا
سنتی ہی پیرزن یہہ اوسکا کلام
سراو ٹہایا پہر وہ یون لگی کہنی
یہہ سخن مت زبان پر لاؤ
دیکہتی دیکہتی ہی اک عالم
سنکدل مت بزار ہا ہین لیک
شہر مین اوسکا لی جو کوئی نام
نام اوسکا زبان پہ مت لاؤ
سنکی یہہ کرنی وہ لگی زار
دیکہہ کر یہہ نوازش بیحد
ایک جان کیا اگر ہون جان نثار
اج کچہہ ہوئی ہو سو مجہہ مو
کہنا یہہ ہونا تہا جو کرون بیان
بولی پہر سیاکر مین جی کی رخصت
گئی اس مشورہ سی مین تب کذر
پہول سورج مکہی کا مہر ضیا
طرفہ گلدستہ ایک بنانی لگا
جب مصور ہوئی وہ گل اندام
جب وہ گلدستہ ہو چکا بستہ
تہا نہ نقشہ وہ نقش تہا جب کا
نام کو اپنی دیکہہ صاحب نام
نام جپنی لگی وہ عاشق کا
مجکو اوس گل نی کر دیا بلبل
لالہ سان داغ پڑ گیا دلمین
پیرزن نی سنا جو یہہ افسون
اہی گل گلستان رعنائی

اوسی کہنا جو تہا کہا اوسکو
نقش دیوار اوسکا بن جانا
سن ہو چپ رہ گئی پڑا تہا نام
تہو تہی ان جیتی مجکو وہ سننے
آفت اپنی نہ جان پر لاؤ
کہتی ہون سچ تمہاری عشق کی قسم
سخت ترسے مین دیکہا ایک
کاٹین اوسکی زبان خاص عام
فتنۂ خفتہ کو اری نہ جگاؤ
گر گرانی لگی بصد خواری
بار احسان سی ہو خمیدہ قد
تخم پیدا کر آن مین کرو مین نثار
تابع حکم لونڈی کو سمجہو
اوسکو پہونچا وہان بلا تکرار
ہی یہی وسنکار کی رخصت
اور ہونی لگی نمود سحر
چمنستان آسمان مین کہلا
جس کا گلزار صدقی جانی لگا
کامرانی لکہا جبین پہ نام
پیرزن کو دیا وہ گلدستہ
ساعت تسخیر مین وہ لکہا
ہوئی مطلوب نام طالب نام
واہ وا کیا عمل وہ سناتی تہا
کس چمن کا یہہ لائی آہ تو گل
خار غم آہ گڑ گیا دلمین
وہ نسبتا تاوس سے بولی یون
تونی کیسی یہہ بات فرمائی

یا رکا ہونا عاشق اوسن پہ
کچہہ سنا یا سب اوسکا حال عین
دیر تک یون رہے بحال سکوت
کر نہین تمکو میری جان کا خطر
کیا ہو تم اپنی خون کے پیاسے
دیکہہ تمثال شوخ کافر کو
ندیان خون کی بہانے جاری ہین
ہو وہی جس بات مین کہ جیکا خطر
کچہہ نہین مجکو اپنی جان کا ڈر
پہلی سی وناز دیا اوسکو
لگی کہنی کہ ای جوانمردان
دیکہی یہہ رجو تمنی مول لیا
باغبان زادہ بولا اوسکا اسطور
تحفہ یہہ ہونچاتی اوسکو میرا رہ
تیرا مطلب سو اوسکی ہی خواہش
کل تب تو یہہ آئی خزان
باغبان زادہ وہ گل رنگ
کر کی اوسین نمود نقش و نگار
کچہہ قلم سی نہ تہی وہ حرف لکہی
لی گئی اوس نگار پاس وہ نقش
دیکہہ نقشی کو یش وہ نقش شناس
کیا اسم جمالی نی وہ عمل
بولی پہر پیار سی یون وہ بیکل ہو
کیا ہی الفت کی داغ کا گل ہے
تو کسی رنگ داغ یہہ ہو وال
یون لگی اوسکا امتحان کرنے
آج وہ گل ہی تو باغ جہان

سنگ پر مارنا وہ وا
وہ دستون نی بہا کی چشم
ہو وہی یہہ ہو تن جیسے
رحم تو کہا و بیٹا اب
ہا ہی ور گذر واہ تم
مر گئی ہین جنگ بیٹا
جانین بہتو نکی اسنی یا
صبا جو اوس سے ور کہ
رحم آتا ہی پر تمہارا
شکل گل زر سی پہر د
کیا یہہ احسان ہی تم پہ
جو کہو تم سو باندی لا
تجہی درخواست کچہہ نہین
اور وہ جو کچہہ کہی سو
پہر تو دیتا ہی دلکو کیو
اور گل چاندنی ہوا ایران
کر طلب پہول جلد نکا
نقش اعجاز کا کر لیا
گوندہی مین بناتی تہی گ
کامرانی کا نقشہ تہا جو نقش
ہوتی حیرت زدہ فرون
شکل بلبل ہوئی وہ گل
لا کسی رنگ یہان تک د
یا محبت کی باغ کا گل
دل سی میر یہہ ہوئی خار
راز پنہان دلی عیان کر
آرزو مند جسکے ہین شاہ

...وسکو تو بہی سلطان حسن گل اندام
...بکتی ہی کیا تو ای یا ما
...کو نہ کا تاج اور نہ فقیر کا کشکول
...دل سرا پردۂ محبت اوست ق
...وہ مضمون گذشت نوبت ماست
...یا جب عشق مین اوسی یکجا
...حالت سنگین پر اوسکا دل آتا
...سنکی یہہ اور بہی ہوئی بیتاب
...ل گیا تو گیا نہین کچہہ غم
...ر بہی ہی ہون نہ سودا
...ی کو بان جوانون پاس
...ی بچارہ پروانہ پہر ہوئی جاروان
...ہیسہ مین پال و زر سی خوب تجنے
...اگر اہل ہی تو ہی سب سہل
...ہ دوستی مین ایسا نہو
...پہر سل وسکی ہی بس ...
...ہمراہ وہ ولیری یین
...پایہ کی پہر بنا وہ محکم کی
...ان وفا داری یار یکدل کی
...اغبان زادہ وہ یہہ تب لگو
...ی یارون اوسکو تحسین کے
...ونکا یہہ پہنچا سنتو تی الکیا
...ستو نہین کرون وہ بیدار
...ہ اپنی کرو ہنر سی دریغ
...گر مین حق دوستی کو ادا
...ب سی جب زمین کی شب رو نہ
...ل لی ایک زمین افتادہ

شرم کرلی نہ ہر گدا کا نام
بی خبر عشق سی تو ہی ماما
ہی بیازار عشق ایک ہی ول
دیدہ آئینہ دار طلعت اوست
ہر کرا پنج روز نوبت اوست
پختہ پر اوستی اس سی عہد کیا
اور پتہر سی سر کو ٹکرانا
کرنی بڑہیا سی یون لگی وہ خطاب
جا نکا اب آ رہا ہی لب پہ دم
دور پہونچی مری نہ رسوائی
خبر جانفزا یہہ پہونچائی
یون فسونساز پہر ہوئی جاروان
اور نہ فضل الٰہی سی ہین دنی
یہہ نہووی کہ یار ہو نالان
کہ پہنسا دی بلا مین وہ ہمکو
دلکو قوت فزا وی وہ دلدار
رو بہ خویش خوان شیرین ہین
اور یارونکی پاس آ دہمکی
ہو کی بیفکر فکر کاملکی
جو ہنر تہا مرا سو مین وہ کیا
نقب زن نی یہہ پہیر بات کہی
آگی جو چاہی سو کری نجار
بول اوٹہو جسکو دیکہکر ہم وہ
نہ کرونگا مین مال و زر سی دریغ
یار کو یار سی مین یار ملا
جلوہ گر آ ہوا بیام سپہر
ہو بہ تعمیر خانہ آمادہ

دل پٹ بیقرار تہا اوسکا
عشق کو نیک و بد کی کیا ہی تمیز
نہ گدا کو مین شہ سی سمجہون کم
منکہ سہر درنیا ورم بدو کون
جون جون دیتی تہی پیران وہ پند
کہہ سنایا پہر ابتدا سی حال
کرنی یارونکی وہ وفادار
ہای تونی یہہ کیا سنائی بات
اوس سی آگی کہ جان تن سی روان
سنکی یہہ نغمہ نشاط افزا
سنکی یہہ ہوگیا ہر اک شادان
کہ سن ای مادر وفا پیوند
کسی شی کی کمی نہین زنہار
یار اگر یار ہی نہین مکار
کر کی عیاری اور حیلہ گری
اور کچہہ چاہتی نہین ہیہات
پیر زن اوٹہ لگی یہہ سنکی بات
لگی کہنی کہ اب کرو مت دیر
بیٹہی سر جوڑ مشورت کرنی
اور جو کچہہ کہو سو مین وہ کرون
کہ سرنگ اسطرح نہ پیر زیر
پور نجار بول اوٹہا زیرک
بولا تاجر بچہ وہ تب کہونا
جائین برباد گو ہزارون لاکہہ
کہکی یہہ بات بس ہی وہ سوچہ
اوٹہا تاجر بچہ کمر کس کر
وہ بنایا مکان بہشت سرشت

دلپہ کیا اختیار تہا اوسکا
وہان گدا پادشاہ سی ہی عزیز
حضرت عشق کی ہی مجکو قسم
گردنم زیر بار منت اوست
آتش عشق بہڑکی تہی وہ جنید
شاہزادیکی دلکا رنج وملال
باغبان زادی کی یہہ عیار
جو رہا تہا مین نہ دل سی ہات
فکر کچہہ کر کہ آئی جانان
دی تسلی اوسی پہر اوٹہیا
ہوئی نئی سر سی پیر زن تو جوان
ہین بہت ہمکو یاد چہند اور شید
خرچ کرنیکو زر کی مین طیار
تو سب آسان ہی کچہہ نہین دشوار
پہر دی پہ دی کری نہ پردہ دری
جا کی اوس شوخ سی تو کہہ یہہ بات
اور کچہہ نہ ہر اک کی اوس سی بات
جو ہو کرنا کرو بصد تعجیل
اور اس طور مصلحت کرنی
نہین نا بر کسی طرح مین ہون
مین لگاؤن کہ تم کرو تحسین
بہائی تو نقب دی لگا و یا تک
زور بازو دی حق نہین دونا
پہر رہی دوستو نہین اپنی سیاہ گہہ
کہ سحر یا الٰہی جلدی ہو
عزم شب کی درست کرنی پر
جس سی مونہہ کو چہپائی قصر بہشت

سات ایوان وہ سات رنگ بنائے / رنگ سی جنکی رنگ گل شرمائی
حجرہ در حجرہ ایک جا طیار / کئی اتنی نہ جنکا ہووی شمار
جب مکان ہو چکی درست تمام / کردیا جہٹ شروع نقب کا کام
نہ کسیکے مکان مین آیا خلل / نہ ستون نی ذرا بہی پایا خلل
پہلی کہودا ستون مین لیا در / آمد و شد ہو جس سے نقب اندر
اندر اندر بنایا زینہ یون / پایہ بر پایہ ہین بناتے جون
آیا آہستہ نقب سے باہر / اور پہونچا سی بڑہیا کو خبر
تہا کیا جیسی پیشتر دریافت / راز دل اب ہی وون ہی کر دریافت
کہہ کہا ای زیب مسند عالے / گر تو نا محرمون سی جا خالے
دم بخود ورنہ آ پہر اولٹی پاؤن / نقب کا لی نہ اوسکی آ گئی ناؤن
باؤلی چاہ مین ہی تہی بن / غرق تہا بحر عشق مین تن من
رہی بٹہیا کی اور جب اوسکی ساتہ / لیلہ و نوفی باندہی کچہ بہی گانٹہ
سخت مشتاق تہی جو وہ مضطر / مارہی اک ایسی لات روزن کی
جہک کی غرفی مین کی جو نیچی نگاہ / سمجہی نجار سے کو عاشق آہ
آنکو تہی دم یہان پہ کر آرام / تاکہ دین داد عیش ہم ناکام
کرکے نجار نے سلام کہا / ای تو مہر سپہر مہر و وفا
چاہتی یون ہی پہ ہی جائی غور / تیرا مطلوب مین نہین ہی اور
کہی یہ اور کر کی دور ہراس / آیا نجار ہٹ کی یارون پاس
رخنۂ فتنہ کی تئین کر بند / بولی یون پیرزن سی ہو خورسند
گو مین دیکہا نہین ترا دیدار / پر ہیون نا دیدہ آہ عاشق زار
فرش کہ کر کہا ہی دیدۂ و دل / مردم دیدہ تک نہین ہین مخل
آج کی شب اگر کرے تو کرم / لونگی آنکہون پہ اپنی تیری قدم
کہہ یہ پہر یا نہ کا دیا پہلا / کہ نشانی یہ جا سکے کو پہونچا
گیا اک یار دوڑا اتنا سنے / عاشق بت پرست کو لانی
مژدۂ جانفزا کی سنتی ہی / کہا جی مین یہ بات کیا ہی جی
پاس کو بان چلا بشکل ہوا / اوٹہ لگا سنتی ہی تنکا سا
حجری ہی بیچ بیٹھی نقب ہی دیکہی / سیر ساتون مکان کی خوب سی کی

ساتون ایوان کی گچ کی سات چمن / وہ بنائی کہ داغ ہو گلشن
کر کی فرش و فروش سی تزئین / رشک جنت کیا مکان کہ تئین
چند مدت ہی مین قریب ستون / نقب پہونچائی او سے جان نی یون
پہر تو نجار اپنی لی ہتہیار / رخنہ کرنے لگا درون منار
کی تہانی سی یون نہانے راہ / جو نہ بالانشین ہوئی آگاہ
زینی کا جب قرینہ یون پہونچا / کہ کری سقف مین دریچہ وا
بولا جا ماہ آسمانی پاس / یعنی یہ چہرہ کام اسنے پاس
گر اوسی قول پر او سے پاؤ / اور وہ ثابت قدم نظر آوی
کہول دون تا دریچۂ مقصود / اور کرون وصل یار سی خوشنود
جا کی بڑہیا نی لی جو اوسکی تہاہ / چاہ کا دونا پایا گہرا چاہ
لی قسم بڑہیانی برائی عہد / پہر مضبوط کی بنائی عہد
کرینشو ہر وہی او سے دلشاد / بند غم سی ہوئی وہ سرو آزاد
جو ہوا فتح باب عیش و نشاط / ہوا رفع حجاب عیش و نشاط
بولی شکر اسکا کیا کرون مین ادا / تو نی مرہون لطف مجکو کیا
اور مرضی نہو جو تیرے یون / تو جلی مین ہی ان پہ آتی ہون
اثر رہ لطف و مہر پانے تو / ہی جو خواہان میہمانی تو
جون دو عاشق شوند باہم صحبت / من دعائی ز دور خواہم گفت
کہٹر کی کو نازنین نی بند کیا / اور کچہ فرش او سپہ ڈال دیا
جا کی جانان سی کہی یہ بعد سلام / بدل زار و جان بی آرام
جان بلب ہون مین جان آ جاؤ / جان جاتی ہی جان آج آؤ
دل نپٹ بیقرار ہے میرا / اور فقط انتظار ہے تیرا
قسم جان میہمان عزیز / نرکہون کی عزیز جان عزیز
آکی بڑہیانی دی یہ انکو خبر / خوش ہوتی یار یہ سخن سنکر
دی ہیکا یک جو یہ خوشیکی خبر / بی خبر بیتہا سا ہو گیا سنکر
مین کہان اور کہان وصال حبیب / سچ اگر ہی تو ہی سخن یہ عجیب
آ کی دیکہا مکان وہ رشک بہشت / دی دکہلا جسنی سیرگہ گذشت
دو ستون نکلا ہوا وہ سنگ گذار / گیا قربان ہر اک پہ سو سو بار

پہیر حمام مین نہا دہو کر
آگی بڑہیا نی پہر دیا چہلا
تہا نہ پیغام تہا عجب افسون
پہری انگشتری اوسی پہچا
شوخ عیار اس سی آگی ہی
آج کی شب ہو نگی مین بیدار
ہاتہہ مجکو لگا نہ اب تو جا
شب نہین آج کامرانی کی
آئی جب رات کالکا مائی
بندکر در کوا و رسیڑہی کی
چونکہ نادیدہ دل بہم بستند
ہوگی سینہ بسینہ لب برلب
ہوئی شیو کو بہوانی کی درشن
ہوگیا شب کا دور جبکہ حجاب
برج تنہائی مین رہی وہ ماہ
عیش و نوشینہ پہر ہوا تازہ
گاہ شہزادہ اسکی آتا گہر
بیٹہتی گہر نہ ایکدم یہہ ریل
موبمو ہون تمہارا احسان مند
میرا مطلب جو تہا ہوا حاصل
لی چلو اس صنم کو یہانسی اوڑا
خوف جانکا نہین مین کرتا ہون
اتنی کوشش سی رشتہ مقصود
بن لیا اسکی کوئی تلتی ہین
سینہ ویرکی ساتہہ لی چلتی
دلمین سوچا یہین تو وہی بات
لاؤن راجہ کو اپنی گہر مین بولا

ڈہڈہا گل کی رنگ وہ بوکر
اور زبانی بہی کچہہ پیام کہا
چہرہ زرد جو ہوا کنگن
اور خبر ٹہیک وصل کی لی آ
دام مین پادشہ کو لائی تہی
نہ سحر تک کرونگی کچہہ گفتا
کرنی ہی شیو کی گیت پوجا
تو بہی جا پوجا کر بہوانی کی
جیٹہنی کو کہکشان لائی
گہر کی نیچی کی کہول کر بیٹہی
ہر دو نادیدہ وار جستند
کاٹی دونون نی پوجا مین شب
گئی ڈنڈوت شیو نی تن تن
نکلا دیر سحر سی مہر شتاب
گہر کی لی شاہ بت پرست راہ
ساز عشرت بلند آوازہ
گاہ جاتی تہی دوڑی یہہ مضطر
جان ماری تہا اضطراب دل
شکر احسان بیان کرون تا چند
ہو تمہارا بہی مدعا حاصل
ہو مبادا کہین یہہ سر افشا
جگ ہنساتی نہو یہہ ڈر ہاتہہ
ہاتہہ مین لا جو ہم ہوئی خوشنود
آج ہی کل مین لی نکلتی ہین
نہ کہ چوری کی ساتہہ لی چلتی
ہی نکالی نئی یہہ منی گہات
اور رانی کو دون رستی کہلا

خسروانہ بدن پہ سج پوشاک
سنکی پیغام یار کا وہ ملول
پیرزن سی کہا کہ ای مادر
آئی بڑہیا پہر و لٹی پانو وہان
باغ مین اوسکو یون کہا یا تہا
کرنی ہی مجکو طاعت معبود
آرتی کر برہنہ بیٹہون کی
کرکی باور یہہ رای ناقص اسکی
وہ صنم رکہہ کی پہول اور میوا
کہلا پاکر دریچہ پنہانی
کہولکر دل ہوئی وہ ہم آغوش
بیٹہا آسن پہ کرنی کو پوجا
پائی پوجا کی جب تلک کی سکت
بادہ بندگی سی ہو کر مست
دوسری دن جو گہر ہوا خالی
باقی القصہ وقت فرصت جب
گذری القصہ جب یون ہی کئی رات
شاہزادہ یہہ بولا یارون سی
سب بجا لائی تم حق یاری
پہر کرو اتنی اور تم امداد
ہو نہ ایسا کہین جو سب جانا
بولا تاجر کہ یار شیدائی
کر نہ دلمین گمان تو یہہ زنہار
پر بڑی شرم کی یہہ ہی بات
گہر بڑوا انگی کرون یہہ کام
صاحب مال کو دکہا کر تل
دیکی جل اوسکو پہر لی نکلون

ہوگیا ناگہان تاک فرحناک
گیا ماری خوشی کی جون گل پہول
اتنی کر مہربانی اب مجہپر
اور جو کہنا تہا سو کیا وہ عیان
مکر کا جال یہہ بچہایا تہا
رات بہر مین ہون وہ قیام قعود
شیو کا لنگ پہر مین پوجونگی
دیوتا کی حوالی کر اوسی آئی
بیٹہی کرنیکو لنگ کی سیوا
آیا شہزادہ پوجا کا بانی
ایک دونو نکی ہوگئی پرورش
پاؤن دیبی کی پوجنی لگا
کی بہگت نی غرض کہ جو بہگت
او ٹہی پوجا کو آفتاب پرست
ہوئی باہم پہر انکی جو معاملے
کرتی آپس مین تہی یہہ عیش و طرب
کہ نہ آتا تہا چین دیکہی بن
یعنی ان اپنی غمگسارون سی
کی ہر اک نی غرض وفادار
پائی جب تک قفل اور کشاد
کہ کیا کام یہہ نہ کرجانا
ہین اسی کی تو ہم تمنائی
دین جو بربادی پہر اسکی بلا
لیکی جو ایسی جائین چہپا
رکہیو تاجر یہہ نہ میرا نام
دن دئی لی چلون جہیجر
لی اسی جل اوسی مین ہی نکلون

سوہی گر کی مشورہ یہ یار
مرحبا ان کی مین تو تابع ہون
بڑی ہی شان و شکوہ سے تاجر
ہو گئی حیران اس سی ہو لایون
بولا تاجر کہ شاہ عالی بخت
ہی مرا باپ عمدۃ التجار
نہین میری تئین کچھ اصلا غم
ہو ہی ہر شہزدہ مرا جو گذر
مال و زر کی طمع نہین مجھکو
مہربانی جو اوسکی پاتا ہون
ہوتی شوکت نہین کچھ اوسکی کم
شاہ بندہ نواز سی ہی یہی
ہیبت اسقدر جو دیکھا تا کہ
جب کری تو طلب مین آونگا
آتی ہی دی مکان کو زینت
مجلس آرا جب آئی لولی شب
رکھ کی کاندہی پہ مین میزان کی
ہاتہ مین لیکی دائرہ مہ کا
مجلس آ گئی ہی سی یہان تھی جیسی
شمعین فانوس مین یہین ہین جلی
اک طرف لولیان سیہ سیما
کرتی تھی ہر اک اسی رقاصی
تھی گہنگ تا کی وہ ہوش ربا
شمن کلا کا تھو نکا وہ لہرا
تھی نغمہ نی ایسی کی تاثیر
ماہ بالا نشین کو لاکے بولا
الغرض کرکے حسب خواہش کا

صبح اوس مہ سی ہی کیا اظہار
خوف جان کچھ نہین کہو سو کرون
پاس راجہ کی آ ہوا حاضر
مفت دیتا ہی دولت اتنی کیون
تیرا قائم رہی یہ تاج و تخت
اوسکی دولت ہی بیقیاس و شمار
نت کرون ہون سیاحت عالم
ربط کرتا ہون با شہ کشور
اخذ و جر کے طمع نہین مجکو
مین اوسی مہمان بلاتا ہون
ہون مین ہوتا معنز عالم
التجا اس غریب کی ہی یہی
ہو گئی مرہون اور خجلت ناک
تو کبھی کا جہان مین جاونگا
اور مہیا کے جہٹ ہر اک نعمت
کالی چہیان کی سے بنا ہی جیب
ایک انداز سے بجانی لگی
آ گئی ناہید سے کیا مجرا
کچھ نہ سامان عیش کی تھی کمی
رقص مین تھی پری یہ شیشہ محل
ناچتی تھین بصد ہزار ادا
دیکھتی والے ہوتی تھی بسمل
کہینچی لیتی تھی دل جو ہر اک کا
جسطرف دیکھو رقص بسمل تھا
ہو گئی مجلس مرقع تصویر
اور لباس سیہ دیا پہنا
بزم مین لائی اوسکو یہ عیار

بولی وہ دل کی ہاتہ ہون مجبور
پختہ پڑتا نہین سی کر یہ بات
اتنی اوسکو دی تحایف نغز
بی سبب کیون مین نقد لون تجھسی
ہین جو رایان دہر صاحب تاج
بسکہ مین لاؤ لا بدر کا ہون
سیر ہی اور کچھ نہین ہے سود
بندہ کرتا ہی با خلوص دل
تا ہون جہان سرای ہستی کا
حسن اخلاص دیکھکر وہ شریف
ہی مثل یہ عجب نہین واللہ
سن یہ تاجر کے دلربا تقریر
بولا ہر چند مین کسی کے گہر
اوٹھ کی آداب یہ بجالایا
سات الوان کی تھی جو سات محل
ساز عیش و طرب لئی سب ہاتھ
جب بجی کہکشان کی قانون
چہا گئی تاجر بچہ بعجز و نیاز
گذرک اور ہی سبھی مہیا تھی
اک طرف کو نوای بربط و چنگ
کوئی مہ پارہ زہرہ پیشانی
کہینچ لیوین جو اک چہا نکا جی
بکی شور کے جو اوڑتی با انداز
طرفہ بزم طرب تھی عیش سمات
تھی سبھی ہوش جب ہوی یکیک
یون ہوا زیب وہ لباس سیاہ
آ گئی وہ اس ادا سی جام بکف

ہون غرض پاس اختیار سی ور
تحفہ تحفہ جہان کی لی سوغات
آیا راجہ کا جوش مین جو مغز
ہو جو مطلب ترا سو کہہ مجھسے
جون گدا تیری در پہ ہون محتاج
چاہون زر جسقدر مین صرف کرون
پر ہی خدمت بزرگون کی
اوسکی خدمت مین بندگی حاصل
شوق ہی مہمان پرستی کا
بندہ ثانی مین لائی تشریف
گر گدا کی تئین نوازی شاہ
ہو اشہ کے حجاب دامنگیر
نہین کرتا ہون آمد و شد پر
ہو گئی رخصت پہر اپنے گہر آیا
کی سیہ مین بنا ہی بزم اول
لائی مہتاب کو سہی اپنی ساتہ
رقص مین آ گئی زہرہ ہو مفتون
لایا راجہ کو گہر بصد اعزاز
پری شیشی مین جلوہ فرماتی
سقفو نکو تھی دکہاتی اور نیکی
گاتی گا نی نگاہ پنہانی
تہا یہ اون کا قرونکی تا نکا جی
طائر ہوش کرتا تہا پرواز
جس سی لی ندر کا تہا اکہا اثر اثاث
شاہ سی لیکی ہمنشینون تک
تیرہ شب میت ہو جیسی جلوہ ماہ
کردی جز لوث پوشت صفا کی

جھک کی جیون شاہ کو سلام کیا
کام اوسکا تو بس تمام کیا
کیا ہی یہ وہی ماہ خرگاہے
کہ فلک سے زمین کی ہنوی راہی
کر کی دل مین خیال گوناگون
کہتا کیا خواب دیکھتا مین ہون
کر یہ ہی اور ہی پری ہی ہی
تو تو زنبیدہ مجھی شاہ کو ہی
بسکہ تہا نہ اوسکی دل کو قرار
بہیجا اک شخص کو بسوی منار
وہ گیا اوسطرف اوٹہائی قدم
یہ چلی اسطرف بڑہائی قدم
دور کر اوس لباس کو یکسر
منڈ کری مار لیٹی بستر پر
دیکھکر خواب مین اسی وہ پہرا
پہونچی یہ اوس سلی کی ہی تا آ
می ہر اکسکی تئین پلانی لگے
پینی والون کی جان جانی لگے
خار خار و لی سی پاکی فراغ
لگا ساقی سی پینی لی کی ایاغ
تہا پکاتا یہ دل مین خام خیال
کیونکہ لیجاؤن یان سی اسکو نکال
خوب آنکھین ابہی سیکین تہین
پہر نظر آنکھین وہ نہ دیکھین تہین
گوی بازی کی پہرنی جب آ
آ کی کر یال مین غلغلا لگا
جا سکی جاتا نہ گو کہ تہا اوکسا
لیک مجبور اوس جگہ سی اوٹہا
اسطرف سی یہ ماہ زود از زود
بیچ خانہ مین آ ہوئی موجود
پہر لگی کہنی آپ سی وہ عیار
پوچھنا اسکا کچھ نہین درکار
منہ ہی کیا اور اوسکی کیا طاقت
تجھی شہ کی جو وہ کری عورت
بزم آراستہ وہ کی تہی بس
ہو کسی اور سی نہ لاکہ برس
لیکن اپنی شکل کل ہانکی بہار
بن تری میری آنکھون مین تہی خار
دلکو بستر کی بیقراری تہی
ساقی شب کی یادگاری تہی
آنکھ کیونکر لگی سکے جب آنکھ
اوسکی تو لگ گئی تہی بیدہب آنکھ
جی کو تہا کو صنم سی پرچاتا
لیک آرام اوسی نہ تہا آتا
بر مین مطلوب اور اسکو طلب
پانی کوزی مین اور یہ تشنہ لب
نہ پیا آب اور رہا مرتا
یاد پانی کی تشنہ لب کرتا
لیک جب کہ رات لائی ایاغ
اور ہوئی روشن اختر ونکی داغ
مصلحت کی لئی وہ ماہ جبین
بولی غصی مین آگئی جا ہی کہین
بزم دوشنبہ کا نہ پایا طور
دیکھا نقشہ ہی آج کا کچھ اور

دیکھتی ہی اوسی وہ محو طرب
بولا گم ہو کی آپ مین یارب
یاکہ ہی خیرہ میرے بینائی
گروہ ہی پی تو کیونکہ یان آئی
ہوتی گر وہ غزال دیدہ دلیر
آتی پی ڈر نہ وہ دیتی شیر
دل جو ہوتا تہا دمبدم بیکل
دیکھتا تہا وہ آنکھون کو مل مل
تا خبر لائی جلد اوس مہ کے
ورنہ جاتے ہے عقل ہاتہ سکے
دیر کی شوخ نی نہ اک دم کے
اوس سی آگی ہی گہر مین دہمکے
دوڑ اہرکارہ جب یہان آیا
سوتا بستر پہ شوخ کو پایا
شاہ کو جام مے لگے دینی
کر ادا اوسکا دل لگی سینی
آ خبردار نی خبر یہ دی سے
کہ ہی بستر پہ نازنین سوتی
گو کہ پیتا تہا جام پی در پی
مست ساقی تہا پر نہ مست مے
تہی جو بحر ہوس کی طغیانی
نشہ مین ہر دم ہر آتی تہا پانی
بند کرلی جو مہ نی اپنی چشم
اور مرغ سحر لگی کہونے چشم
تہی تمنای دید اسہی با ساقی
بلکہ افزونی پہ تہی مشتاقی
چہوڑ کر دل نہین وہ مستانہ
لڑکھڑاتا چلا سوی خانہ
شاہ کا کر کی در تک استقبال
میہمانی شب کا پوچھا حال
ہی یہ ظاہر کہ اونا تاجر کا
ہو سکا مقدور اور سلیقہ کیا
بولا شہ کو نبام تاجر ہے
واب مہمانی سے یہ ماہر ہے
باوجودیکہ مین ہون شاہنشاہ
پر کبہی مین دیکھی تہی یہ
سنکی یہ برخلاف شہ کا سخن
زیر لب مسکراتی غنچہ دہن
رات بہر کا وہ گو کہ تہا بیدار
پر نہ آتی تہی نیند اوسی زنہار
آنکھون مین تہی بہری صورت
پیاری پیاری وہ موہنی مورت
ہی یہ حسرت تہی جسکی مشتاقی
سامنی بیٹھی تہی وہی ساقی
یہ تو مرنی کی بات ہی ہیہات
جان بلب اور لب پہ آب حیات
اس سی خواہان ہوا نہ مطلب کا
ساری دن منتظر رہا شب کا
منہ بہان آیا پہر مہمان خواہ
ہوئی رخصت گیا صنم سی شاہ
ولد ہی اوسکی کر یہ حد سی یاد
آیا عشرت سرا مین خرم شاد
تہا مکان کل سیاہ آج سفید
بزم آرا مین غیرت خورشید

اور ہی روپ پر ہی ساری نہم — کل سی بہی ہی غرض کہ بہار نجم
کل کی ساقی نی بدلا اور ہی بہیس — چہانہہ تہی کل اور آج بن کی پریس
آئی اس بہیس سی وہ غیرت ماہ — کہ چکا چوندہ مین بس آئی نگاہ
تہی نہ رخ پہ پڑی وہ زلف سیاہ — ابر مین تہا گہا وہ طرفہ ماہ
یون بدل آئی روپ بارونق — جو نہ پہچانا شاہ نی مطلق
ساقی تو ہوا یہہ ہوش ربا — دل ہی ساقی او تر گیا کلکا
اور کسی سیر پہ نہ تہا مایل — پہسلا پڑتا تہا ساقی ہی پہ دل
گو شبینہ صنم بہی تہی محبوب — پر یہہ کافر تو اوس سی بہی تہی خوب
اور جو دونون ملین تو کہتا کیا — دونون آنکہین ہین چاہیتا اندہا
تہا پہچانا غرض وہ دیکہ ہوس — اور یہی سحر خیال تہا بس
حرص اور آرزو نو نہین بچا — خام طمعی مین ہی پڑا پکا
لیتا پہلو مین اوسکی یہہ بیدل — دل جگر تیغ عشق سی بسمل
ابروی ناز کو کتی پہ چین — بولی غصی سی ہو کی چین بجبین
پیچ تہا کس پہ ہی ہوا مایل — مونہہ پہولا تی ہی آیا جو بیدل
عذر خواہی کی اسنی یہہ نفاق — لیک دل پر ہین ساقی کا مشتاق
جب گیا مہر سوی خلوتگاہ — آیا مہمان شب کی گہر مین ماہ
ساقی سبز پوش سرو ناز — مونہہ پہ ڈالی نقاب با انداز
وہ پڑا آنکہہ جب نقاب الٹ — کہا گئی فوج صبر کی گہونگٹ
کر کی اف بہر کی آہ دلکو مسوس — کہہ رہا تہا کہ ہای ری افسوس
شب کی ساقی سی بہی ہی یہہ چڑہ بڑہتی — اوس سی ہی اسکی تیتین کہین بڑہتی
دلمین کہتا کہ حیف برین شاہی — میری تابع ہو مہ سی تا ماہی
ادنا تاجر کی پاس ایسی حور — اور ہین اک چڑیل پہ مغرور
مونہہ ہی کیا جو وہ انکی ہو منظور — وہ سہا اور ہین یہہ مہر منیر
ڈال کر کیونکہ انکی آنکہہ مین خاک — لیکی بہاگون بہانسی مین بیباک
گہر مین آیا جو یہہ سجال تباہ — برج خالی مین تہی وہ شب کی ماہ
نت نئی رنگ سی لو بہاتی تہی — روپ ایسی تلنہ ہی وہ کہاتی تہی
عشق بازی ہی ہی یہہ اوہر معروف — پیارہ سا ہین یار ادہر مصروف

تہی طلب شب کو آہ ساقی کی — آنکہین تکتی تہین راہ ساقی کی
شکل زہرہ سفید سب پوشاک — صورت مہر جیب اور چالاک
چہوڑی یون رخ پہ پلاکا گل — ہووی جس سی کہ گر گل سنبل
گرچہ شمع شبینہ تہی کافر — پہر ہوئی اور جلوی سی ظاہر
دیکہہ وہ حسن ماہ نورانی — ہوئی دہ چند اسکو حیرانی
اوس سی دل لگا وہ تہا لیا شہ نی — ساقی تو کو دل دیا شہ نی
یہی کہتا تہا کیونکہ اسنی چہوڑا — لیجئی ہا مین اس پکو اوڑا
خواہ یہہ اور خواہ اب وہ ملی — دم غنیمت ہی ایک ہی جو ملی
پہر کہتا یہہ ہی خیال خام — مین کہان اور کہان یہہ ظلم
دی او ٹہا مہر نی جو شب کی نقاب — مہر و بیدار شاہ خانہ خراب
آیا نا چار جب نکا شاہ تہ — پائی بستر پہ سوتی جانانہ
جاگا اک لحظہ بعد خستہ جگر — اوٹہی وہ شوخ اوس سی بیدلتر
آیا کیون بن کی باولا یون پہا — جا وہین عیش ہی منا یا اپنا
لوٹون مین رات بہر اکیلی پڑی — تو مری لوٹی وہان ہر ایک گہڑی
تہی بظاہر تو ناز شب کی — منتظر دلمین وہ تو پر شب کی
میہمان آیا میزبان کی گہر — کی مدارات اوس سی مجرا کر
آئی یون روپ کر بدل عیار — شاہ بہی می ہی جو ہوا سرشار
محو نظارہ یون ہوا یہہ اسیر — بند جون ہو نہ دیدہ تصویر
یہہ تو کافر فزون ہی تونسی — چشم بہی پر فسون ہی دونو نسی
کئی دونو کی یاد دل سی اوتر — چہوڑا اونہین مبتلا ہوا ادہر
اور نہون ایسی میری پاس صنم — چاہئی لین نہ نام شاہی ہم
زشت صورت ذلیل بہونڈا مونہہ — بد قوارہ پلیت ٹیڑہا مونہہ
چہین لون گر نہ ور ہی بیداد — ورنہ جاتی ہی جان ہی برباد
تہا اسی سوچ مین وہ خام خیال — کہ لگا بجنی صبح کا گہڑیال
الغرض سات روز تک یہہ صنم — تہی فریبندہ شاہ کو پیہم
جان کر روز یہہ نیا ساقی — تازہ کرتا تہا دلکی مشتاقی
شہر سی پانچ کوس دریا تہا — وہان جہاز اک مہیا تہا

سات دن مین جہاز پر طرور ر
نازنین کو محافی مین ٹہہلا
شکر حق کا جو اپنا مطلب تہا
آپ نی جو کیا قدم رنجا
رہی جب تک کہ شہر شاہی مین
خلق شاہی کی ہو گی اب پابند
کی یہان گرچہ ہمنی بود و باش
اس لئی جاتی ہینگی اب مجبور
گر تجدید کوئی ہوا ہو قصور
منتفع خشکی مین ہوی مراد
چہون ساقی کو چہوڑ کہر آئی
ہو خیانت نہ کچہہ امانت مین
لی چلی ہم ہمین جو لینا تہا
ساقیونکا ستا جو شہ نی نام
بولا حق کی تئین تمہین سونپا
اب جدائی کی ہلنی کا غم تہا
سر کہین چہاتی پہ کی کہین پہ جہم
پہر نہ آیا یہان ہی انکا خوب
دیکہی زر بیشمار او خلعت
پہر لئی اپنی دام دام تمام
بسکہ تہا بیقرار او مضطر
چہوڑ شہ کو کنارے پہ بہ حسرت
ایک پل مین نکل گئی کوسون
تشنہ لب شاہ او ہر آب دہان
اپنی بابا کا جا تکر خانا
بام دور ڈہونڈہ پایا پہر اسباب
نقب کو دیکہہ دلمین یہہ سوچا

سارا سامان چڑہا دیا یوہو
وہان روانہ کیا جہاز پہ تہا
فضل شاہی سی وہ ہوا پورا
پایہ اپنا بعرش جا پہونچا
ملی راحت ہر اک طرح سی تمیز
چاہتی ہین رہین یہین یکچند
لازم انسانکو ہی فکر معاش
قدمبوسی اس جناب کی ہم ور
بخشی ہمکو جا نکر معذور
اب تری کا سفر ہی پیش نہاد
ہین لئی جاتی ایک کو ہمراہ
ہی خیانت ہم امانت لین
گہر حوالی اب آپ کی ہیگا
کر گیا وون ہین دلسی کوچ آرام
لیک اتنی بڑی تہی جلدی کیا
دم غنیمت ہی دید جو دم ہی
بیٹہی تہہرے ہین یہان پہ ہم
جائی یارب جہاز آج ہی ٹوٹ
جلدی جلدی کیا او نہین رخصت
نفع مین پائی ماہ سیم اندام
کرنی انکی شناعت او نہ کر
چڑہی کشتی پہ پانچون لطیف ذات
چہٹ چلی بی عمل گئی کوسون
آیا دریا سی سوی شہر وان
بیٹہا ماری خوشی کی درانا
ہر ملا کوئی بہی نہ خانہ خراب
ہی مقرر یہین خزینہ گڑا

ساتوین روز ملکی پانچون یہ
دی یہہ ہر ایک نی دعا شہ کو
آپ نی ہم پہ جو نوازش کی
ملی ہم چشمون مین ہمین عزت
کہو کی کلفت غرض سکہ پایا چین
جی نہین چاہتا ہی جانی کو
پیشہ رکہتی ہین ہم تجارت کا
زندگی ہی تو تہوڑی دیکہین ہم
اب ہمارا کہا سنا بخشو
رشتہ الفت کا یہانسی نہین توڑا
ہم فقط اعتماد عالی پر
رہین حضرت کی سایہ مین کنیز
جاتی ہین بس ابہی ہم آئی حضرت
تہا یہہ نزدیک ٹری شادی کی
رہتی یہان او رچند مدت تو
دلمین کہتا تہا نہین کہین مردک
ہون غریق محیط رنج و بلا
مرین تو ساقیون پہ مارون یا تہہر
خرچ او نکا جو کچہہ ہوا تہا زر
جو شتر سنتی تہی سو دیکہتی
نشہ ساقیان بصورت آب
ہوا انکا جہاز دریائی
موج مین آ چلی گئی وہ تو
ماری شادی کی اپنی گہر گیا
دیکہی تو ہائی خانہ خالی ہی
پہر لی پہرتی غرض وہان آیا
اندر اندر سرنگ کی مضطر

آئی شہ کی حضور بس یکبار
دولت شاہ روز افزون ہو
بخت پر اپنی ہمنی نازش کی
پایا رتبہ یہہ آپکی دولت
بیٹہی بیٹہی بہت اوٹہایا چین
بیٹہین راحت یہین اوٹہا تینگی
آپ ہی شوق پہر سیاحت کا
آئی حضرت کی دیکہتی ہین قدم
سب ہمارا کہا سنا بخشو
مال و اسباب ہی یہین چہوڑا
چہوڑی جاتی ہین ساقیونکو کہر
سب امانت رہی ہماری چیز
ہو لی آئی ہین آپسی رخصت
شاہ کی مرگ آ یہہ غمین ہو گئے
مغتنم تہی تمہاری صحبت تو
ہی لگائی کہا نکی یہہ یکبیک
ڈوبی ہین گرداب مین یہ اکی جا
پیوں صہبائی عیش تہی ناکام
خرچ کی پایا ایلیو دینار
بہو گئین گہری شہ کا مال و دنیا ہو
آیا دریا تک انکی ساتہہ شتاب
او رہا دمرا و جو پائی
خشکی مین پڑ ہو گئی اسکو
سیدہا مہانونکی گہر آ پہونچا
گہر کا جز حق نہ کوئی والی ہی
نقب جیسی حجرہ مین تہا والا
جاتا تہا دیکہتا تلی اوپر

پہونچا جا ناگہان فراز منار / دیکھا تو کم سے رخنہ ساز منار
برج ہی جیسی قالب بیجان / اور نہین سیمین مہ تابان

سر کو ٹکرا کی ایسی مارے آہ / کہ گئی جان آہ کے ہمراہ
یان ہوا یہ حریص خام خیال / وان اوسی یار کی اوڑھی شال

خوش و خرم نگر مین آپہونچے / کامیاب اپنی گہر مین آپہونچی
مطلب اسکا ہوا یہ جیون حاصل / ہو وہی مقصود سب کا یون حاصل

کامیابی کا تہا جو باعث گل / کیا گلگون لباس نہونی گل
رنگ گلنار رنگ ہی دلکش / کرتی ہین جسکو دیکھ سب عشرت

ہی مبارک جو اسکی اصل و فروع / واسطی شادی کی ہی یہ موضوع
گر گل سرخ ہونہ اور سوری / ہو وہی رونق نہ باغ کی پوری

باغ کی ہی بہار اس گل سے / لالہ ہی اعدا اس رنگ سی
بسکہ گلنار رنگ ہی اوسکا / ہوتی لعل گہون شہ روح افزا

سرخرو تاکہ گل کو وہ رکہی / سرخرو حق ہر ایک کو رکہی
شوخ گلرنگ کہ یہ افسانہ / سوتی بہرام ساتہ مستانہ

گلزار چہٹا تشریف لیجانا بہرام گلزار کا روز چہارشنبہ گنبد بنفشہ گون مین اور بزم عشرت کہیلنا رات شب معشوقہ تاتار کی ساتہ دوش بدوش بزم

چہارشنبہ کا روز دل افروز / آیا جون لیکی عشرت نوروز
آیا بیت الشرف مین خسرو مہر / وہ دیکھی کو بنفشہ زار سپہر

چاہا بہرام نی کہ با تزئین / ہو برنگ عطارد ی رنگین
یہ جو وہ رنگ ہی سبب غم کا / ہی کبود ی لباس ماتم کا

جان اس رنگ کی تہین منحوس / با لباس بنفش ہو ملبوس
آیا سج بنفشہ گون مین چلا / ماہ ... ان تہی جلوہ فزا



آئی اس چال سی وہ سرو روان ‖ دل نی کی شہ کی جیون غنچہ فغان
گر زمین بوس شاہ روی زمین ‖ بہ ادا و نیاز اور تمکین

لی گئی با ادب بہ بزم طرب ‖ اور سامان عیش لائی سب
ساغر و شیشہ شراب کباب ‖ بربط و عود و بین و چنگ و رباب

تبکی ساقی وہ ماہ سیمین ساق ‖ می پلاتی تھی شاہ کو بوفاق
جام خورشید کی طرح تا شام ‖ چل رہا تھا غرض کہ جام مدام

بحر عیش و نشاط موج زنان ‖ کشتی بادہ شکل آب روان
سیر شب بہر کا اوٹہا کی محل ‖ بیٹھا مہتابی فلک بہ شکل

خجل انجم کا جب ہوا مجرا ‖ بولی روشن نگاہ خوب ہے آ
شاہ بہرام ماہ روی مین ‖ آ بخلوت سرای خاص مین

بولا ای نازنین رشک مہ ‖ کوئی دلچسپ سا فسانہ کہہ
ہو خمیدہ بنفشہ سان وہ سرو ‖ یون ثنا خوان ہوئی بشکل تدرو

تا جہان ہی جہان پناہی کر ‖ سانہ عشرت کی بادشاہی کر
بخت و دولت سی شاد و خرم رہ ‖ گل خندان کی شکل بی غم رہ

صورت غنچہ گر ہزار زبان ‖ ہون مری منہ مین اگی گل خندان
تو بہی تیری حضور کیونکہ بہلا ‖ شکل بلبل ہون آہ نغمہ سرا

پہ جو اس کام پر ہو سے معمور ‖ جب ہون غنچہ سان نہین مقدور
کہتی ہون اک فسانہ دلبند ‖ ہوی حاصل شرف گرامی پسند

قصہ طرازی کرنا معشوقہ عیار کی اور رنگ دینا اس داستان دلستان کا

جھوٹ اور سچ خدا کو ہی معلوم ‖ تاجر اک تھا مگر بکشور روم
دولت اوسکی تھی حد سی افزون ‖ اور خزاین شمار سے باہر

نوجوان اوسکا ایک تھا فرزند ‖ اوس سوا دوسرا نتھا دلبند
باپ کا پیارا اور ماں کا عزیز ‖ صاحب عقل و دانش و تمیز

تھی لاحق اوسی جو فکر معاش ‖ نادرات جہان کی تھی تلاش
بات سنتا جو وہ عجیب و غریب ‖ ہو کی بیصبر و بیقرار و شکیب

شاطروں کی طرح کمر کو کس ‖ کرتا تھا اوسکی آزمون کی ہوس
تھا بنایا بشاہراہ مکان ‖ دلفریبی مین روضہ رضوان

جو مسافر غریب آوارہ ‖ اوسطرف سی گذرتا بیچارہ
یہ جوان کشادہ پیشانی نے ‖ کرتا دل کہول اوسکی مہمانی

کہانی اقسام کی نہایت خوب ‖ تھا کہلاتا جو اوسکی حضور غریب
کر کی ممنون لطف اوسی جوان ‖ پوچھتا پھر عجائبات جہان

بسکہ بی اعتبار ہی اخبار ‖ صدق اور کذب کا ہی اسمین گذار
یہ نہ کہتا کہ جو سنا ہو کہہ ‖ تھا یہ کہتا جو دیکھا ہو سو کہہ

اس سوا اور کچھ نتھا اوسی فکر ‖ بزم مین اوسکی نت ہی تھا ذکر
ناگہان اک روندہ سیاح ‖ چرخ زن مہر سان صباح و رواح

وارد اسکی ہوا مکان مین آ ‖ کی مدارات اپنی حد سی سوا
شب کو کہانی سی جب فراغ ہوا ‖ شکل مہ دورہ ایاغ ہوا

نشہ ہی کا جب ہوا آغاز ‖ سب ہوئی اہل بزم قصہ طراز
میزبان کی حضور وہ مہمان ‖ لگی کرنی عجائبات بیان

ہو کہ چکا جب ہر ایک از ضمیر ‖ کی یہ مہمان تازہ سے تقریر
شعبدہ باز چرخ سے کی بیچ ‖ شعبدی ہین جو ہندی نی دیکھی

دیکھنی کا تو دخل کیا صاحب ‖ نہ سنی ہونگی وہ سنا صاحب
ہون بجام بیان اگر مدہوش ‖ سامعون کی ہین نہ باقی ہوش

قبل ازین پر جو مین نی دیکھا ہی ‖ اوس سی اعجوبہ کوئی نہ دیکھی تھی
چشم بینی کی راہ سی بہی دہر ‖ اک دیار فرنگ سی ہے مگر

ہی عجب شہر وہ لطافت بہر ‖ حسن مین وان کی لوگ آفت دہر
آئی ہی گویا اور سادی ہین خاموش ‖ بابا اس بنفشہ گون ہمدوش

آئی حیرت مجھی جو سر تا پا ‖ ہی جو گویا اونھون سی ہین چپا
لوگ یان کی بنفشہ بوس ہین بولت ‖ مردم دیدہ سان خموش ہین ہون

سوسن وہ زبان سی ہو خاموش ‖ ہین بنی گل ہی ہوبہو گوش
تب شنیدا بون وہ دہوں فی مجکو جواب ‖ کہ ہی حمام ایک یان پر آب

سیمیا پر ہی اوسکی سارے بنا ‖ ہی سراپا غرض طلسم سرا
گنبد اوس مین شمار سی افزون ‖ کثرت برج سی کہ ہی چرخ نمون

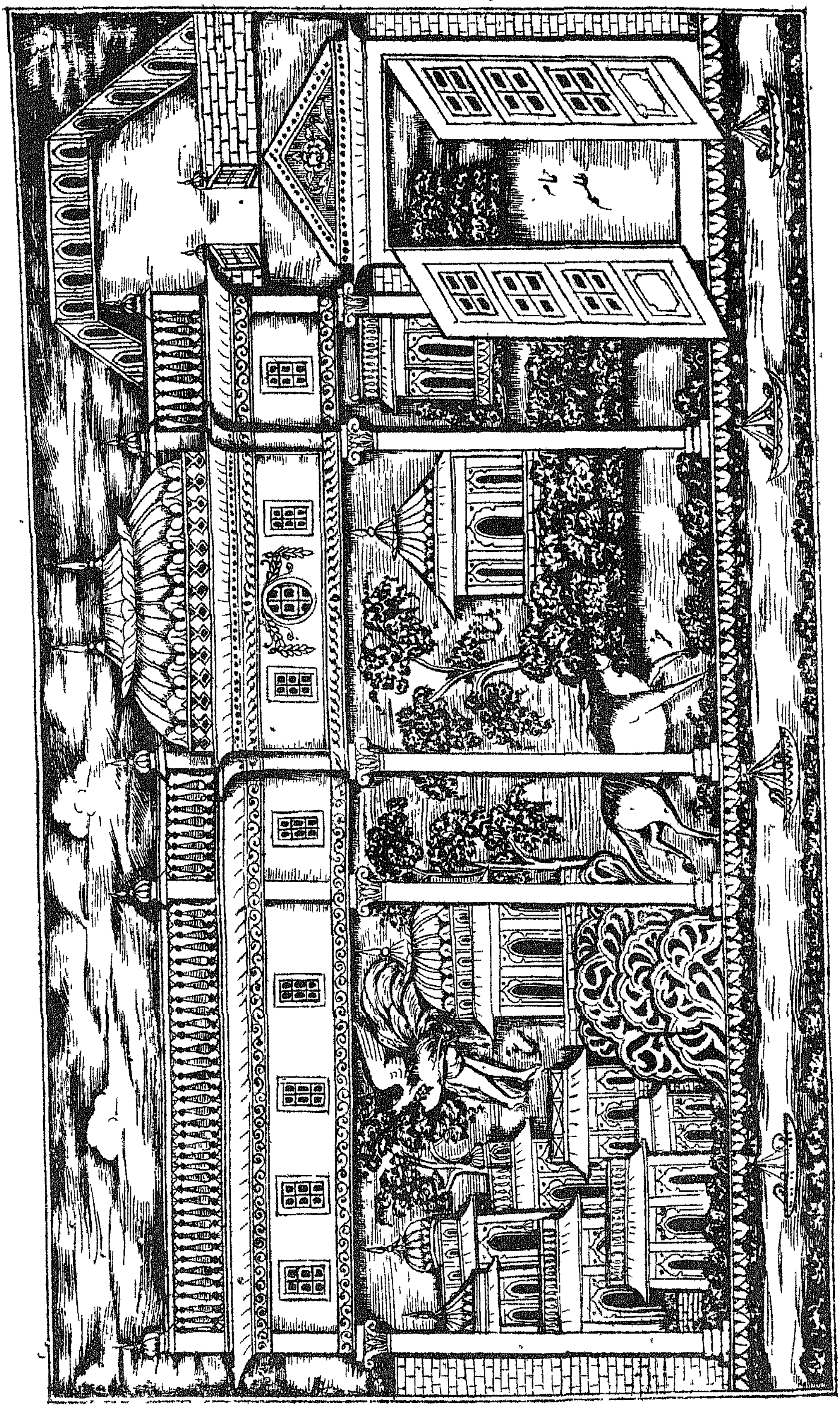
اوسمین انسان جو کہ جاتا ہے ‖ بعد مدت وہ باہر آتا ہے

آتی ہی یا تو جات وہی فی الحال
بعد گویائی کی بہی وہ بہیا
جو کوئی اوسمین ایکبار گیا
ہی جدا جانی اوسمین گیا اگر
سنکی جیتا ہوا یہہ محو مشتاق
راہرو کو ہچکا یہہ جب احوال
لی اوڑہی جہٹ اوسی جا ای ہوا
کاٹی جیون تیون وہ راتیں کرکی
جو ہی انسان کو سفر مین ضرر
پدر پیر سنتی ہی یہہ خبر
نکیا آہ و زاری نی کچہہ سود
تہا مسافر جو راہ سی آگاہ
دکہہ اوٹہاتی جہان کی سارے
کرکی آرام بعد یک ہفتہ
پوچہتا پوچہتا ہوا ہلکان
گرم سیر آیا سوی کرمابا
وار دستہ کو چہوڑ دل افگار
آزمایش ہی اسکی اب منظور
دو برس منتظر رہو میری
جانتا ہون کہ ہو نہ سکے بہلا
سنکی یہہ بات با وفا وہ غلام
یون تو جانی نہ دینگی ہم اصلا
جسکا ہو اور چہوڑنا پیدا
حق نی دی ہی تجہی یہہ نعمت
سبطرح سبنی خوب سمجہایا
جون یہہ حمام مین ہوا داخل
گہول جس در کو یہہ گیا بدرون

یار ہی صم بکم تا دو سال
کچہہ نہین بہید کی ہی کہتا بات
پہر دوبارہ نہین وہ جا سکتا
نہین کہلتا کسی پہ کچہہ زنہار
اوسمین جانیکا مین ہو مشتاق
عقل کی راہ راست کو بہولا
پیچ ہی دیدہ لی کو ہی ہو اگر
کی سفر کی سحر ہی طیاری
اپنی ہمراہ سب لیا بو نور
دوڑا آیا برہنہ پا مضطر
نہ نصیحت سی کچہہ ہوئی بہبود
اوسکو عاشق نی لی لیا ہمراہ
پہونچی اک سال بعد وہان ناچار
سیر کو نکلا وہ زخود رفتہ
لیک دلکو ہوا نہ اطمینان
رخش ہمت اودہر کو دوڑایا
ترک ہی تب کیا جو یار و پدر
تمسی بہی ہوتا ہون جدا بجہو
اسمین کر ہی حجبی ادہر ہوتے
ہو نہ دو رگی مرا یہہ دل نا
سہہ گئی پہنچی پہر آہ تمام
قتل کر پہلی ہمکو پہر تو جا
عاقل اوسیر ہو کب ہلا شیدا
ہاتہہ سی کہو نہ موسم فرصت
راہ پیدا نہ تہا نہ وہ آیا
پٹ گئی در کی آپ ہی جب پٹ
دیکہی ہانپ طلسم کونا گون

شکل تصویر تا خموش رہی
اور جو پوچہو سو بتاتا ہی
ایک دو سال کو رہی ہی نہان
ہو ہوس جسکو سیر کی وہ جائے
پر نہ دلکا یہہ حوصلہ پایا
چہوڑ کر وہ جوان بحر قیاس
شوق آگر ہوا گریبان گیر
کیسہ حمام پر سیا اوسنی
کر درست ایک ہفتی مین سامان
کی بہت پند اور سر پٹکا
جانکر بند دوستان راہی
دو نوتن ہو کی عشق سی بیکسو
لی کرائی کو اک مکان شتاب
تہا سنا جسطرح وہی پایا
تب تو ناچار یہہ ہوس پیشہ
اور غلاموں سی پہر یہہ فرمایا
تہا نہ مطلب کچہہ اور اسکی سوا
یا تو دیتا ہون اس ہوس مین جان
تو وطن کو چلینگی سب مل کر
لو خدا کی سپرد تمہین سب کو
گئی وا اماتسی آہ ما لپٹ
کیا یہہ دیوانگی ہی ای عاقل
رحم کر اپنی نوجوانی پر
عشرت و عیش کامرانی کر
پند لی کچہہ کیا نہ اوسکی سود
جب بڑہا آگی اور یہہ مضطر
ہر مکان کا کچہہ اور عالم تہا

ہی یہہ لازم بنفشہ پوش رہی
اصل مطلب کو پر چہپاتا ہی
در کا پہر پہر نہین وہ پاتا نشان
پہر نصیب اوسکی جیتا آئی تم
جو ہوس باز مین وہان جان گنوا
راہ وحشت مین بس چلا یکبار
دل قفس مین ہوا ہوس کی اسیر
زر بہت سا تہہ لی لیا اوسنی
مستعد چلنی کا ہوا وہ جوان
پدر نہ رستی سی ہٹا کی وہ سہکا
شہر سی دشت کا ہوا راہی
جون مہ و مہر تہی وہ مرحلہ جو
اوسمین اوتری غرض وہ خانہ خراب
رشتہ راز پر نہ ہاتہہ آیا
جانکا دلمین کر نہ اندیشہ
پیچ اوٹہا کر جو ہو نہین بیان آیا
کہ ہو حل عقدہ اس تمنا کا
یا پہر آتا ہون لی کی سچ و نشان
ورنہ تم جانا بال و زر لی گہر
یار تو جاتی ہین بکام بلا
رو کی کہنی لگی قدم سی جب
کیون نہی ہی تو جانکر جاہل
الحذر اس خیال سی بہتر
عہد پیری مین بہی جوانی کر
بیٹہا حمام مین بصورت دود
بند آئی نظر ہزارون در
کہین شادی کہین پہ ماتم تہا



دیکھی باہر سے تھی جو گنبد پست
سقف پر جب نگاہ کی یکدست

اونچی پر سقف یوں نظر آئی
جوں بلندی میں چرخ مینائی

سات دن تک یونہیں وہ آوارہ
آہ بھرتا تھا دربدر مارا

کھانا پینا کہاں کہاں سونا
حال پر اپنی تھا فقط رونا

چشم پر آب تھیں بصورت مشک
دانہ پانی نہ غیر دانہ اشک

آگے رستا کہیں نہ پیچھے راہ
تھا نکلنا محال وہانسی آہ

آہیں بھر بھر کی تھا وہ چلاتا
خفقانی ہو جیسی گھبراتا

جب ہائی کی بند دیکھی راہ
بولا یوں دل سی کھینچ کر اک آہ

کیا کیا میں نی ہائی نادانی
کر مدد جلد فضل یزدانی

چارہ کر ہی تو ہی بیچارونکا
اور غمخوار غم کی مارونکا

دربدر پھر کبھی تھا خانہ خراب
افتح یا مفتح الابواب

گر نکلنی کی راہ میں پاؤں
تو میں خانہ خراب گھر جاؤں

کہہ رہا تھا یہ اور پھرتا تھا
ضعف سی ہر قدم پہ گرتا تھا

یوں سراسیمہ جب پھرا وہ آہ
ہوئی نمودار دور سی اک راہ

روشنی پھر کی دکھائی دی
آئی صورت نظر رہائی کی

شادمان ہو کے جب گیا وہ ادہر
دیکھا ہی اک بلند عالی در

در کی اندر گیا جو با دل شاد
دیکھا اک گلستان ارم بنیاد

سرو و شمشاد جھومتی ہیں کھڑی
دار سبزہ پہ تاک مست پڑی

بلبلیں شاخ گل پہ نغمہ سرا
نعرہ زن قمری چمن پیرا

لالہ و گل کھلی چمن بہ چمن
نرگس شوخ چشم چشمک زن

شاخیں سنبل کی یوں بگرد گل
عارض گلرخان پہ جیوں کاکل

یوں لب جو پہ سبزۂ تر
سبزہ جیسے نک لعل خوبان پر

شاخ ہر نخل میوی سی پربار
نونہالوں ملک تھی برخوردار

تھی ثمر وہان جہان کی سارے
نہروں میں چھٹ رہی تھی فوارے

تھیں نسیم و صبا عبیر سرشت
باغ تھا وہ عرشک رشک بہشت

بہر بستان باغ مرغ چمن
دیکھکر بے نظیر وہ گلشن

گل کی سیپارے میں تھی پڑھتی سبق
شبہا فی البلاد لم یخلق

طوطی مینا کی ہر شجر پہ صدا
بسط اللہ ظلکم ابدا

مانگتا تھا دعا درخت چنار
وقنا ربنا عذاب النار

شعلہ زن تھا چنار تو سارا
لالہ دہکی تھا جیسی انگارا

دلکشا یہ مقام جو پایا
سجدۂ شکر وہ بجا لایا

بھوکا پیاسا جو تھا کئی دن کا
کھایا کچھ میوہ اور پانی پیا

آئی فی الجملہ جان میں جو جان
سو رہا سائے میں وہ ٹہیہ بان

جاگا جب خواب سی تو آگے چلا
جیوں صبا سیر ہر روش کرتا

جب گیا چار پانچ کوس نکل
دیکھا اک زرنگار شیشہ محل

قصر کی اندر آ کی جو دیکھا
تھا وہانکا کچھ اور ہی لیکھا

ہر مکان کا جدا ہی عالم تھا
دیکھا جیسے نیا ہی عالم تھا

سقف و ایوان و بام و طاق و رواق
اپنی اپنی تھی نقش میں سب طاق

تھی خدائی کی سیر گھر میں
تھا تماشا جہاں نگاہ کرین

دیکھو جس گھر کی آگے ایک چمن
ہر چمن میں ہزار ہا گلشن

ہر جگہ نقش و نگار نیا
ہر روش موسم بہار نیا

چاہتی جو سو ہاں پہ تھا موجود
صورت انساں کی تھی پہ مفقود

گرچہ تھی زندگی سی بالکل یاس
سیر کی اسنی پر بلا وسواس

گل ہوئی جبکہ مہر کی مشعل
اختروں کی چراغ او ٹھی جل

مردم دیدہ سان تہہ چشمان
جا کی اک حجرہ میں ہوا پنہان

خوف تنہائی تھا نہیں ہمراہ
خواب کا کب خیال تھا اوسی آہ

ہوتی نہ ہمدم کہ جس سی کرتا بات
کٹ گئی خامشی میں آدھی رات

بند کر آنکھیں سو رہا ناچار
پاک پروردگار اک بیدار

دیکھی کیا آئی اندرون باغ
شمع رخسار ایک لیکی چراغ

صحن خانہ میں جو چبوترا تھا
فرش اس پر دیا سفید بچھا

گوشۂ باغ سی نکلا یک پہر
روشنی اسطرح سی ہوئی ظاہر

دن سی جو شب ہوئی زیادہ روشن
بلکہ کب ہووے روز یوں روشن

شاہ خوبان تھی لیک تخت سوار
سیکڑوں ساتھ اوسکی اور نگار

خیل خوبان کو یوں سمجھیو تم
جسطرح گرد ماہ ہوں انجم

بیٹھی اوس شہ نشین پر اک بار
تھین مصاحب جو اونمین دو سہ چار
کان مین آتی ساز کی آواز
یون لگا چلنی جام پر جام
آئی کہانی کی پہر تو خوان پہ خوان
آدمی زاد اک غریب جوان
کئی دن کا وہ بہوکا پیاسا ہی
لا بلا جا کی اوس جوان کو تو
جستجو کی نہ راہ اوس نی لی
ماری خطری کی کانپنی یہہ لگا
کچہہ مرا اس سوا نہین ہی گنا
جاؤنگا صبح ہی یہان سی چلا
نہ ستائی ہوئی کو اب تو ستا
دیکہہ کر اوسکو خائف و لرزان
کہ خوزادی ہماری شہزادی
ہی بہت مشتاق وہ سراپا ناز
سنکی یہہ بات وہ نخود رفتہ
دو نوا کہار آئی تخت کی پار
جہت زمین پر گہسی جبین نیاز
میزبان کی تئین نہین لایق
بیٹھہ ہم زانو آ کی میری تئین
کیا ہی یہہ لطف خسروی سی بعید
یہہ پایہ کہان سی پائی نحیف
اپنی حد خوب جانتا ہی ایاز
سمجھی جب نازنین سراپا ناز
بیٹھی زانو سی اوسکی زانو بہڑا
کی تہی از بسکہ اس نی فاقہ کشی

دست بستہ کہڑی ہوئین فتنہ کار
بیٹھین صف باندہ کر بصد انداز
پر نظر آئی تہا نہ کوئی ساز
جیسی کشتی مین جام ماہ بدم
تہی بہری جنمین نعمت الوان
گہر مین آیا ہماری ہی مہمان
زندگانی سی اب نراسا ہی
جلد لا میری میہمان کو تو
سیدہی وہ کج خرام آئی چلی
اور بعجز و نیاز اوس سی کہا
کہ سکا نہین تمہاری لی ہی پناہ
زلف و رخ کو تری دعا دینا
چہوڑ یہہ چہا خدا کی واسطی جا
بولی دلبین نہ کر کچہہ اور گمان
جس سی ہی اس مکان کی آبادی
میہمان دوست اور غریب نواز
سوزش غم سی دل جگر نفتہ
لیک حیرت سی گم جوان کی حواس
کر زمین بوس کی حصول اعزاز
بیٹھی جو میہمان یہہ ہو فایق
نہین تو آئی ہون زمین پر مین
نہ ہی طالع رسا و بخت سعید
مین کہان اور کہان وہ جای شریف
کہہ گئی ہین یہہ مرد ہشیار
کہ نہین چہوڑتا یہہ اپنا پا
ولد ہی کر کی حال پوچہا
آئی تہی بہوک سی غشی غش

مستعد اپنی اپنی عہدی پر
مہ لقا مطربان زہرہ نوا
ساقی سیم ساق او بہہ بادا
دیکہا او نہین اوڑ گئی جوانکی ہوش
چن دیا جب طعام سب کی حضور
ہی مصیبت کا آہ وہ مارا
کیونکہ بی میہمان مین کہاؤن طعام
سن کی یہہ امر واجب الاذعان
بولی ای نوجوان خانہ خراب
مجہہ مصیبت زدہ پہ مت کر قہر
شب کی شب تہی یہان پہ مجہی
نہین لیتا ہون کچہہ تمہارا چیز
کر نہ اوسان باختہ میری
بخت بد نیز آیا وری پہ ہی
ہی بلائی وہ رحم دل تجکو
کہا نہ دہشت تو اپنی کچہہ دلگیر
مطمئن ہو کی اوسکی ساتہہ چلا
دیکہتی ہی وہ طلعت زیبا
لطف کی راہ وہ شہ خوبان
تو زمین پر ہوا ورہین تخت نشین
کر کی تسلیم اور دیکی دعا
جب کہ بندی پہ یہہ نوازش ہو
بسر و چشم تیرا فرمانا
گرچہ شہ لطف سی بعید راند
از رہ لطف تخت پر سی اوتر
بخت خوابیدہ اسکی جو جاگی
بی حجابانہ جو ہوا مرغوب

لی رومال کوئی کوئی چیتو
ہوئی جیون تار ساز نغمہ سرا
لائی سامان می پلانی کا
ہو گیا پی شراب ہی مدہوش
نازنین ایک یون ہوئی مامور
یہان تو وارد ہوا ہی بیچارہ
مجہہ کہاتا ہی اوس نفع جسم
شمع لی شمع رو ہوئی ورواں
اوٹہہ کی چل یہانسی میری ستانے
رحم کر گو کہ ہی تو فتنہ دہر
زلف شبرنگ کی قسم ہی تجہی
کونی مین ہون پڑا بچارا ایسا
کہی تو پاؤن مین پڑون تیرے
بسعادت قرین اب اختر ہی
ورنہ کیا کام تجہسی تہا مجکو
تہہر نہین اوسکی آب اور کل عزیز
شمع رخسار ہوئی وہ شمع شبا
صورت نقش قالی و دیبا
بولی با نازکہ ای غریب جوان
کب مناسب بہلا ہی میری تئین
دست بستہ ہو یون جوان بولا
بخت پہ کیون نہ مجکو نازش ہو
نہین ممکن یہ دیہان مرا آنا
بندہ باید کہ حد خود داند
لی گئی اوسکو تخت کی اوپر
کہانی اقسام کی دہری آگی
تا کون تاک سن لی جتنی کہانی خوب

جبکہ دستار خوان زیادہ ہوا
پہیر آپس مین دور بادہ رہوا

ہو گئی زندہ شہوت مردہ
کہل گیا کل سادہ دل افسردہ

آرزو نے لی نی مارا جوش
حی شہوت نی کر دیا مدہوش

تمہین بولو کہ کیونکہ جای رہا
زاہد و شیخ و پارسا سی بہلا

اور بچا سی کی حق بجانب تہا
نہ وہ زاہد نہ جی ستی تب تہا

پردۂ شرم منہ سی باز کیا
اوسنی دست ہوس دراز کیا

ظاہری کام دل نکال لیا
نارپستان پہ ہاتہ ڈال دیا

سادہ یہ اور وہ سادہ و پرکار
مست غفلت یہ اور وہ ہشیار

جب ملی دونو کی بدن سی بدن
ہوی شہوت کی آگ شعلہ زن

دیکی بوسہ لگی وہ کہنے یون
تابع امر مین تو تیری ہون

وہیان نادان تیرا کیا ہی کدہر
لوٹتا ہی مزی تو سر تا سر

جب کری ہم کام دل حاصل
لذت بوسہ پہ نہ دوڑی دل

دم کی لذت کی واسطی ہیہات
مزۂ دائمی پہ مار نہ لات

صبر کی پانی سی کسی صورت
گر نہین بجہتی آتش شہوت

دل ترا اوسکو پا اسی چاہی
کہ پسندان مین سی جسی چاہی

لا کی اس کہات پہ جب اوسکو اتار
بولی اک گل کی کان مین وہ نگار

کمین ا اپنی وہ شعلہ و کرم
آن مین دل ہوا جو اوسکا نرم

یون فسون گر ہوئی وہ عشوہ طراز
جو ہوا بیقرار یہ جانباز

مہمان کو تہا پلنگ اوپر
کہ بہانا کچہ آئے وہ باہر

گود مین اوسنی اسکو کہینچ لیا
لب بلب ہو کی ہمکنار کیا

دل سوزان کی تب ہی بہو ستے
تا سحر خوب ہی مزی لوٹی

سو گیا بیخبر ہو یکبارسے
خواب غفلت مین آی بیداری

دیکہا تو خالی ہے تمام مکان
تام کو ہی نہین کسی کا نشان

کہتا وہ خستہ حال تہا کیا تہا
خواب تہا یا خیال تہا کیا تہا

تہا ہی تہا دبیدم کلیجی کو
پیسی ڈالی تہا غم کلیجی کو

تہا سمان شب کا آنکہون مین چہا یا
صورت گل تہا چہرہ مرجہا یا

چرخ طاؤسی جب ہوا پر زاغ
نوری مہ کا جلا اوٹہا پہر داغ

آیا آنکہون مین جب جوانی سرور
پردۂ شرم ہو گیا بس دور

کام کی دیونی کیا مبہوت
ماری شہوت کی بن گیا وہ بہوت

سامنی جب ہو مہ لقا محبوب
اور ہو نشۂ شراب بہی خوب

نفس امارہ کیون نہو سرکش
می و محبوب دونو ہین آتش

کیونکہ انسان کری کنارہ کشی
ہو فرشتہ اگر تو آئی غشی

لی پہر پہری لپٹ گیا چٹ پٹ
بوسۂ لعل لب لئی چٹ چٹ

پا یہ شان گو تہا اوسکا رفیع
بن گئی نازنین پہ اسکی مطیع

بیٹہی بیقدر ہو کی ہم آغوش
ہو گئی ایک دونو کی بیہوش

اسنی چاہا کہ کام دل لیوی
آب آتش کی تہین ملا دیوی

اتنی تعجیل کس لئی ہے تہا
کون سا حاصل اب نہین ہی بہلا

وہ نہ اک بات گر ہوی تو کیا
نفرت انجام ہی غرض اوسکا

ہو وی سیراب جبکہ تشنہ جگر
پہر نہ رغبت ہو آب حیوان پر

اور جو ایسا ہی ناصبوری تو
گل عشرت کی سونگہتا نہین تو

ہین مری پاندیان پہ رشک قمر
داغ جنکی قمر کی ہے بجگر

رات بہر اوسنی کامرانی کر
تا سحر خوب شادمانی کر

کرکی سو سو طرح سی ناز و ادا
مرد ابلہ کو اپنی دام مین لا

ہاتہ مین اسکی دل دیا اپنا
دیکی دم دم مین کر لیا اپنا

شاہ خوبان سی ہو جوان رخصت
آیا لی نازنین کو در خلوت

بن کی ہمشکل اوسکی کدبانو
بیٹہی آکر جوان کی ہمزانو

وا دی عیش و کامرانی کی
اور دلخواہ کامرانی کے

ٹہنڈی ٹہنڈی چلی جو باد سحر
شب کا جاگا ہوا یہ تفتہ جگر

دن چڑہی آنکہ جو کہلی ناگاہ
سر اوٹہا کی پہر جو نگاہ

کر خیال اسکو عالم رو یا
چونک کر خواب سی بہت رو یا

ماری حیرت کی بیجو اسی تہی
اور عیان چہری پہ اداسی تہی

در و دیوار گاہ تکتا تہا
جوش وحشت سی گاہ بکتا تہا

سامنی ان دلکو بیقراری تہی
لب پہ جون نی فغان و زاری تہی

داغ ہر دل جوان بصورت ماہ
حسرت آلود کر رہا تہا نگاہ

ترک خونخوار چشم وہ خونریز
تھی سراپا غرض وہ ناز و ادا
دونوں کی جب نگاہین چار ہوئین
ہو گئی سنکھہ لڑائی انکھہ اول
ہو گیا تیر عشق دلکی پار
ٹھان دل مین خیال امادی
جاتی جب بڑھیا انکی کہیتی پر
لیک کچھہ اعتنا نہ ظاہر مین
گالیان لب ہلاتی پر جب پای
اسکی رونے نی باری کی تاثیر
رفتہ رفتہ ہوئی وہ وحشی رام
لگی آپس مین چھیت لکن ہونے
ہوتی جب ایک جا تہہ شعلہ و شمع
کرکی رم کہتی تب وہ دل آرام
کرکی تا حق حلال ہم ناکام
کرتا بڑھیا کی رات دن خدمت
کہتی امید کی ہو تا کہ مری
کہہ ہوتی ہی جوان تری دلبند
جیتی جی اپنی کرا دا بہہ قرین
رخصت اب تجہسے مین ہوا ناکام
چون تیری چال ڈھال سی آگہہ
ہی مریجان جان سے تو عزیز
جلدی جلدی دولہن کا کرکی سنگار
جب عروس شب آئی جلوہ کنان
ساعت مشتری مین وہ نوشاہ
می کلگون سی مست ہو کر تب
دی سرکنج سی وٹہا وہ ہار

لاتی مہر و چراغ یکباری
ساغر بادہ دور مین آیا
ہو گیا دور رنج تنہائی
عذر خواہان بصد ہزار زبان
لاکی کہانا چنا پہر اسکی حضور
پہر بہم دورہ ایاغ ہوا
تنگ آغوش مین اسی کہینچا
چہاتی ملنی سے بہی نہ کچھہ تکرار
ہاتہہ پکڑا تر انہ پکڑو تھی
وہ بہی مطلب ترا برآویگا
متحیر ہی در پہ کوئی کہڑا
جیون گدا اور پہ میری محتاج
نہ میسر ہوا او نہین دیدار
ایکا ہاتہہ ہی گیا نہین کچھہ
چاہتا ہی جو تو سو کرتا ہی
لونڈیونکو تمہاری پرتو
ہوئی آلودہ کس لی باغ
واکرون تیری لکا عقدہ دو
لیکے خلوت مین آئی اپنی ساتہہ
دونو لبستر پہ ہو گئی غلطہٹ
سو گیا خفتہ بخت آخرکار
نظر آئی نہ کوئی وہ مہرو
کل سی بہی کچھہ زیادہ ہوائی
گذری برآن سوگواری مین
رانکو عیش و نکو رنج و ملال
ساتہہ کر دیتی اوسکی باہم نیر
ہاتہہ جب ہتی نہین وہ رشک قمر

بزم دوشینہ پھر ہوئی تازہ
بولی وہ مہ اری کوئی جائی
لی گئی تخت پر وہ مہ سیما
جام می اپنی ہاتہہ سی بہر بہر
از رہ لطف دیکی ہاتہہ مین ہاتہہ
کی جو اس تشنہ لب نی میخواری
تہا نہ انکار اک ذرا اسکو
پر ارادہ جب اسکا اور ہوا
کونسی بات اب ہی باقی
حسن کا میری سنکے آوازہ
جان اپنی کوئی کہین دیتی ہی
جان سی گذری جستجو مین ہیں
لوٹتی مین پڑی ہزارون عزیز
پرجو ہی تو غریب او مہمان
ورنہ مقدور کس کا تہا ایسا
تا بتان سب یہ ہی بہی جانی
کرکی بوس و کنار تہوڑے دن
کرکی یہہ پہلی صنم سی کہا
کرہانا وہانسی آئی نکل
مرد عشرت طلب تہا بیگاہ
جب ہوا گرم چشمہ خورشید
تہا نہ کوئی بجز در و دیوار
نا امیدی کی ساتہہ پہر کر آہ
شب کو پہر وہ ہی کامرانی تہی
یون ہی ہر رات کو وہ عشق فروز
لیک ہجر اب جا کی ہوتی آپ
دام مین اپنی لاتی ہی وہ غزال

چنگ عشرت نے کہینچا آوازہ
میری مہمان کو بلا لاؤ
اور لیا اپنے روبرو بٹہلا
تہی پلاتی اوسی وہ عشق کر
ہوئی وہمکاسہ پیمان نہ تہا
بہر کی آتش سبق کی یکبار
تابعدار تہی حریف کی وہ
تب تو اس عشق سنج نے یہہ کہا
جسکی ہی تیری دل مین اشتیاق
خلق مین نیت ہی عام تازہ
ایڑیان گہر مین کوٹی رگڑ کی ہی
جان بلب مین اس آرزو مین سخن
آنکھہ اوٹہا کر بھی دیکہتی مین نہین
ہو گیا ہی عزیز تر از جان
دیکہتا اسطرف جو آنکہہ اوٹہا
شکل جان میری پاکدامانی
دلکو بہلا تو اصل مطلب ہی
آج کی رات اسکو توڑ لی جا
شاہ خوبان وہ شکل اپنی بدل
کامرانی کی وہ تہی خاطرخواہ
جاگا خوابیدہ بخت بہہ ناامید
لیس فی الدار غیرہ دیار
در و دیوار پر کرتی تہا نگاہ
عشرت و عیش و شادمانی سے
رہتی تہی اسی طرح التسی سمند
بہیس مین باندیونکی
دی ہی پہندی مین اوسکا

ہو گئی القصہ ایک شب بیکل
کر کے امیدوار آب حیات
چشم جو ہو وے آفتاب پرست
ساغر وصل یا تو آج پلا
لالہ رخ ہی یہ سخت نافرمان
ایکل اب باغ سبز مت دکھلا
کل نے تیری تو کر دیا بیکل
للو ہے تو یہہ ہای چھوڑ کہین
ہی قیامت یہہ وعدۂ فردا
ساتھہ تیری ہونگی آج کی شب
سنکے یہہ مژدۂ نشاط افزا
دو تو جسد ہم ہوئی یہہ ہمبستر
کی جو شبنم نی قطرہ افشانی
سنکے مرغ سحر کی نالۂ زار
جاگا جب نیند سے وہ مست خواب
شعلہ افشان ہی گرم باسموم
نہین پانی کا نام کو بھی نشان
جب گرا پھر تو رویا زار زار
اتنے کف حسرت بہا تا جاتا تھا
زہرہ ہوتا تھا ہر قدم پہ آب
سات دن جبکہ گذرے وہ ویران
گر پڑا جا کی اوسکی قدمو پہ پھر
اپنی گھر مین کر حج سکو مقیم
گھر یہہ جو بان کیا تھا تیری
دی تسلی اوسی یہہ عنوان
بڑھیا کی ایک تھی جوان دختر
چشم پرفن تھی اوسکی جادو کار

کف حسرت کو بولا یون مل
دینی ہی جام سر بسر ہیہات
کب کری وہ شہا کی ساتھہ شکست
یا یہہ تیغ ستم پہ کاٹ گلا
داغ ہی تجھسی آہ میری جان
پیاسی کو اسقدر کنوئین جھکا
آج تک تو نہ پائی گل کے کل
شوم کی سی نہین یہہ تو ہی تیز
سخت بیدرد ہے تو وادردا
سینہ بر سینہ اور لب بر لب
تھا یہہ ہر دو یک جان ہوتے بن ہوا
تھ گئین باندیان ورادہر
سو نہ مین بھر آیا غنچے کی پانے
مرغ دنیا ہی تلک ہوئی بیدار
دیکھی کیا آنکھہ اوٹھا کی خانہ خراب
نہین کوئی درخت شجر نہ قوم
ہی روان جا ئی ریگ روان
اور چلا ایک سمت کو ناچار
ہر قدم دیکھہ اوٹھا آتا جاتا تھا
چشم پر آب آب پر نایاب
دیکھکر بار جا آئی تن مین توان
اور کہنی لگا کہ ای مادر
حق تجھی دیگا اسکا اجر عظیم
رہ تو آنکھوں سی ہین سنکل نو نظر
لا کہی اوسکی آتش و نان
مہ لقا سیم تن پری پیکر
مار گیسو نی لاکھون ڈالی مار

ریوز کرتی ہی تو فسون سازی
پہلے دکھلاکے آہ امرت پہل
صبر و طاقت نہین ہی باقی
کچھہ ہی تجھہ کل مین تو وی نہو نیز
دیدن سے تجھسی لی نہ کام دہن
آج کل کیا لگائی ہی ہیہات
ہی سخی ہی بہلا و شوم آخر
صبح اور شام تو بتاتی ہے
بولی یون وہ نگار عاشق کش
آج کی شب ہی پہی کیا شکوہ تو
ہو گئی خوشدلی سی وہ سرشار
کھیچ اور رات کل کی ہو نہ ہم نہ
رات بہر تا بوقت بانگ خروس
سو گیا خفتہ بخت وہ ناکام
نہ ہی وہ قصر اور نہ باغ و بہار
تیز تر دشتی سے سر بسر خار
ہو گئی مضطر اوٹھا تو خانہ خراب
ماری وحشت کی چار سو تکرا
ضعف سی ہر قدم پہ کہا ستم
خشک لب چشم تر جگر تفتہ
گرتا پڑتا جو یہان تلک پہونچا
ہون تباہی کا آہ مین مارا
چہاتی سی اوسکو پیر نے لگا
اولکو دی ٹہار سی امیری جانی
بجھی فی الجملہ جوع کی آتش
لگات تو جسکو دیکھہ ملی ہاتھہ
نگہ شرمگین وہ تہی قاتل

اب تلک ہین نیند سی یہہ دم باز
کیون کہلاتی ہی یہہ مجھے حنظل
حد سی گذری ہی ہای مشتاقی
ہی تو رعنا یہہ رنگ زرد نہین
کیا ہی اندر این کی سیب ذقن
پان نہین جا ف کہل کی کہہ کر بات
جو گدا کو جواب دی جلدی
اور یہی میری جان جاتی ہے
ذلکو کاہش نہ دی نہو ناخوش
اب ہون گی بعیش مین مصروف
اوسکی قدمون پہ جھک پڑا بیتاب
کر لین نرگس نی اپنی آنکھین بند
کرون اسکی تہی او ربائی فرار
پی صبوحی وصل کا پر جام
ہی بیابان ایک دم خوار
چلنا اتسا تکو دو قدم دشوار
گر پڑا یہہ ہو بیخود و بیتاب
پھر دم آہ و نالہ وافغان
بیٹھہ جاتا تھا مثل نقش قدم
جادہ بہا تھا تا بیک ہفتہ
دیکھا ایک بڑھیا کاتی ہی چرخا
اور غریب الوطن ہون بیچارا
آنسو پونچھہ اوسکی کہنوسی یہہ کہا
کہانا کچھہ کہا لی اور بی باقی
کہا کی کہانا یہہ سو رہا غمکشتہ
اور طرز جلا ہم آنکہ کی ساتھہ
دیکھتی ہی ہوا کی جہان بسمل

خون مردم سی کیا اونہی پرہیز
ایک ایسی ہی تہی کرتی کام اودا
پر چھپان اسکی دل سے پار تیر
لڑ گیا دل تو ہو گئی اوجہل
تہام کر سینہ رہ گیا یکبار
کر چکا اپنی زعم مین شادی
گہر مین رہتا یہہ اور شبکو قمر
دہیان جور و جفا کا خاطر مین
لب پہ کیونکر سوال بوسہ لای
جو ہوتی مہربان وہ مہر منیر
جو بدل کوسنے سے ہوئی دشنام
اور باہم ملن لگن ہونے
جلنی لگتا جوان سنو رہو
ہی ہی کر میری سے نہ قصد حرام
بس یہین سا نکین وصل مدام
پاوی خدمت سی تا کبہی عظمت
جو تہی مین نہ ہل کی عذر دزدی
گہر مین بٹہلا رکہیگی کہہ تا جشید
تا ملی تجکو اور اوسکو چین
آگی تو جان اور تیرا کام
تب یہہ خدمت نی دلہن کی جھکی ہی
جان اوسکی تہین تو اپنی کنیز
اور قاضی کی تہین بولا یکبار
چمن کی انجم سی چہری افشان
آیا بڈہی کی پاس صورت ماہ
کاہ بادام چشم پستہ لب
درج پستہ کہولی پہر یکبار

مردم چشم اوسکی ایسی گگور
جا لگا جسم مین یہہ تیر مژگان
کر گئی آنکہون سی تیرچھی نگاہ
کی لگاوٹ بہری کچھہ ایسی نظر
دلمین کچھہ سوچ کر بحال سقیم
پیرزن کا تہا کشتکار رفو
روتا اس درد سی یہہ اوسکی حضور
کرتا جب یہہ بیان یہہ اوسکی کلام
راہ اوس سے یہہ اسنی ڈالی تہی
گہٹتی پر آئی دن بدن وحشت
ہوئی موقوف صدارہ و بچہ
گاہ سیب ذقن پہ پڑتا ہاتہہ
چاہتا یہہ کلید سیمین سی
مین تو ہون جان و دل سے تجھپہ فدا
اس لئی یہہ جوان خام خیال
ٹہلو ونکی طرح سی کرتا کام
پاکی بڑہیا کو ایکدن خوشنود
عمر کا تیری آفتاب ہی آ
میری سی خواہ غیر سی کر دے
پیرزن نی دیا جوان کو جواب
تجکو فرزند مین ہین لیتی ہون
سنکی یہہ بات خوش ہوا امہان
جسطرح تہا وہ انکا رسم طور
ڈالی بالی کی کان مین بالی
بیٹہی شوہر کی گود مین وہ عروس
چاہا جب ہووے عقد دل اوا
چاپلوسی سے کر کی سو سو ادا

کر لگاوٹ جو اینٹن دلکو بیدرد
نظر آئی وہ شوخ آفت جان
بیٹہی جہٹ سونہہ پہر اکرسے اوہ
پیس ہی تو پس گیا یہہ خستہ جگر
پیرزن کی ہوا یہہ گہر مین مقیم
در پہ یا بیٹہی کا تا کرتی سوت
کہاتی جو دل مین خم وہ مغرور
دیتی وہ بات بات پر دشنام
بیٹہتی جہڑکی اوٹہتی گالی تہی
اور لگی بڑہنے ہر گہڑی الفت
بلکہ ہونی لگی ہم آغوشی
نارپستان پہ گاہ گڑتا ہاتہہ
قفل پستہ جہڑ سی بس کہولی
بڈہی بی کو بہی راضی کر لی ذرا
نت غلامان باوفا کی مثال
دابتا پاتہہ پاؤن صبح و شام
پاؤنپر گر کی سب کہا مقصود
تا لب بام مرگ ہی پہونچا
کار خیر اوسکا خیر سی کر دی
ہی مری لعل تیری ای جوان
اپنی دلبند تجکو دیتی ہون
اور لگا ہونی شادی کا سامان
کر دیا عقد و نکاح فی الفور
اور بچہی ثریا کی ڈالے
اور ہونی لگا کنار و بوس
کہولی بند ازار کا عقدا
دلفریبی سے تب دلہن نی کہا

ہی غضب ہی قرین مری مادر
ہی تنک سا حجاب چادر کا
تیری شرم و حیا گئی ہی کیدہر
ہو چکی مین حلال اب تیری
چل رہین اور بستی مین ہم تو
مانتی یہہ تو نہ آڑا وہ چہل ہی
چندی ہمبستر ہیی ہو بادیں
ایک مدت کی بعد ہو ناچار
ابہہ ہن امیدوار رخصت کا
زندگانی اگر کرے گی وفا
بولی ای نور چشم و لخت جان
صدقی ہوجاؤن مین تو جاتی تہی
شادی لڑکی کی تجہسی جسدم کے
تیری پلی احمسی مین باندہ دیا
تجکو اپنی جوانی کی ہی قسم
جا خدا کی تئین تجہی سونپا
کہکی یہہ بات اپنی شوہر سے
پاس بیٹی کی آگی جب جانا
ماری چہاتی پہ ایسی اک تشتک
بہنگا سا اوڑ گیا کہین سے کہیں
کہیہ ماہی کو وقت یہہ شور مچا
ماری وحشت کی مانگی تہا یہہ دعا
باجابت قرین ہوئی جو دعا
ہی بیچ کوہ مین بڑا سا غار
پڑ رہی ہی وہ دہوپ کا قہر سخت
دیکہہ یہہ حال پہر ہوا ابہو ستر
کی بلندی کوہ پر جو منتظر

کیونکہ ہون تیری ساتہہ ہمبستر
ہو نہ کیونکر حجاب مادر کا
شرم کر شرم کر خدا سی ڈر
بات پر آئنی ہان تو میری
کر جو پہر چاہی مجہسی اوس دم تو
انکہہ اوجہل پہاڑ اوجہل سے
رہتا ہوں کنار سی ہا نور
جا کی بڑہیا کی پاس دل الجکا
کیا کرون دل نہین یہان لگتا
پہیر آکر قدم یہہ دیکہونگا
تہی تن ناتوان کو تجہسی توان
کہ مرونگی تو دیگا تو مٹی
ہای مین تو تہی یہہ سمجہی
جس جگہہ چاہی اوسکو تو لیجا
دیجو اسکو کسی طرح کا نہ غم
میری مت یاد بہولیو بیٹیا
آتی ہوئی وداع مادر سے
دیو نی ڈیجی گدہی کی دم مین پہنا
کہ معلق رہتا ن چلا بفلک
ٹیو ر آکر گرا یہ روی زمین
باندہو مار واری نجانی پاے
بیٹھی بیٹھی وہین پہ ساتہہ اوٹھا
شور اور غل وہ باری دی وہ دیو
آہن تفتہ سان ہی سب کہسار
کہ چل اوٹھی ہی آپ ہی پے درخت سخت
ہوگیا خواب مرگ سی بہدو ہشیار
دیکہا ایک قصر تختہ جوٹی پہ

ہی ذرا سا یہہ گہر نہایت تنگ
شرم لازم ہی آدمی کی تئین
ہو گی محکوم دیو شہوت کا
تہوڑی دن صبر کر برای خدا
نہین ہمبستری سی تیری گزیر
آگیا اوسکی دم مین نہادان
دست شہوت سی گو تہی آزردہ تر
عرض کرنی لگا کہ ای مادر
گر اجازت مین اب تری پاؤن
سنکی بڑہیا یہہ بات رونی لگی
بیٹھی ہوں پاؤں کو زمین لگا کر
یون ہی تیری رضا تو ہوں ناچار
کہ جدا تجہسی ہوگی تم اکروز
روک سکتی نہین کسی عنوان
خاطر اسکی نہ کیجو آزردہ
بولی شوہر سی تب وہ آفت جان
رو رو رخصت طلب ہوئی بیشک
ریگ تپنگ اوسنی اوٹھا کر کان
آیا ویران مین چیخ سرکا
چیتا جب یکدو گہڑی کے بعد
سنکے آواز یہہ گیا وہ دہک
نہین مجکو مفر ہی تیری بغیر
سر اوٹھا کی ادہر ادہر جو نگاہ
گرم گرم ایسی چل رہی ہی ہوا
ہی گرمی بسکہ دہوپ اور ہوا
جب دوبارہ ہوش پہر آیا
گو کہ ہلنی کی تہی نہ تن مین توان

بڑہیا کا ہی بچہا قریب پلنگ
جو ہو بستر آدمی وہ نہین
پہاڑ شرم و حیا کا مت پڑا
تا بجیلہ ہون آہ مان سے جدا
تو مرا شاہ اور مین تیری وزیر
کام دل کا ہوا نہ پہر خواہان
لیک کرتا تہا وہ کنارہ کشی
یاد بی اختیار آتی ہی گہر
لیکی اپنی دولہن کو گہر جاؤن
جان ناشاد اپنی کہونی لگی
ہی غضب کہ مجہسی تو چہوٹ کی جاے
زور تجہپر مرا نہین زنہار
داغ ہجر انکا دو کی دلکو سوز
آتی یہ بات کہتی ہون اے آن
رکہیو اسکو نہ تو دل افسردہ
پیٹہہ پر جا گدہی کی کس پالان
رکہکی پالان اسنی کہینچ پلنگ
پہیر کر جو ٹرا دو ریگ پالان
آنکہون نیچی گیا اندہیر چہا
شور سا ایک سنا یکایک جب
دل لگا کرنی پہلوون یک ذرہ
یا بدیع العجائب بالخیر
دیکہا تو ہی پڑا پہاڑ پر آہ
کہ بہنا جاتی ہی بدن سارا
چیل اوپر سی چہوڑتی ہی انڈا
رو رو حالت پہ اپنی چلایا
وہان پڑا رہنا بہی تہا تنہا

اوٹھہ کی وہانسی غرض جب آہہم
سبز سبز پابس اور سیراب پایا بسم

پہونچا جسدم بصد خرابی یہان
نام کو بہی بلا نہ وہ کا نشان

اسنی جب ہاکلا وہین سی جہانکو
دیکہی تا کون مین مکین وہان کو

منحنی قامت اور خمیدہ پشت
ریش بہی ایک مشت و دو انگشت

اک ہزار ایک دانہ کی تسبیح
بیٹھا پڑہتا ہی با جمال صبیح

نہ کوئی خادم اور نہ چیلا ہے
یاد کرتا ہی اور اکیلا ہی

چیر پلکون کو کی اودہر جو نگاہ
دیکہا ایک غمزدہ بحال تباہ

کسطرف کو ہوا ترا آنا
اور ہی منظور اب کیدہر جانا

غمزدو نکی نہ پوچہو کچہہ حالت
ہی مری داستان پر از رقت

دکہہ کر اپنا کہون مین خانہ خراب
سن لی والو کی چشم ہو پر آب

غم بہری اوسکی داستان تہی مگر
آئی آنکہو مین اوسکی آنسو بہر

یہہ تو ہی سر زمین آدم خوار
پر بلا ہی یہہ دشت آفت بار

یہان انسان کا نہین ہی گذر
اور اگر ہو تو جانکا ہی خطر

ہوتا پریونکا وہان گذارا ہے
لاکہون انسانکو وہان پہ مارا ہی

ہی بچہل پائی اوسکی دادا این
اور وہ ہی خام پارہ اندرین

سو نہہ کی میٹہی ہی پیٹ کی کہوٹے
ہی بڑی فتنہ گو کہ ہی چہوٹے

جیسی مان ویسی ہی وہ بیٹی ہے
سوت جیسا ہی ویسی پیٹہی ہی

ہاتہہ سی اونکی تین جو پائی نجات
ظاہرا تہوڑی دن ہے اور حیات

ورنہ کیا جانی حال کیا ہوتا
طعمہ دیو و دد ہوا ہوتا

گہر یہہ حاضر ہی آکی کر آرام
لی کہین جانیکا نہ یہانسی نام

اور اب ہی اگر ہوس کا چاؤ
حق کو سونپا جہان چاہو جاؤ

ہمہ اندرز من بتو این است
کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

بندگی سی نہ ہاتہہ اوٹہاؤ
چہوڑکر یہہ قدم سنبہالو نگاہ

گوش دل سی مری یہہ سن لے پند
پہونچی آئندہ تا تجہی نہ گزند

غاریہہ ہشیار ہین جو یہان
مرغ ادہم یا ہین ہتی وہان

بولا جو ہونی ہو سو ہو مجہہ پر
جان کر ما من اب تو تیرا گہر

ابتو رہتا ہون تیرا اسکی مہر
بفضل اللہ ما یشاء بریدہ

قصر کی سمت کو چلا ناچار
روتا حالت پہ اپنی زار و نزار

باری دیکہا ہی ایک کٹہری تنگ
تنگ چشمونکی آنکہہ سی بہی تنگ

دیکہا اک پیر مرد نورانی
سن مین الیاس و خضر کا ثانی

بہنوین پلکین سفید جیون کافور
چہری پر ہی عیان خدا کا نور

سر جہکائی ہوئی بیاد حق
ہی بدریائی کشف مستغرق

سنکی آدم کی پاؤن کی آواز
چشم حق بین کی اوسنی اپنی باز

کر سلام علیک پوچہا حال
اور کہا مرحبا تعال تعال

دی جواب سلام بہ تمکین
رو رو کہنی لگا بصوت حزین

جو مصیبت مری پہ گذری ہے
دشمنون پہ نہ گذری وہ ہی ہے

پہر جو کچہہ ابتدا سی تہا احوال
انتہا تک کہا وہ رنج و ملال

اور بولا کہ ای غریب جوان
کہینچ لائی تجہی نصیب کہان

دیو جن و پری کا ہی یہہ مقام
تشنہ خون آدمی ہین تمام

دیکہا تو نی جو باغ اور ایوان
ہی طلسمات کا بنا وہ مکان

بڈہیا اور اوسکی بیٹی وہ مکار
نہین انسان ہین وہ دونون مردم خوار

دیکہنی ہی کی ہی فقط صورت
دیکہو باطن تو ہیچ سو لعنت

نہ اوسی پست قد کوئی سمجہی
جتنی اوپر ہی اوتنی ہی نیچی

ہی اونہین جن جلال آدم کا
جا نہ اونسی تو کسطرح سی ہوا

حق نی تجہی اسطرف جو لی آیا
ہی یہہ لازم کر اسکا شکر ادا

اب اگر تیری ہو وہی یہہ خواہش
دکہہ پہونچی نہ اور کچہہ کاہش

جو ترو خشک ہی خدای کریم
کہا اوسی اور رہو یہان مقیم

سیدہ رہ مین نہین ہی جانیکا
اور نہ مانع ہون گہر مین آنیکا

سنکی یہہ بات پیر سی وہ جوان
بولا جب تک ہی تن مین تاب و توان

بولا بڈہا کی کر یہہ خواہش دل
کہ کری اس مقام مین منزل

گہر سی باہر نکلیو مت زنہار
لی اوڑی تا نہ غول آدم خوار

گہر سی باہر اگر قدم رکہا
طعمہ ہو جائیگا تو جہٹ اوسکا

رہتا ہون اس حریم حرمت میز
آگی جو کچہہ بدا ہو قسمت مین

الغرض وہ جوان خانہ خراب
گہر مین درویش کی رہا بیتاب

گھر سی مطلق نہ جاتا تہا باہر
ہو کی تنہائی سی ملول اکثر وہ
ناگہان ایک مرغ آدم خوار
اور اک مرغ کی پڑی جو نظر
جب لگی مرغ لڑنی وہ باہم
تہی وہ تاریکی غار مین چہائی
ساتوین روز تہوڑا تہوڑا سا
روشنی دونی ہوتی گئی افزون
ایک ہفتہ تک اور بہی ناشام
لہلہاتا ہی سبزہ نوخیز
ہر طرف سبزہ زار اور گلشن
سیر کرتی ہین شور پہیلا دم
دیکہہ عالم یہہ کو کلا وہان کا
آن پر از لالہای رنگارنگ
پائی اسنی جو بوی آبادی
دیکہہ وہ یہہ بہار بہول گیا
دیکہتی جلد وسی کہین چلکر
سات دن تک چلا گیا دن رات
اسکی جاتی ہی اتفاقاً جہٹ
تہا نہ کوئی ابہی ہوا داخل
سروران سپاہ و اہل حشم
دوڑی اسکی طرف کو یکبارگی
تخت طاؤسی پہ سوار کیا
ڈنکا ہوتی لگا سواری کا
باہمہ عز و شان کیا تسلیم
دست بستہ کہڑی ہوی ارکان
پاس اپنی وزیر کو بلوا

بیضرورت نہ آتا تہا باہر
گہر سی نکلا وہ با دل پر سوز
لی وڑا چیل سا چہپٹا مار
کوہ سی وہ بہی آیا غار زدہ
نیچی سی یہہ رہا ہوا و ستم
جو نہ دیتا تہا ہاتہہ کہلائی
نظر آنی لگا اوجالا سا
جادہ جیون فرق مہوشان تہا لمبو
جادہ پیما رہا بصورت باد
ہین نسیم و صبا طرب انگیز
گل کہلی ہر روش چمن چمن ریز
چر رہی ہین غزال بتبسم
قطعہ پڑہتی تہی یہہ گلستان کا
وین پر از میوہای گوناگون
دلکو ایسی ہی بس ہوئی ساتہی
بہوک اور پیاس صاف بہول گیا
کہ ہی بستی وہ کیسی دو تو یہہ
پڑہتا ہر ایک گلی پہ صلوات
کہولی دربان نی کیواڑ کی پٹ
سب سی پہلی یہہ ہو گیا داخل
بلکہ ارکان سلطنت کی تمام
لاکی خلعت پہنا دیا پیاری
لعل و در و گہر نثار کیا
اور رسید ابو سی لینی لاگا
آگیا قصر خسروی مین جلوہ
بہر خدمت گذاری کسکی میان
کاشمین اوسکی یوین وہ کہنی لگا

خوف جانکا زبسکہ لاحق تہا
کرتا پہرتا تہا کوہسار کی سیر
جب گئی کوہ سی لی اڑا اوسکو
آگی اوسنی اسی دبوچ لیا
صید خائف کی شکل وہ بقفا
ٹہوکرین کہاتا ہر قدم پر راہ
جون جون آگی گیا یہہ خود رفتہ
رہ وہ ہموار کچہہ نہ دیکہہ پاو
ساتوین دن جو غار سی نکلا
آبجو ونہین آب ہی جاری
وہان کی ہوسی مین کہتی سی
قمریان کر رہی ہین کوکوکو
روشنہ ہا نہر ہا سلسال
باد و رسایہ درختان خوش
کہ گیا بہول سب پچہلی دکہہ
دلمین کہتا کہ جسکا ہی یہہ سواد
سیر کرتا ہوا وہ باغ و بہار
قصہ کوتہ تہا نور کا تڑکا
لوگ پہرتی تہی گو اید سر و ودر
شہر تہا سپاہ کا انبوہ
منتظر تہی جو دیر سی وہ سب
تاج زرین یہہ کہکی سر پہ رکہا
کر زمین بوس سب ہوئی ہمراہ
بنتی جاتی تہی یہہ جیبی چیز سب
اپنی اپنی جو دلمین تہین تہا تیز
بسکہ حیرت سی شاہ تہا مدہوش
کیا تماشا ہی دو رہی نیرنگ

بیٹہا رہتا تہا کونی مین چپکا
سبزہ زار اور چشمہ سار کی سیر
بیٹہا ایک غار تنگ مین پہر تو
اور نیچی سی پوٹا نوچ لیا
غار مین گر کی اکطرف بہاگا
سات دن تک چلا بجان تباہ
آتش جوع سی جگر تفتہ
آنکہین موندی اگر چلی جاؤ
غار سی آگی دیکہا اک صحرا
پانی مین مین بطافتین سارے
قمری پہرتی ہین پریکی پری
کہتی کوئل کہ پی کہان ہی تو
ق دو دختہ سجع طیر ہا موزون
گسترانید فرش بو قلمون
دل نی آرام پایا جی کی سکہہ
شہر ہو کا وہ کیا ارم بنیاد
دیکہتا رنگ رنگ کی گلزار
شہر کی در پہ جو یہہ جا پہونچا
پر قضا کار شہر کی اندر
تہی کہڑی لوگ وہان کہ گروہ
پای کو بان صد نشاط و طرب
ہو مبارک سریر شاہی کا
اور دار الخلافہ کو چلا شاہ
آگی آگی پکارتی تہی نقیب
آگی ندرین وہ سب نی کدر انتیز
کم کئی بیٹہا تہا حواس و ہوش
دیکہہ یہہ حال میری عقل ہی دنگ

سیمیا کی ہی کیا یہ طیاری
خواب ہی یا کہ ہی یہ بیداری

نہین آتا سمجھ مین کچھ زنہار
دی بتا تو کہی یہ کیا اسرار

ہی اچنبھا مری تئین تو یہ
مین کہان اور کہان سریر شہی

رفع دل سی یہ دغدغہ کرو
ورنہ مرتا ہون مارے حیرت کے

کر زمین بوس مرد کار آگاہ
بولا کہا تو نہ خوف کچھ واللہ

کیونکہ ای زیب تخت او دیہیم
یہان چلی آتی ہی یہ رسم قدیم

جب اس ملک کا چراغ ای وائے
دست باد فنا سی گل ہو جائے

ہمہ ارکان و سروران سپاہ
شہر کی در پہ جا تئین وقت پگاہ

پہلی جو آئی شہر کی اندر
اوسکو بٹھلا تین تخت کی اوپر

شاہ غفران پناہ خلوت جاہ
شاہی دنیا کی چہوڑ وقت پگاہ

چل بسا دم مین جون چراغ سحر
کسکی عقبی کی سلطنت پہ نظر

جمع سب ہو کی در پہ ہم آئی
آپ تشریف اپنی یہان لائی

چلتی پہرتی تہی گو بہت خلقت
تج پہ کوئی لی کیا نہ یہ سبقت

اس لئی سب نے ای فلک پایا
تخت شاہی پہ تجھکو بٹھلایا

جسکی طالع مین ہو ازل سی تخت
ہو گدا یا غنی ہمایون بخت

روز موعود مین وہ سی بخدا
تخت پر ہی یہ تخت بٹھلاتا

شاہی قسمت مین تہی سے لکھی
فضل حق سی تجہی وہ آج ملی

یہ تو حیرت کا کچھ نہین ہی مقام
یہی شاہ حقیقی کا ہی کام

ایک کو تختی پہ سولاتا ہے
ایک کو تخت پہ بٹھاتا ہے

بندی سب ہم ہین سر فرمانبر
ملک رانی کر اور خوف نکر

ہی حقیقت جو کچھ سو مین کہی
ہو مبارک یہ تاج و تخت شہی

ملک رانی کر اب بصد اقبال
رہ سلامت تو تا صد و سی سال

سنکی یہ شاہ نو ہوا خوشدل
مفت مین سلطنت ہوئی حاصل

پہولا جامی مین نہین سماتا تہا
بلکہ جامی سے نکلا جاتا تہا

پہر تو داد و دہش پہ باندہ کمر
کر دیا گل سا سبکو صاحب زر

لگا بانٹی ہر اک صغیر و کبیر
سر و پا و خطاب اور جاگیر

شام تک با شکوہ سلطانی
شکل خورشید کے زر افشانی

شاہ زرین کلاہ چرخ سپہر
یکتہ گرد مہر عالمگیر

خسرو مہ کو اپنی دی منزل
قصر مغرب مین جب ہوا داخل

آیا ناظر محل سرا کا وان
اور بولا کہ ای شہ دوران

جلوہ فرما ہوئے سو خلوتگاہ
تا قرین ہو وین مشتری و ماہ

ہیت شمع و چراغ شمع اوٹھا
آگی آگی دیکھاتا شمع چلا

پہونچا عشرت سرا کی اندر جب
شاہ عشرت نصیب و عیش طلب

دیکھا وہان مجمع پریرویان
شکل خورشید آتشین خوبان

تہی وہ ہر شعلہ رو کی زیبائی
خیرہ ہوتی تہی جس سے بینائی

یون تہی ہر شعلہ رو دہیہو کا گرم
ہو وہی آتش کا جیسی لو کا گرم

تہی ہر اک ان لقا جو زہرہ جبیں
آسمان رشک تہی ہا کی زمین

آئی دیکھا جو شہ کو صورت ماہ
شکل انجم ہر ایک بت دلخواہ

آئی با صد ادا و عشوہ و ناز
اور زمین بوس کی بعجز و نیاز

لعل و گوہر ہر اک نے سو بار
کی بر فرق بادشاہ نثار

شاہ پیشین کی صنم تہی سات
حسن کے اونکے مین کہون کیا بات

ایک سی ایک چڑہتی مہ پارہ
چرخ خوبی کی سبع سیارہ

باری جس سے لقا کی ہوتی تہی
شب کو وہ شہ کی ساتہہ سوتی تہی

تا سحر اوس سے شاہ عشرت جو
رہتا سینہ بسینہ رو برو

باری اوس مہ جبین کی تہی اوس شب
دل فریبی مین تہی وہ شوخ عجب

آئی اس ناز سے حضور شاہ
دل سے کہینچی جو شاہ نے آہ

مہرسان دیکھہ وسکی رخ کی جھلک
گئی جیون انجم اوسکی آنکھہ جھپک

پہنے گلگون لباس سرتا پا
گل سی بہی رنگت و سلوا وسکا

دستہ اک گل کا دی کی شاہ کی ہاتہ
آئی خلوت سرا مین لیکر ساتہہ

بہیجا حمام کی طرف اول
تا نہاوی گلاب سے مل مل

غسل کر شاہ اور پہن پوشاک
آیا بزم طرب مین عشرتناک

بزم آراستہ تہی جون گلشن
تہی نثار اوسپہ لاکہہ چمن

مئی گلگون سی جام تہا لبریز
نغمہ مطربان طرب انگیز

بادہ پیتا تہا شاہ با دل شاد
اور بغل مین تہی وہ بت نوشاد

تھی مری پر عجب گزک نمکین
شادمانی مین کاٹی آدھی رات
آگئی خلوت سی شاہ بھی باہر
شام کو ونکا جب چھپا تارہ
باری جس مہ جبین کی اوس شب تھی
دیکھ مہ پارہ اوسکا رخسارہ
بھیجا حمام تا بمشک و گلاب
سب مہیا تھا بزم مین اسباب
وہ بھی شب گذری شادمانی سی
دن کو رہتا تھا ملک رانی مین
بھیج دیتی تھی سوی گرمابہ
گلرخ ہفتمین کی باری آئی
آیا ناظر حرم سرا کا شتاب
گوش دل سی اگر سنو وہ بیان
گر نہ آگہ کری وہ آقا کو
یعنی ای شہریار عیش پسند
گر اسی خواہش کٹی یو ہین اوقات
وہیان ہی اوسکا دل سی کر دیجئی دور
بسکہ اس راز سی تھا وہ آگاہ
شہ نی پوچھا کہ میری دولتخواہ
کھائی سوگند اوسنی جو تجدا
وہ ہوسناک سنتی ہی یہہ جواب
نہ سنی ناصح شفیق کی بات
دیکھتا تھا جو جام و طاق و رواق
شعلہ رو تھی صنم جو شکل و فشار
دستہ اک لالہ گل بنفشہ کا
سبز بیلی کی تھی وہ شوخ عزیز

بادہ تلخ و بوسہ شیرین
کامرانی مین کاٹی آدھی رات
بیٹھا جون مہر تخت شاہی پر
اور کتان و تنگی سرفی کی پارہ
مشتری آئی شاہ کی وہ جب تھی
ہوتی تھی بس کتان مہ پارہ
غسل کر آئی وہ دو زانو آب
گزک و میوہ و طعام و شراب
ہوگئی صبح کامرانی مین
رات کاٹی تھا شادمانی مین
ہوتی پھر تا سحر تھی ہمخوابہ
باری مت ہو لو بلکہ خوار آئی
اور بجالا کی بادب و آداب
دلکو تو کھول کر کرو عیان
یہہ ہی اک نوع کی خیانت ہی
پہونچی تجھکو نہ چرخ دون سی گزند
گذری عیش و نشاط مین ہر رات
نہ بولا اور نہ جاتا اوسکی حضور
کہ جاتا نہ تھا ہمارا شاہ
کر تو اس بھید سی مجھی آگاہ
مین نہین جانتا ہون کچھ اصلا
ہوگیا بیقرار جون سیماب
اور گیا اوسکی گھر مین وہ بیتاب
نقشی مین اپنی تھی جو طاق
پہنی سرتا بپا لباس نفیس
شاہ کلکوت قبا کی ہاتھ دیا
وہ جہوٹی اوسکی ... تھین گنین

قصہ کوتاہ تا بہ نصف شب
خسرو و مہر جبین بہ نور محل
ملک کا بندوبست کرنی لگا
شب آئی تی ہی شاہ والا جاہ
پہنی سرتا بپا لباس سفید
شاہ کو دی سحر کا گلدستہ
جھٹ نہا دہو کی شاہ تنخواہ
شاہ مشغول ہو بنائی نوش
الغرض یون ہی شاہ ہفت سپہر
ہوتی جس گلعذار کی باری
گذری چھ روز جب بصد عشرت
برج منحوس تھا وہ برج زحل
عرض کرنی لگا کہ شاہ زمن
جو نمک خوار بندہ درگاہ
عرض کرتا ہون اس لئی بخفیہ
چھ محل مین جو تو نی عیش کیا
صنم ہفتمین کی گہر مت جا
گر گیا وہان تو پھر خدا معلوم
شاہ مغفور اوسکی گھر اصلا
کیا سبب تھا جو شہ نجاتا تھا
ہوتا اس بھید سی بھی گر آگاہ
منع کرنی سی دونا شوق ہوا
اوس صنم خانی مین گیا جسدم
وہ محل اسکی یہ دیری تھی مجلا
بر قسمان آئینی چمک تھی وہ آئی
اسنی دیکھی تھی گو بہت محبوب
بن گیا اوس پہ بیکار دیوانہ

شاہ مشغول تھا بعیش و طرب
بیٹھا تخت زر پہ جدین پہ گل
زر سے ہی دامن ہر اک کا بھرا
آیا خلوت سرا مین صورت ماہ
نور سی جسکی تھا خجل خورشید
پھر خدمت ہوئی کمر بستہ
جلوہ گر بزم مین ہوا جون ماہ
سو رہا سیمبر کی ہم آغوش
صورت آفتاب بدر منیر
دی کی گلدستہ شہ کو یکبار
ہوچکی چھ محل کی جب نوبت
مہر اقبال کو جہان تھا زوال
واجب العرض ہی ایک سخن
ہو گئی از امر ناصواب آگاہ
ہو خیانت نہ اور رہون معذور
شش جہت مین کسیکی تئین دیکھا
تا نہ خانہ خرابی آئی شہا
کس بلا مین پہنسا ہین طالع شوم
مرتی دم تک تھی اکدم گیا
اور نہ اوسکی تئین بلاتا تھا
تجھکو آگاہ کرتا ہین یا شاہ
وہان نکی جانی کا دلکو ذوق ہوا
دیکھا وہانکا کچھ اور ہی عالم
پہسلا پڑتا تھا ہر مقام پہ دل
جل گیا دیکھ مرغ بینائی
اوس سے خوبی مین پر تھا کوئی خوب
ہوگیا شمع رو پہ پروانہ

لیکی گلدستہ ہاتہہ سی جہٹ پٹ
بولی ہت نا صبو اتنا ہو
جاکی حمام مین نہا دہو آ
نازنین بولی گر نہین تو صبو
دونو ہوکر برہنہ وہان یکبار
سوی گرمابہ شاہ کو لا کر
ادہری ادہری کہچین مساحت
پیچ کر دانت اوپہر ہری
فعل معروف چاہا گردانی
اسم آلہ کو رفع کر بوضوح
جانکر وہ اسی بزا خفش
ناقص العقل پہلی لی بوسا
نفی اسبات سے جو ہوئی اثبات
تہا لب شکرین بس چون قند
آیا جب ہوش مین بخوشحالی
تہا دہوان سا بہ گنبد حمام
ماری ہیبت کی ہوا بیہوش
ہوگئی دیوانہ و رسودائی
پڑ گئی تہی گرہ ہی کچہہ بگلو
بسکہ دیوانگی کی حالت تہی
رہ و تنہی جب ہوئی سحر کی نمود
دیکہا حمام کا کہلا ہوا در
تہی غلام اسکی جو ہمہ تن بلال
دیکہہ آقا کو دوڑی وہ اکبار
بسکہ تہا محو بیخود و بیہوش
دیکہا اسکی تنین کو جو عریان
ہوگی ناچار اوسکو لی ہمراہ

پہر سن بیان کیا بلس تی لپٹ
بہولا معمول یہانتکا کیا تجکو
پہر ہم آغوش مجہسی ہو شاہا
دل پہ نہین اختیار ہی مجبور
غسل ہی مین کرینگی بوس و کنار
جامہ خانہ مین ننگی ہوکر
نرم مخمل سا پیٹ وہ یکلخت
کرکی اُف بس لپٹ گیا اوس سے
جمع ہو شینہ کو سمجہانی
کری ظرف مکانی کی مفتوح
بولی اس نحو طفرہ کر ہوشور
کرنی خلوت صحیح پہر تو آ
امر اوسکا قبول کر ہیہات
بوسہ لیتی ہی ہوگئی لب بند
دیکہا اک دیوار مکان خالی
اس شکل کا غرضکہ تہا وہ مقام
نقش گرمابہ سان رہا خاموش
رو دیا بی اختیار شیدائی
روتا پہرتا تہا ابر سا ہر سو
گشت گنبد بہ گنبد اوسنی کی
گنبد آسمان ہوا لی دود
ہوگی خوشحال جب چلا وہ اودہر
آتی تہی روز وہان وہ خستہ حال
اور رونی لگی پکار پکار
نقش دیوار سا کہڑا تہا خموش
گہر سی پوشاک لائی پس وہ دوان
آئی اوس جا جہان تہی وہ رنجور

شوخ عشوہ فروش جادوگر
بن کئی غسل اور کئی حمام
تشنہ لب شاہ نی دیا یہ جواب
تیری خاطر سی شاہ عالیجاہ
سنکی یہہ بات شہ ہوا عریان
آئی عریان بدن نظر جو صنم
گورا گورا وہ پیٹ وہ گدرایا
جب دو رقی وہ آئی پیش نظر
لام الف مین کمی الف مدغم
ہی مجرد ثلاثی استقبال
متعدی نہونا لازم ہی
صرف اوقات یون نکر مہمل
بوسہ لعل لب لیا یکبار
ماری لذت کی ہوگیا بیہوش
بیچ حمام مین تہی وہ ماہ
قدم نا مبارک و مسعود
چہپا جسوقت پہر وہ خستہ جگر
جوش حیرت کی ماری تنہا یہان
تہا دوان ہر طرف ادہر سے اودہر
پائی مطلق کہین نہ راہ نجات
نظر آنی لگی در و دیوار
آیا در پر تو بس وہی در تہا
منتظر در پہ رہتی تہی یہ ہی
کہ برہنہ تہا یہہ تو مادر زاد
پوچہی ہر اک نی اوس سے گو حالات
نہ لئی کپڑی اور رونی لگا
لائی پوشاک پہر وہ گوناگون

سحر تقریر دلربا پیکر
لپٹا کیون مجہسی اے شہ خود کام
صبح پیاسیکو ہو نہ دیکہکی آب
مین بہی حمام چلتی ہون ہمراہ
ہاتہہ مین ہاتہہ دی شہ خوبان
ہوگیا شہ کا اور ہی عالم
آہ جب شاہ کو نظر آیا
ہوگیا جزو عقل زیر و زبر
نہ رہی کسر ایسا ہوے صنم
کردی ملحق برباعی بمعنی فی الحال
کر یہ تصریف فعل جازم ہی
لذت بوسہ پہلی کر تو حصول
حرف مطلب پہ تا نہو تکرار
گر پڑا بس زمین پہ کہول آغوش
گہر تہا تاریک اور وہ دیوانا
گرد پہرا رو دو در و دود
دیو گرمابہ ہی نہ آیا نظر
مونہہ ہی اوسکی نہ تہی نکلتی بات
گاہ نیچی نظر تہی گاہ اوپر
کٹ گئی پہرتی ہی مین ساری رات
مرد گمکردہ راہ نی یکبار
پہلی جو اس بلا مین پہنچا تہا
باری موجود وہان اوسکی ہمدم
تہا بدن قید جامہ سی آزاد
محو حیرت نی کی نہ مطلق بات
کچہہ نہ سمجہی وہ کیون یہہ روتا ہے
سرخ و سبز و منقش بوقلمون

ول اندوڑایا اور کسوت پر | کی قبائی بنفشہ گون دربر
دیکھہ جیو وا وسی وہ فرزانہ | لی چلی ساتھہ جانب خانہ

سبز مین کرتی تھی بصد جوار | پہونچی آکر وطن مین یکبار
ہجر مین اوسکی مادر اور پدر | دار فانی سی کرگئی تہی سفر

وصل کی آرزو مین ویلا | ہوگیا تہا وصال دونکا
گہر مین تنہا رہا یہہ سودائی | شکل تصویر چپکا شیدائی

دس برس بعد جب ہو گویا | راز بستہ وہانکا سب سے کہا
تا بقید حیات تہا ناکام | تہا بنفشی لباس اوسکا مدام

بیسکا رنگ بنفشی تہا ور | خوبی اوسکی ہی بن کہی ظاہر
مہ لقا ہو جو نازنین چالاک | پہنی جب وہ بنفشہ گون پوشاک

خوب اس رنگ مین ہی جو خوبی | دو وفی ہو کیون نہ اوسکی محبوبی
گر ہوا بنفشہ گون فلک | دیکھو برق تپان کی اوسمین چمک

رخ پہ گلرو کی با ہزار جمال | ہوتا ہی دلربا بنفشی خال
رخ گل ہو چمن مین کب ممتاز | ہو بنفشہ کی گر نہ زلف دراز

بسکہ یہہ رنگ ہی نہایت خوب | کیون نہ گلشن ہو اس سے خوش اسلوب
سوسن و کاسنی و نا فرمان | ہین اسی رنگ پر جلوہ کنان

باغ کو ہی بہاران سب سے | لالہ ہی داغدار ان سب سی
کہہ فسونگر یہہ بی بدل قصہ | سوی بہرام ساتھہ القصہ

گلزار ساتوان تشریف لیجانا بہرام کا روز پنجشنبہ صندلی محل مین اور عیش ونشاط کرنا لیل و نہار نازنین عربی کو لیکر بغل مین ۵

پنجشنبہ کی صبح نور افزا | پہر خورشید ہوئی جو صندل سا
شاہ بہرام نی بصد تعجیل | کر قبائی بنفشہ گون تبدیل

مشتری وار صندلی پوشاک | کی سراسر بیاد ایزد پاک
باہمہ جاہ و سطوت شاہی | صندلی قصر کو ہوا راہی

ساعت مشتری مین جو کانو پیش | آگیا تخت صندلی پہ جلوہ
عربی بت وہ شوخ علامہ | صندلی رنگ و صندلی جامہ

مشتری طلعت اور زہرہ جبین | شکل مہ تہی جو اوسکا نقش نگین
آئی جون مہر جلوہ آرا ہو | کر کی تسلیم شاہ دوران کو

بیٹھی اسناز سی وہ ماہ لقا | کہ ہوا شاہ مشتری اوسکا
دلکو شہ کی جو شادمانی آئی | کشتی بادہ نی روانی پائی

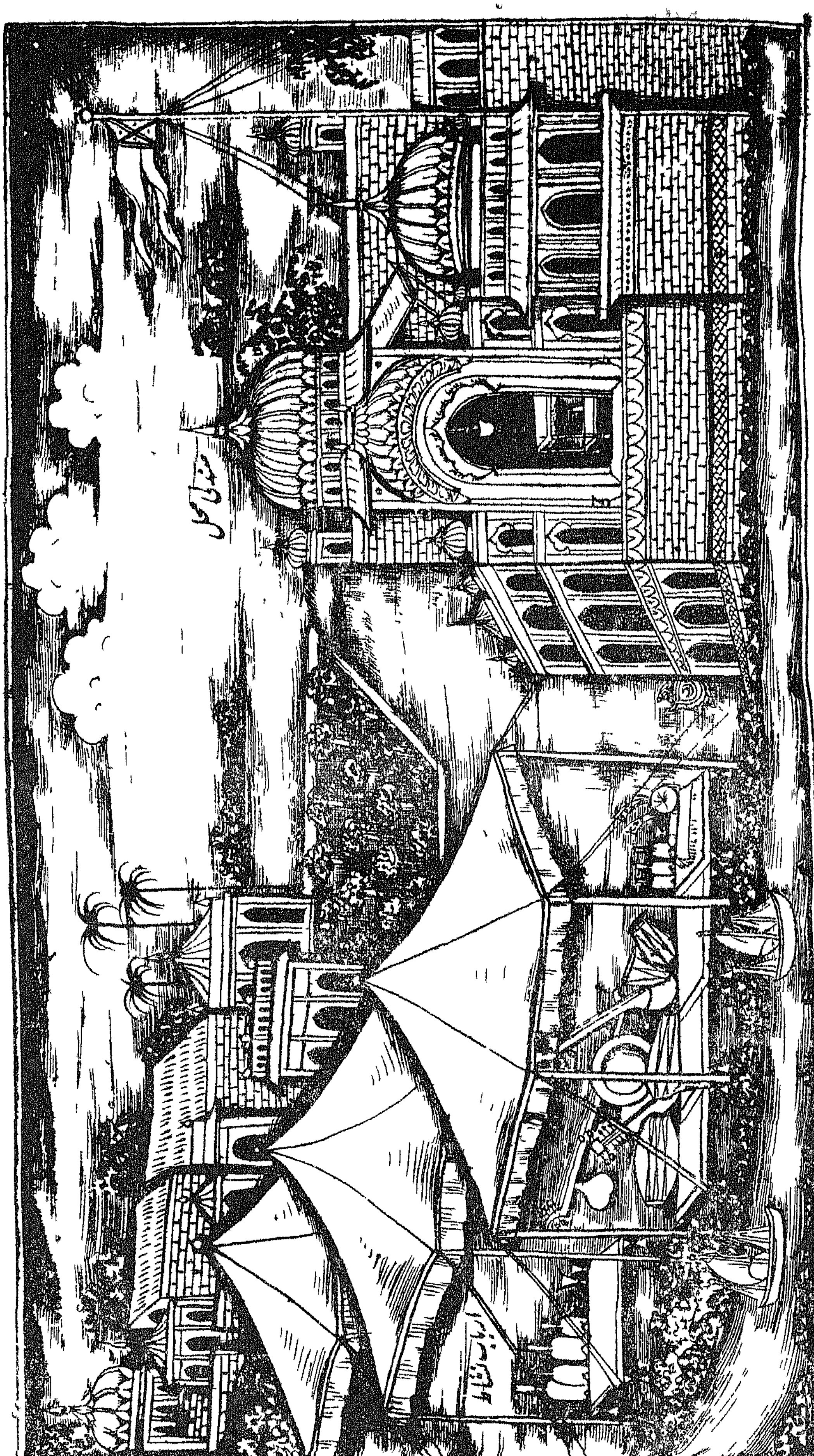
روبرو شہ کی شام تک مہ چہر | جام گردان رہی بصورت مہر
جب ہوا جام آفتاب نگون | ڈہل گیا دونکا بادۂ گلگون

دن کو پیش آیا شب سی روز سیاہ | رات روشن ہوئی بجلوۂ ماہ
چشم مستی لگا کی سرمۂ شب | چہوڑا دنیا کہ کہکشان سی عجب

سرمہ گین چشم جب ہوئی مہ کی | مثل ناہید روشنی پہیلی
شاہ بہرام کو ہوا منظور | دردِ سر کو کری خمار کی دور

پیکی اک جام آیا خلوت مین | تا کٹی رات خواب راحت مین





ساحری کہ تس جادوی گفتار
سحر تقریر شوخ جادوکار

ہوتی مامور یوں کہ ابلخواہ
پڑہ کی افسون خواب بندی شاہ

جواب بند ایسی داستان سنائے
جس سے آنکہوں میں نیند شہ کی آئی

شاہ بہرام کا یہہ سن ارشاد
باادب بولی ہوکی وہ منتقا

ہوویں تسخیر تیری جن و ملک
اور رہی رام نت یہہ فلک

ماہ داغی غلام ہو تیرا
شیر گردون بہی رام ہو تیرا

ہووی سرکش اگر عدوی شنک
کہا ہی وہ دست غیب سے چنگ

رہ عدو بند اور دوست نواز
ہو سر سروران یہہ سرفراز

لایق کو نہ خسروی ای وای
گوہر داستان کہانسی ہم لای

کر کروں داستان تراشی میں
تو کروں سامعہ خراشی میں

کیا میں کچھ بھی زبان کروں تقریر
پر تری امر سی نہیں جو گزیر

کہتی دل کو کہ خوف کہتا ہی
پر ہوں کہتی جو کچھہ کہ آتا ہی

قصہ کہنا اوس صنم جادو تقریر کا اور رنگین کرنا اس داستان دلپذیر کا

چون سنا ہی کہ در زمان کہن
پادشہ ایک تہا ملک میں

ذات سی اوسکی خلق کو تہا چین
تہا رشید اوسکا ایک نور العین

ہوشمند و شجاع و با تدبیر
نوجوان حسن میں بدر منیر

صاحب غیرت و حیا و وقار
رحم دل بردبار رنگین شعار

چرخ بدرام رام تہا اوسکا
نام نامی بہرام تہا اوسکا

سولہ یا سترہ برس کا سن
غرض اوٹہتی جوانیکی تہی دن

تہا ابہی طفل وہ جوان دولت
کر گئی تہی جو اوسکی ماں رحلت

دوسری تہی جو بانوی سلطان
تہا یہہ کہتا اوسی کو جانی جان

ایکدن اتفاق ایسا ہوا
بی محل وہ محل سرا میں گیا

دیکہی کیا بانوئی شہ ذیجاہ
ہیگی دست و بغل وزیر سی آہ

ہین چہپر کہٹ میں وہ نو ہم آغوش
سینہ بر سینہ اور دوش بر دوش

دیکہہ یہہ حال پچہلے پاؤں ہٹا
پیچ او ر تاب جیدن سی کہاتا

دیکہتی ہی اسی گئی وہ سہم
بیٹہا دونوں کی دلمیں وہ وہم

کہ یہہ لڑکا عبث کا بل رای
یہہ نہو شہ سی ہو سخن آرای

گر بہنک شہ کی کان میں پڑے
جیتا رہنی نہ دیگا ایک گہڑی

بندش بندی کچھہ ایسی کیجی
کہ اسی کو تمام کر دیجی

کرنی شہ سی نہ پائی غمازی
کہ کریں ایسی ہم فسونسازی

اپنی سر سی یہہ بلا ٹل جای
بلا آفت اوسیکے سر آئی

رکہی ایسا ہی اسکے سر بہتان
سر ہی لی من کٹا جو سلطان

مشورہ کا نٹہہ کر یہہ اور تدبیر
آیا باہر وزیر بی تزویر

اٹہی ہیں قہرمان بعز و جلال
آیا دولت سرا میں جو اقبال

یار و شہ بہوی جو مکر زبان
لائی وہ روبہ جسکا ہی بیان

آتی خسرو کو دیکہہ وہ مکار
آنسو بہر لائی آنکہوں میں یکبار

نوچ کر گال اور کہسوٹ کی بال
کردیا پیٹ پیٹ پہر الال

ہنکڑی کر کٹری اور گریبان پہاڑ
گر پڑی بس میں یہہ کہا کی پچہاڑ

واحیا بی چی کی کرتی اور لیکجا
چوڑیاں توڑ نہہ کو پہینک دیا

کہ دو تہہ تہر زمیں پہ ماری تہی
ہائی اور وای کہ پکارتی تہی

پیٹتی تہی کبہی تو سینہ و سر
کوستی تہی کبہی یہہ کہہ کہہ کر

مریو ناشاد و بیراو بچی
اوٹہیو دنیا سی شکل یا دیجی

نیچ کلا تہو سنی جی میرا لکجا
لگیو شیطان کا تجہی ہرکا

ای تیری خاک میں جوانی ملاو
مر مری تو میں پیر تیتی کہاو

اگی تجکو گہڑی کمانجا تیسر
ہوں شتابانہ اجل کا تو بہی یہہ تیر

تا زمیں کا یہہ نکہہ جال آرہوں
بسکہ تہا دل آویستہ مشتون

بیٹہہ کر آنسو اور رگلی بہنی
خاک در خون و لی سو پہر ا

پوچہا کچہہ کہ تو کیا حقیقت ہے
بولی کیا ایسی تجہہ آفت ہے

جو بنائی ہی تو نی یہہ حالت
اور بگاڑی ہی جاندی صورت

بولی وہ لینی لینی آنسو بہا
نسخہ ایسی ٹہن ٹہنا پکہڑا تہا

آسماں ہی نہ برسیں کیوں تہ پہر
جا ہی بیٹا ہو جان سی بہتر

ہائی اسی دسر پہ پہی پہٹکی
بیٹا لی ماں کی ران میں چہٹکی

شعلۂ شمع تہا کا مانیہ جو مارے
کیونکہ نہ برسیں فلک سے انگارے

سوتی تہی میں پلنگ پہ بیہوش
بیچا آن لپٹا کہول آغوش

ہاتھ بند از سر پڑا لا
بھاگ کر بیچ گیا جو نا مرد
ہی ستم جسکو پالا چاہئے پیر
کاٹون دانتون سی بوٹیان گریبان و
ابھی وس روسیہ کو کر دی عاق
آنکھیں اوسکی نکال کر مجھ دی
زہر ورنہ منگا کی کہاتی ہون
سنکی یہہ بات سب کی اڑ گئی ہوش
مار ڈالون اگر تو ہون بدنام
ماجرا سب کہا وزیر سے آ
بیتی آگی ہی یہہ بیتی تہی جیسی
جو جو باتو نسی بندہ ہی آگاہ
ذبح کی تیغ ہی تو کر ڈالو
ہوتا فرزند اگر میرا ایسا
الغرض کیا کہون کہ شہزادہ
بولا باتین کچھہ ایسی وہ گہونا
روسیہ و بیری اٹھ وہ آوی
سنکی یہہ حکم وہ سعادتمند
جان حکم پدر کو حکم خدا
صورت مہر یادل پر سوز
پانچو وقت انکو پہر تھا شکل نسیم
لیک یہہ طرفہ بات ہی کو ذرا
اتفاق ایکروز ایسا ہوا
رام کی تہا جو سینہ مین ناصور
یار ہ چہال پارسی آگاہ
نام جسکا الو سہ انجمن ہی
مرہم انکہیو نمین وہ لگا کر تہا

جا ہا اپنا گری وہ مونہہ کالا
ورنہ چکھتا مزا جوانا مرد
وہ نوازی میرا اٹلا و پیر
بس چلی تو سوئی کو کچا کہاؤن
زندگی ہی وگر تجہہ پر شاق
تا ملون اپنی تلوؤں تلے نیچی
ڈو ہی کو کو تین بین جاتی ہی ہوش
کانپا و تہا دل بھی لیتین کہا کر جو شر
اور نہ مارون تھا آئی کب آرام
اور یہ جہاں سے اڈون اسکی کیا
کیا کہون ہی نکتہ یہہ بہتر
گر سماعت مین یہہ پہنچین تکی آگاہ
سانپ کب آستین مین پالو
گاڑ دیتا زمین مین جیتا
فتنہ سازی پر اب ہی آمادہ
کہ ہوا شاہ کا غضب وہ نا
روسیہ مجکو مونہہ نہ دکہلاوے
کر کی جونچ جراسی لب کو بند
بان رخصت کا لیکے غم کہانا
کو وہ دہا مون نور تہا روز
ششش جہت مین تہی سیف اقلیم
جو ہر اک کا نہ دوسرے سے کہلا
شغل تہا انکو بادہ خواری کا
اندر اندر یہہ پہنچ گیا تہا وہ
چارہ گر تینون یون بلو وہ ناگاہ
خاصیت نام ہی یہی وسن ہے
کر عدو سی جو جا ہی جا کر تو

چونک کر مینی ایک ماری لات
مان تو ہون گو نہیں اوسی من جنی
دی نہ اولاد ایسی حق نہ ہا
ایڑی چوٹی پہ سی او سنی وارثن
کر کی مونہہ کالا اور گدہی پہ وار
کچھہ نہ کچھہ دی غرض او تہی سزا
دی تو او سن ناسزا کو جلد سزا
ور نہ ہاتہہ و نسی سینی کو کوٹا
سانپ کو شکل کہا نا پیچ و تاب
سنکی یہہ بات سرکو کر کی نگون
شاہزادی کی میری تین اطوار
آئی بحر غضب بہ طغیانی
ہی جگر گوشہ ایکا وہ تو بہ
دیکہتا ہون جو خوب کر کی نظر
خیر خواہی سے مین کیا آگاہ
بی تامل دیا یہہ جہٹ فرمان
لی گیا خود وزیر یہہ پیغام
سمجھا کس جا سی ہی اوٹھا عیان
جہٹ قلم وسی باپ کی کر دیان
حالت رہ نور دین یکبار
سالہا گو شریک شادی و غم
یعنی ہی کیا ہنر کسی معلوم
جب ہوا کچھہ سرور نہین حاصل
ہی کی بیتی ہی وہ لگا کہنی
ایک بولا کہ ای ستم دیدہ
اپنی انکہو نمین جو ذرا سا لگا
انجمن انکہو نمین تو وہ لگا کی ذرا

بہاگا تب خوف کہا کے وہ بد ذات
ہو وی پیوند خاک نا شدنی
مادر آزار اور پدر بیزار
ہو نہ پانی جہان وہان مارن و
شہر سی دی نکال بس یکبار
تو کلیجہ ہو ٹک مرا ٹھنڈا
کاٹتی ہون وگرنہ اپنا گلا
بولا ہی ہی غضب کیا تو ٹلا
آیا دیوان خاص مین بیٹھا آ
بولا وہ دشمن نہانی یون
بد نظر آتی ہین شہ ابرار
قہر کیا ڈہا ہی قہر سلطانی
کہتا کچھہ بہو نچتا نہین مجکو
بد نظر او سکے آتی ہین تیور
خیر ہی وہ جو ہو وہ مرضی شاہ
کہ کرو شہر سے برا سی آگ
اور شہزادی کو دیا اعلام
بہڑکی آتش کہانسی ہی یکبار
سر جہکا جیون قلم ہوا وہ اون
ہوگئی تین شخص اس سے جا
تہی یہہ جا ہوئے لگی کہلی ملی باہم
بی ہنر کو نسا ہی طالع شوم
تیکا جیون بادہ پہر تو رات دن
بیتی یہہ درد دل لگا کہنے
سرمہ رکہتا ہون وہ پسندیدہ
جسکو دیکہی وہ اور نظر وہ آئی
جس جگہہ جا ہی چلی جا بدرا

بخشی انکھونکو جو وہ سرمہ نور
گرچہ وہ دوسی تو رہتا دور

ایک یہہ بات اور سرمہ لگا
مرد بینا نظر سے اوس کی چھپا

الغرض ہو چشم منت کش
رام کو بخشا سرمہ بیغش

پڑہکی چپکی سی چاہون جسکی تپن
تا قیامت سولار کہون نہین

سیکہہ لے مجہہ سی یار وہ منتر
پہر عدو سی سلوک چاہ سو کر

منتر اوسنی پڑہا جو رام کے نام
نقش قالین سا سو گیا بس رام

اوسنی سیکہا رہ وہ کہا کی منتر
دو لو اوسکو سکہا دئی منتر

گر کری محنت سفر تو قبول
ایک برس بعد ہو تجہی وہ حصول

مصر مین ایک ہی مکان طلسم
بت ہین پتہر کی اوسمین قسم قسم

ہین جو نقش و نگار رنگا رنگ
زیر ہر نقش ہی نہان نیرنگ

اپنی دلخواہ تاک ایک پیکر
بیٹہیو اوسپر گرا کر اپنی نظر

ولین اپنی نہ پاس تجہہ لاوے
بخدا بت سے وہ نہ پہر جاوے

نقش لی موم مین جب اوسکا اوتار
موم ہی سنگدل وہ بت پہ یار

باہر آکر کہلیگا اوسکا بہید
یعنی ہی نقش موم مین کیا بہید

سنکی یہہ رام کو لگی چٹیک
نہ لگی تا سحر پلک سی پلک

بہاینی سی وداع ہو کر رام
یوسف آسا چلا بمصر رام

تہی ہر ایک شکل گو وہانپہ عجیب
دیکہہ ہر ایک نقش دلفریب

تہمکی ایسی ماندی پہر اوسپر
ہو گیا بت سا جو وہ کو پتہر

رام نی لیکی موم ویسا ہی
ایک پتلا بنا لیا جلدی

جسکا سر جہاڑ اور منہہ پہا
ہاتہہ مین شمشیر اور قد جون تاڑ

اگی ہیبت مین رام نی پوچہا
کون ہی تو کہڑا ہی کیون اسپر جا

موم جسکو کیا ہی پتہر سے
ہو نہین وہ ہی سن اسیان مکر

تو تجہی دیکہنی کا ہین شتین
تیسرا کوئی دیکہنے کا نہین

جو کسی کے نہ وہم مین آوے
دو کرو نہین اگر تو فرماوے

رام بولا ہی وزیر کیا بہتری
بولا کہ صبر دو تجہا انکہون سے

دیو کی بہر سر سے ہو گیا ظاہر
ہوئی حیرت سی گم جو تہے حاضر

دوسرا بولا اوٹہا مین جاتا ہون
خواب بندی کا ایسا ہی افسون

جبتلک دوسرا افسون پڑہون
مردہ سا بس پڑا رہی وہ نگون

رام بولا کہ دی بتا افسون
بولا دم لے ذرا بتاتا ہون

پڑہ کی افسون دوسرا ایکبار
کر دیا پل مین رام کو بیدار

تیسری نی کہا کہ یار عزیز
ہی جو مجہہ پاس وہ رہی وہ چیز

اوسکا دیتا پتا ہون تجہکو بتا
آپ وہان جا کی تو لیگا آ

ہر دو دو رام کے ہی یہان تمثال
دیو عفریت کی ہی مین اشکال

کوئی جو چاہی کہ ہو طلسم کشا
یعنی اوس نقشے سے مفاد ہی کیا

وہان یہہ بیٹہا رہی تو پہین تمثال
خندہ زن تا کہ ہو وہ تمثال

اوسکے ہنستی ہی وہ پہر صورت
لی بنا ویسی موم کی صورت

موم سا کر چکی اسی جب وہ
باہر آئی نکل وہ لی اوسکو

پای نقشہ اگر وہ تو بیکس
کامیابی کو ہو وہ تیر بجابر

صبحدم جب عزیز مہر نہا
شب کی دریای نیل سی نکلا

قطع کرتا ہوا صعوبت راہ
پہونچا اوسکی یمین یہہ ناگاہ

دلمین تہا دیو پاس کو بیٹہا
بیخطر اوسکے پاس وہ بیٹہا

بعد یکسال جب ہنسی تمثال
قہقہہ مارا اور دانت نکال

کر کی نقشہ درست خاطر خواہ
باہر آ دیکہا ایک دیو سیاہ

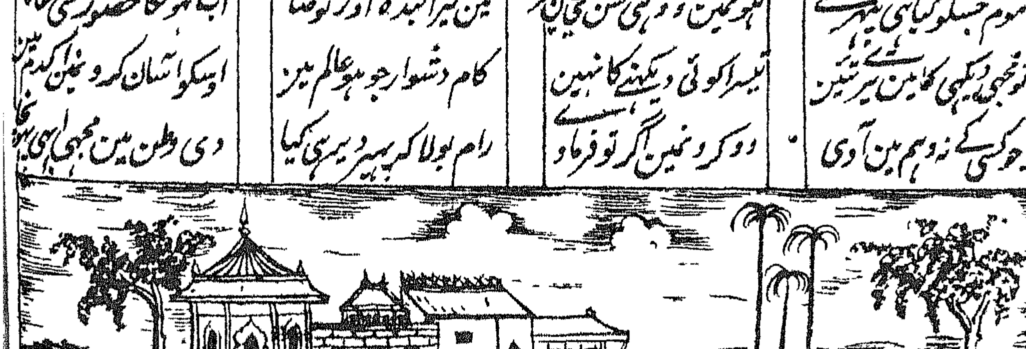
صورت ایسی ڈراونی ایوا
زہرہ جس دیکہتی ہی جو بہٹ جاتی

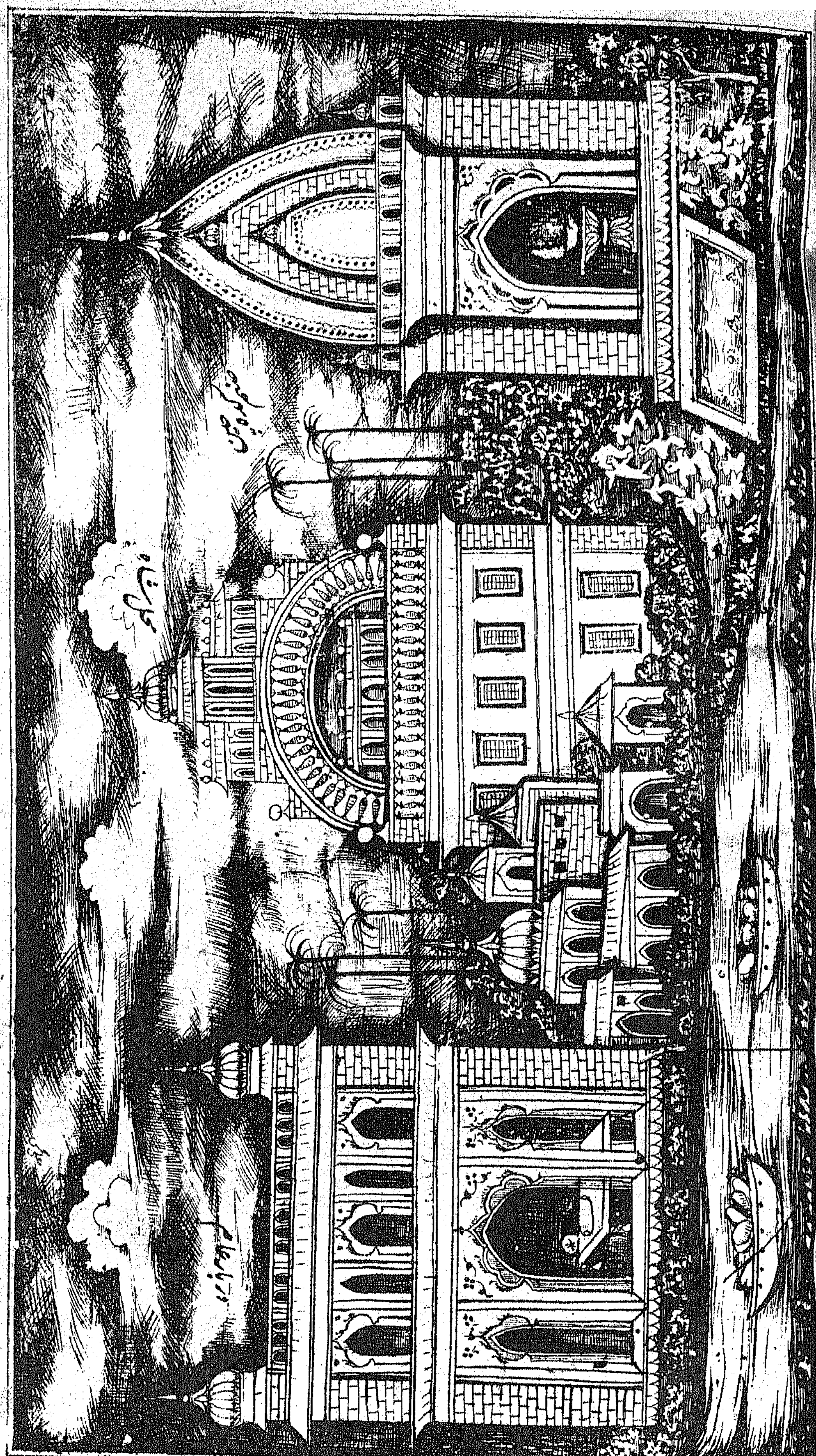
پہاڑ سا اوسنی اپنا منہہ کہولا
سرمہ بخت دل وہ یون بولا

مین تیرا بندہ اور تو صاحب
اب نہ ہونگا حضور سی غایب

کام دشوار جو ہو عالم مین
اوسکو آسان کرو نہین کر دم مین

رام بولا کہ پہیر دے سری کیا
دی وطن مین مجہی ابہی پہونچا





کہول آغوش کہہ کی کاندہی پر
بولا کہول آنکہہ کی جو اوسنی لطر
صبح ہا راجو پر سر تاہید
آکی دیوان عام مین یکبار
آیا حسد مع وزیر کردن کشر
دیو نی ایسی ہی جہڑکی ایک سو
سر پہ رانی کی ساتہہ ہی جیب
نہ ابہی تہی اوٹہائی جو دی جہٹر
کوئی ادو ہر دوڑا کوئی ایدہر آیا
دیکہہ یہہ حال ہنس لگی حیران
پیر نہ موقوف تہی ہم وہ سر جنگ
کوئی انگشت تحیر بدندان تہا
دہون حسد مع وزیر تہا کہا
کوئی ٹہٹہا کوئی ہنسی کہ کوئی پیٹ
چاند ہوتی ہی ایک کی گنجی
غیب سے لگتا ہی وہ سر شیشا
تاک کر چاند کچکچا ہیدڑول
دیکہہ یہہ سانگ خلق بازار
دوڑتے چلنے ساتہہ خلقت تہی
جون ہین داخل حرم مین ہوا
سر کو بالین پہ رکہہ ہوا جو دراز
کہانی پہ آہ جو نہی ڈالا ہاتہہ
اپنا نہ پایا ہوش تب ٹوٹ
دہول سہات ایسی تہا جڑتا
لب ہلانی پہ لگتا تہا لیٹر
گنتے کی گر لگین تو سو دو شما
پیٹتا جا کی گر پڑی بول

دیو بولا کہ بند آنکہین کر
دیکہا تو ہی کہڑا بشہر بدر
دیو گردون لی پنجہ خورشید
بولا یون دیو سے کہ رہ ہشیار
سر ٹیڑا ز باد کبر جون آتش
کہ خطا ہو گیا وزیر کا بول
لگ گئی اور ایک سر پہ ڈہب
دیو لی پہر سے بارہ ایک جہکر
بی ادب پرندہ نظر آیا
دوست غمگین اور عدو شادان
دیکہہ یہہ حال ہر کوئی تہا دنگ
کوئی گریان تہا کوئی خندان تہا
شرم سی تہا زمین پہ گڑ جاتا
ہنستے ہنستے گیا تہا کوئی لوٹ
سوچتی کسطرح سی بچکو شیشہ
کہ ہوا جاتی ہی جو سر گنجا
پٹ سی پہر جڑ دے یو لی اک دہول
گرد ہوتی پالکی کی آسا
سخت رسوائی اور فضیحت تہی
تب جڑا اور پیچہی سے ایک
پہیر آئی طرف سے آواز
کہایا وہین طمانچہ اوسکی تہہ
مار کہانی سی جب ملی فرصت
مونہہ سی لقمہ تہا جو نکل پڑتا
مونہہ پہرا لی کی ساتہہ تہا تہپڑ
پڑتے اکدم مین تین و چار
آگی اوپر سے بیٹہتی تہی دہول

رام سے کرین اپنی آنکہین بند
لے کرایہ مکان اک محفوظ
رام دی آنکہو تمین الوپ انجن
یعنی جسکو کرون اشارہ مین
کج رکہی فرق پہ کلاہ غرور
ہو گی حیران اور پہر اگردن
گر پڑی سر سی کلاہ ایوای
دوڑی مردم یہ دیکہہ کر العجب
ہی ستم ٹوپی پہر لگی شپ شپ
چہپتا پہرتا تہا گو ادہر اودہر
ایک ہنسی ایک کہہ عجب تہا حال
پڑتی تہی جون جن دیو الیسر
دیکہہ کر لوگ خجالت و ستور
کوئی کہتا کسے یہ غصہ کر
دیکہا جب یہہ وزیر نے تہا
گہر کی جانیکا قصد کر یکبار
اوسنی دیکہا نہ پہچانا اسکا
لونڈے تہی خندہ زن ادہر اودہر
گہر مین آکر کہا جو رین قدم
جا چہپا کوٹہری مین ہو مضطر
مارتا جب وہ دہول پنجہ پہاڑ
کہاتا جسوقت لڈو پیڑا تہا
کہاتا کیونکر مزعفر اور پلاو
بیٹہتی اٹہتی لات لگی تہی
لیتا کروٹ تو آگی لگتا دہر
ایکدو تین چار پانچ چہ سات
لگتی کی بہی نہ سانس فرصت تہی

اور پہر ہی دیو نی بس ایک گہڑی
رات بہر وہان تہا پہر چین محفوظ
اور لی ساتہہ دیو روغن
خوب ہی ہو لیا نا اوسکی بدن
صبح یکو خم ہوا جو شہ کی حضور
دیکہا یعنی ہی کون سی بلی رن
جہک کی جاتا زمین پہ تہا ملتی
یعنی کی کستی ایسی ہی اوی
دہول پر دہول در پہ
سر کہجاتا ہوا برہنہ سر
کوئی ہنستا تہا منہ پہ دیکہ
کہتی تہی لوگ الامان لاحول
ٹل کی جاتی رہی تہی پاس سے دور
ہنس نہ اتنا خدا کی قہر سے ڈر
کہ نہین چہنگنی سی پاو نجات
جون ہوا آکی پالکی مین سوار
دہولین کہاتا غرض کہ گہر تہا
ساتہہ شیطان کا تہا اس لشکر
بیٹہتی ایک سی ادر سر پر ہم
پیچکر طرف ہات پہی لگی سر پر
کرتا یہہ چیخ چیخ توبہ دہاڑ
کہاتا اوسکی عوض تہپیڑا تہا
پیٹ تو پہر رہا تہا جو تی پلاو
چلتی اور پہر لیا ڈگی تہی
پیچہہ سے پہیر ہی جڑتا تک
آٹہہ نو دس تلک تو تہی گنتا
وہان بہی کرتا تہا جادو ہ گم

اسی لگتین تھین جیکر دین باچ
پاتا بیت الخلا مین ہی تھا گزند
خوب جب سکا باد بند ہوا
ہوتی وقوف اب نہین ہجم
سکے یہ شاہ نی کہا یارب
سوجھی آخر کہ کبھی کچھ تدبیر
سوچ یہہ بات بس بلایا فرمان
جو کوئی یہہ بلا کرے گا دور
دیتی جون جون پلیتہ اور دیو
ہوتی تھی ٹوٹی تو ٹیکی دیرات
ہوتا شیطان مارتا کر دہول
ہوکی عاجز گئی سب افسونگر
روپ ستر برس کے بڈھیا کا
باندہ سر پر عصا بہ صندل کون
دونو پاؤن مین پہن کر جراب
داہنی ہاتھ مین پکڑ لاٹھی
ضعف سی کر کی قتل اپنی حوال
ہی جہاندیدہ تیری یاد رہیم
لاکھون جنگ کی ہین خستہ حال
لاکھون بہوت اور بلیات کی ہار
کچھ روپی بیسی کا نہین لالچ
اوس بولا یہہ بہر کے آہ وزیر
لیک بہری تین نکمر سوا
یہ ہی ڈہری کہ داغ بہی کہا ہو
اسکی تدبیر تہی سعی کی اظہار
مانگی جاتی نہین مین ٹھوڑا خار
ہولین پڑتی ہین سطرات

ابیلا کر نکل پڑی تہی کلیج
ہگنی تہتی غرض ہوئی تہی بد
ماجرا کو شاہ تک پہنچا
لب پہ پہنچا وزیر کا ہی دم
کیا ہی یہ بہید سری کیا از
ہو گیا ہٹنا کوئی خبیث شریر
ہو منادی یہہ شہر کی در
مال و زر پائے کی ہو ویگا سر
دہوین پڑتی تہین غضب دوتی
اہل تکسیر کرتی حضرات پہ
فائدہ کرتی تب تو کچھ لاحول
نہ چلا ایک کا بہی کوئی منتر
کیا ہی پیدا اوس سن جہان سے گیا
موی سر کو چہپا لیا یون
بن گیا کوزہ پشت پہر وہ شتاب
دوسری ہاتہ سی کمر پکڑی
ٹکٹکا ٹکٹکا گیا وزیر کی پاس
اب جو تجہ سے بتائی کر تدبیر
دہوپ مین مین نہین لگائی بال
اور پڑی جن بہت دیا نکال
رحم کہاتی ہون تجہپہ جانی سچ
کر جو جی چاہی بیری یاد رکہ
داغ جو پڑ کی داغ سر پہ سہی
اور نہ اس سے نجات پہر پاوی
کرنہ کر آگے اب ہی تو مختار
مونڈ ہوا لی اوستری سے
ناک مین دم تہا اور جینا شاق

آکو نہہ کر سطرح سے وہ گہتا
آگی گہونسا وہ جب لگاتا تہا
کہ نظر پڑتا وہ نہین گستاخ
دہول دہپی سی نوبت اب گذری
ڈرتی تیری غضب سے بار خدا
دہونی دہوین کی جب چلا کرتا
دیو جن بہوت جسکو آئی نہ تا
سنکے یہ حکم شاہ الحاصل
لاکھون تعویذ کو جلانی گئی
جب پلیتہ کوئی جلاتا تہا
اپنی سی کی ہر ایک نی تدبیر
دیکہکر رام سب کا عجز و نیاز
خوب باریک پیس کر صندل
صندلی چادر اوڑھ بہر سر
لاٹہی صندل کی ٹیکتا لرزان
نکر سی سر کتین ہلاتا ہوا
دی دعا اسطرح کہ اچہا ہو
عمر اسی کام مین ہوئی ہی صرف
نام سی میرے بہاگتا ہی بہوت
واری جاؤن یہ کیا پڑا ہی کام
یہ نجات اس بلا سی تب پائے
جانکر اپنا میری تین فرزند
جاہ تو ایک داغ دی یاد و
بولی بڈھیا کہ ہون بیچارہ
شرط ہی تجہے ہوں یہ کرگی
زندگانی سے تہا زیش تنگ
رام کے آگی گوشہ مین بس جا

بکا اور سے آگی تہا لگتا
کو رمی باد اوسکی شتین پیدا تہا
آتی ہی بر صدا پٹاخ پٹاخ
پڑتی ہی لات جوتی اور مکی
نہ پڑی سایہ اور ریہ اوسکا
بہاگے گا کہ جلا جلا وہ پلید
گہر وہ جائے وزیر کے کیا
دوڑی اس بات کی جو تہی عامل
اور منتر بہت پڑھا ہی گئی
دیو جل جل کے دہپ لگاتا تہا
گہر سی نکلا نہ دیو کلو ابیر
آپ عامل بنا وہ افسونساز
جہریان ڈالین چہری پر ملمع
صندلی برقع لی لیا منہ پہ
تیر قامت کو کر بشکل کمان
کانپتا اور تہر تہراتا ہوا
وہ کہ ندی تیری دشمنوکو خدا
بال اسی فن مین کردیئے ہین سفید
سیہ صورت سی جن کی ٹوٹتی ہے
دور کردونگی دیکہ تیرا سن تمام
جو ترڑین جو داغ تو کہاو
کر اس آفت کے مجہسی دور کرنید
غیر کو پر خبر اس کی ہو
کیا پڑی ہی کہ ہو نکی پردہ
پائی دہولو نسی گر نجات
سر کہجانی نہ دیتے تھی جنگ
کہول کر گانڈ پڑ گیا اوندہا

رام عیار گوگل اور سیند ور
دیتے تہے اسطرح سے گہر کے سکو
اسکو داغی غلام کر اسٹہول
یہہ یہہ سمجہا کہ داغ مین ہی غنا
ایکدو دن جو خیر سی گذری
کردیا مال و زر سی اوسکو غنی
کرکی مختار اور سونپ کی گہر
دیکہہ جنکو ملک ہوں دیوانے
رام وہ دیکہہ بس پری خانہ
سرمہ گون ہیچ تا جب جہان و تن
دلمین حیران ہر ایک اپنی نگار
کوئی کہتی اپنی دلمین کرتی فہم
کوئی زنانی کوئی دوگانا تہی
کانا پہوسی لگی باہم ہونے
گذری میری پر تو یہہ حالت
کبہی اوس نے یہہ اپنا ما تہا کوٹ
مین نہ تہی تو تہی ابہی کچے
ہی ہوا تو تو کہیلی کہائی تہی
تہا غرض سحر صون مین یہہ چرچا
کہ یہہ کیا آفت آئی اس گہر پر
آپ صورت نہیں سے دکہلاتا
بیٹہو یا تملا و کوئی ہی ہی
بولا یا رب یہہ کیا غضب ٹوٹا
گر پڑا جاکی پیش پادر سے
تب یہہ آتا ہی جو ابہین جی حیران
اسکی تدبیر ہی مین جانون نہ
جسکی گہر آگری وہ رخنہ گری

آنکی سفر پر اور دیکے نجور
کہہ کے چہوکا ڑین دیا لیس پیچ
کہہ دیا دیو نے نہ مار اب ہول
داغ یہہ اور روا نع ہوگا
کہ نہ دہول اور نہ طمانچی لگی
یہہ بنا بیٹہا اور یہان وہ پری
کارروا کیا اوسی سب پر
صدقی اوس گہر پہ سو پریخانے
ہوگیا ہر پری یہ دیوانہ
دیکہی انکہونمین یہہ لوب انجن
کہ یہہ ہی یا الہی کیا اسرار
کوئی کرتی خیال و خوابگاہ
ایک کی دوسری یگانا تہی
ایک کی آگی دوسری رونے
منہہ سی ایک تہی گئی آگ
جو رہا گیا کبہی بہی لوٹ
کردی منہہ اونی میری نہ پہچ
میری تو سینک بہی نہین تہی کبہی
کہتے غیرت سی تہا حجاب آتا
گہر کی مالک کو بہی تو کبہی جبر
لیک ہتہیار ہی نظر آتا
چہوڑتا نہین موافقت کی ہی
بند گہر کا یہہ اب کو ٹوٹا نہ
کہ کبہی ہی ہو اسکی کچہہ تدبیر
آدمی تہی کوئی دیو تہصا
یاد ہی اسکا بہی مجہی افسون
کردی دربرد ہوان شعلہ

کچہہ لگا پڑہنی جہوٹ موٹ افسون
کرکی دو پیسی لال انگارے
داغ کی ساتہہ ہوتین جو دلہپر
بس سی داغ سی نہین فراغ
راس آئی جو داغ کی تدبیر
لی گیا پہر زنانی مین مجرم
گہر تہا تہا وہ رشک خلد برین
کم سی کم وہانپہ پانچ سو پری
بندکر انکہہ بس بچہادی لوٹ
ونکو جس مہ جبین کو دیکہتا تا
جسپہ چالت یہہ تہی گذر جاتی
گذری جس وقت یہہ پانچ
ایک کی اکت ایک تہی محرم
کہ یہہ کیا تہری ہوا میری
کوئی لنگوٹا نظر نہ آتا تہا
مجہہ نگوڑی کو نہتی چہو لے
کیا مین جانون کہ ہو گیا مرد
نخری کرتی ہی ہیلو تو جہوٹ
پریان تب کی جب ہوی یکبارہ
کونسا نقصان ہی یہہ چالاک
سخت بیرحم ہی موا کمبخت
پہونچی جب بات یہہ و زیر کی کان
کیونکر ان دیکہا جو بیکرا جا
مادر رخنہ کرتی تب یہہ کہا
دیکہی وہ مرد سلیمانی
جو کی ہر رشب کو دی بہلا
جب وہ ہوا اوسکی انکہہ میں پہنچا

اور پڑا تہا وہ جب نہہ کر کون
سرکہہ دی جو ترو پہ یکبار
پہول بیٹہا وزیر جو سیند
داغ دیگا یہہ پہیر داغ پہ داغ
ہو کی ممنون لطف با دیر
اور کیا اپنا رازدان محرم
تہین پری چہرہ وہان وہ خوش ہیم
پی بیان باندیان تہین ماہ لقا
گر پڑا دیکہہ پیار سا ٹوٹ
ڈولیا تا نتب اسکو جا بیٹہا
کہتے وہ دو پریسی شرماتی
ہوتی باہم لگی سخن سازی
دکہہ سکہہ اپنا کہین تہین باہم
کہہ تو ہی لست خیر سی سر کی
نیہو لیا بل مین آتا جاتا تہا
یہہ غضب مجہہ پہ بہی تو ڑا پاپی
ہی میری پیٹ مین ابہی تک درد
ہی ہی میری کمر کتی پر ٹوٹ
پہر ملا بولین تب تو یکبارہ
بہنی نیچی ہی چہیدہی سے مبالک
آکی چڑہ بیٹہا ہی جہٹ اوپر
ماری سر پر دو ہتر ایک اوس آن
اسکی تدبیر کیا کرون ای وای
بہید سمجہی مین اسکا ہی بیٹا
ہیش کہتا ہی اکی بہبانی
مستعد ہیں نازنین ہر جا
سرمہ ہو جائیگا دہوان سا ہو

سہراو ڈرتی ہی آپکا وہ نظر
لیک بکڑین جو لوک اوسکی تیز
چاشنی ہم کی تہی وزیر کو یاد
تہی حجرہ کی درمیان تنہا
آتش ہجر جب گئی بھڑکا
حجرہ اسمان کر ہی گرد ود
ہی جسن جا تہی دختر دستور
جل گئی اوس شمعدان کو توڑ ڈالا
دود لگتی ہی آنسو آئی نکل
بلکہ چہرہ ہی ایسا تابندہ
باندہ کر مشکین اوربا ہرلا
چہپ ہی آگی یون پسپن جہپ
دیو لا لگتی ہی کہنچ لی گردن
ہمنشین اور مصاحبان وزیر
دیکہا قصہ جو رام نی ایسا
رام نی اپنی کہول دست یا
رام نی پہر تو استرہ لیکر
چار ابرو کی دی صفا کیا
جا چہپا اپنی حجرہ کی اندر
تہا دبر ورکا ہوا جو غصہ
ہائی دیکہا تو گرد پیش وزیر
دیکہ کہو مردہ چہیلا شعلہ سا
بہرکی آہ ایک وزیر نی یہہ کہا
کہول برانکو وہ بیحرمت
بولی ڈاین وہ مان کہ میری بیٹی
برنہ وہم اپنی دلمین کچہہ تو لا
تہی بلا جو سو اس سر اسی

باندہین مشکین پاسبان او سکی
کیجیو تو قصد دیکہنی کا نہیں
بولا مین دیکہنی کا نہین ناشاد
ٹہہ تہی افسوس ہو گئی بیٹی
کاجل انجم نی شب کا لیکی دیا
تو کرہ درد سہا ہوا سے انکو
آتشین چہرہ شکل شعلہ طور
مارنا وکر دیا نشانا تور
اور گیا سرمہ آنکہہ سے دہل
جس سے ہین مہر و ماہ شرمندہ
جا کی مژدہ وزیر کو یہہ دیا
ماری جہجلا کی ایسی نی آکر جب
اور کہا یون پکار دیسی سخن
دوڑی غصی سے ہاتہہ میں لیکر شمشیر
خواب بندی کا جہٹ افسون توڑ کر
باندہین مشکین او نہونکی وا اوپلا
رکہی ڈاڑہی نہ ایک کی مونہہ پہ
کردیا ایک دو کا مونہہ کالا
بڑہیا بن سو رہا وہ افسونگر
صورت امردان سیم عذار
بیٹہی ہین حلقہ باندہ اطراف پیر
رام زیر نقاب ہنستا تہا
کیا کہون مین نگفتنی یہہ بلا
ہوگیا اسکو باندہ کر جنت
دیکہی ہین لاکہون مین جن او پری نی
کی ہی تدبیر مین وہ ابیٹیا
اسکی ڈاڑہی گئی بلا سی

ہاتہہ آیا نہ گروہ بدکردار
کیونکہ ڈرتی تہی وہ کہ یوا گر جب
بولی یہہ سوچا کہ آج اپنی گہر
کہہ کی یہہ بات جا بپردہ راز
زہرہ لی بیٹہی پاس حجرہ ماہ
رام نی بہی لگا لوٹ انجن
جادو شاخ لیا لبس اوسکا اوٹہا
کرچکا جب حصول یہہ مقصود
محو ہوتی ہی سرمہ کی یکبار
پاسبان تہی کمین میں جو بیٹہی
سنکی یہہ بسکہ وہ ہوا خوشحال
بہیجا تہنو نسی جہر پرا باہر
تکرو ڈہیل جلد باہر جاو
چاہا سر کاٹ ماہی ڈالیں
خوابمین آگی یون سر اسکی گرا
باندہ لاتی تہی جو اوسی سی
ہنسی کے واسطے کسکے جہت
اسکی گردمین اوسکی ڈالی ہاتہہ
لیکی تیغ سحر کو پہر نی جب
رام بہی آیا مونہہ پہ برقع ڈال
منفعل سرنگون وہ تہی کرنا
ضبط کر الغرض ہنسی کی تیز
شب تو جب سی تیری وہ ملعون
یہہ ظرافت مگر بہت کی بد
لیک ایسا ہنسوا او ظریف
پہر نہ بہٹکی گا یہان وہ اکردیو
اسکی ڈاڑہی کا تو نہ کہا کچہہ غم

چارہ گر ہو گئی دیو کی پاچار
جہڑ دی لبس کہنی کی ساتہہ اسکی جب
مین ہی جاتی نہین پیر دلبر
بیٹہا ایک حجرہ مین وہ رخنہ ساز
تا جلا دیو ہی کہکشا کی کاہ
اور لی ساتہہ دیو سے دلانا
اور رکہی شمعدان مین شمع جلا
کردیا شعلہ جو لی گہر پر دود
دیکہا ہی ایک جوان سرو رخسار
دیکہہ اسی جہٹ وہ حجرہ مین بیٹہی
جا باغ فی سی سپہ نکی سر وہ نکال
اور دیا ایک انار کی اندر
کاٹ کر اوسکا سر یہان لے او
سر ہی آقا کی یہہ بلا تالیں
گانٹہہ گردن کا جو نہ ہو سرتا
بندہ گئی آپ کیا تماشا ہی
ڈاڑہی سو جہہ ایکطرف کی کردی جب
کہکی القصہ اسطرح کا سوانگ
مونڈ ڈالی بکہر گئے گیسوی شب
رات کا پوچہنے سے وزیر حال
ڈاڑہی کی داغ سی جگر بریان
پوچہا پکڑا گیا وہ یا کہ نہیں
نالہ آخر یا تہاہ جیون
کر گیا یو ڈاڑہی بوڑہونکو امرد
مین نی دیکہا نہ کوئی دیو حریف
کچہہ چلیگا نہ اوسکا مکر و ریو
بشنو از خا بہای رندان کم

تیری تو گئی بلا بلا لون تل
سنکی یہہ بات ہو گیا جو ر ستند
رہ پڑا آیا جو گہر کا اندازہ
پہول نعمت کا جو وہ خصلت
پہیر تنبیہ کا ہوا ہمراز م
آن پہونچا وہان یہہ ہم نشان
جہٹ دیا لا کی اپنی گہر مین اوبار
لائی جب اوسکو یہہ کاشانے
حسن مین تہی پری نیسے تہی پر
دیکہہ چہرہ کی حور اوسکی چمک
تیغ غمزہ تہی ایک توبہ شکن
جب وہ ہوئی خواب ناز سی بیدار
دیکہا بالین پر اک جوان حسین
چشم پر فتنہ غارت دل و جان
صاحب خانہ اوسکا دیکہہ پر اس
ڈر ہی آدم کو آدمی سے کیا
دور کر دی ہراس آنکہہ کہول
میری ہنجوابہ ہو چکی ہی تو
خوش ہوئی اور ڈر ہو اسب دور
رام تہا حسن مین نپٹ یکتا
دیکہتی ہی وہ چشم پر افسون
بیحجابانہ کہول کر آغوش
تیر تہیا رسکہ رام کا تہا
کام دل سے فراغ حاصل کر
تہا نسفتہ جو اجگو پر پاک
ہو گیا پارہ پردۂ عصمت
گہر مین ہو گی میری جو صبح تلاش

آپنکی آنکی یتیم پہر وہ نکل
پہونچی پہر دیو سی بہی کچہہ نگر
آرزو کہنہ پہر ہوئی تازہ
ہوا ہمکاسہ ولی نعمت
کیونکہ تقریر اوسکی تہی لازم
تہی جہان دختر وزیر بخواب
گہر نہتہا تہا پر انجی وہ حصار
دیو خانہ ہوا پریخانہ
جان اوس پے پری نثار کری
شرم سی موںہہ چہپائی اب تک
سنگ سرمہ سی پہر کہی یہان
آئی حیرت مین آئنہ رخسار
مہر رخسار اور زہرہ جبین
غمزۂ یغما کن متاع توان
بولا جانی نہ دلمین کرو سوار
ای مین تیرے پہ جان و دلسی فدا
بیٹہا وہ میری پاس مونہہ سیحولا
جان شوہر مجہی اب ای گلرو
کہول دین بند نرگس مخمور
آگیا صاف اس دل اوسکا
تہی تو لیلی پہ ہو گئی مجنون
کر دی ایک دو نوئی پر دوش
موتی بیدہا ہوا وہ پہر بیدار
دُر فشان یون ہوئی وہ عشوہ
بیدہا دو بار ہای رہی بیباک
گہر سی نکلی تو کیا رہی عفت
ہوگا افسوس میرا پردہ فاش

بیٹیا مانکی ہنر سے تہا آگاہ
گذری جب چند روز بی کہٹکے
یعنی رہ ہیو فا حرام نمک
دیکہہ پہ بیحیائی اوسکی رام
تہا وہ جس شب حریم شاہی مین
گرگی نستر سی اوسکو بیخود سا
رام رہتا تہا وہان بہت تنہا
اوس صنم سی پری کو گیا شبت
زیب و زینت سی تہا وہ حسن سری
نرگس نیم مست وہ قاتل
وہ نگہ شوخ جس سے لٹ جاؤ
نہ گہرا اپنا نظر پڑا نہ پلنگ
خانہ ویران کن ہزار نگار
خائف از بسکہ ہوئی وہ مہ پارہ
آدمی ہون نہین مین آدم خوار
جام حیرت سی بادہ نوش ہی کیون
سن سراحال اور سنا اپنا
تا زمین سُن یہہ نقش گفتار
خوف جاتا نہ کچہہ رہا دلکو
عاشق زار وہ ہوئی اسکے
ایک دو نو کی ہو گئی جب دل
غنچہ کہلنے لگا اور بلبل مست
قطرئ نیسان سے جب صدف گہری
یعنی ای نوجوان زیبا رو
پہر کیا تہ خانمان سی دور
ہو گی بدنام زیست کی ہو کیا
دلمین کیا کیا ہر ایک سے گا

آگہ یہہ علامہ جہان
کہ دیئی دیو نی نہ کچہہ
دو ڈرا چکہنی کو خوان شیر
جام غیرت سی ہو گی خون
بیخطر مشتغل مناہی مین
لی اوڑا نشت دیو پر بٹہلا
یا تہا وہ دیو اور غیر نہتا
حور کو تہی نہ مطلقا نسبت
ہو وہی دیو آئی اوسکو دیکہہ
جس سے ہر گوشہ مردمان بسمل
بجلی اوس دل جلی پہ ٹوٹ جا
اوڑ گیا دیکہہ رنگ یہہ نیرنگ
گل رخسار رشک باغ و بہار
کر لی جہٹ بند چشم نظارہ
اور نہ ہون دیوائی پر رخسار
شغل تصویر کہہ خموش ہی کیون
جان اب جان آشنا اپنا
دلبری دیکہہ اور دلدار
دلکی جانیکا خطرہ ہوا پہر تو
محو دیدار وہ ہوئی اوسکی
بسکہ تہا تیسرا نہ کوئی مخل
کر دی منقار غنچہ مین پیوست
موتی پیدا ہوئی پہر او سمندر
اہتو پیچ پیچ بتا کر کون ہی تو
باپ سی در او ر مان سی دور
مرگ ہی اس سی بہلی بخدا
ہوئینگی بدگمانیان کیا کیا

کاش جیتی بھی نہ میری جان
کیا اپنی نام سی آگاہ
کیا ستم کیا جفا جو رہی یہہ
ای سبب جیسے نہیں ہوش
ہوگا شب ایسا آج پہ روشن حال
اپنی سمجھا ہہ میں کہ وہ ن تجکو
رات بہر دو نوں فریق کو
کہولی رخ سی سحر نے جبکہ نقاب
بن کی پہر بیا جوان وہ سرو روان
اور کہا آہ مار کر ہیہات
زندگی اب محال ہی مادر
اپنی لیند اب کہاں پاؤں
جب نہو نور چشم پیش نظر
تکرا با دہیں بسی ہیں کا نون
دو نوں صورت ہیں یہہ وصال محال
بولی وہ ماں لا سادی بیکیا
کہا نہ بیٹی کا بیٹا تو کچہہ غم
دین خبر لی کہ فتنہ می رابیہ
رام نی پہیر تا بوقت بیگاہ
خوش ہوا گہر میں پہیر اوسی دستہ
عافیت کی نقدر کچہہ سمجہا
بیٹھی بیٹھی یہہ دلمیں سوچ آئی
فتنہ دلال ایک شخص ہے معمول
بار سو سو طرح کی جسکو دلیل
خود غرض بیمروت اور شریر
داغ کا حال بہی جتا یا سب
تک بالک بیچ کی جہت ٹھیک سحر

ہو تی رسوا نہ یا میں تو ہمیان
او بد نام یون ہوتی نہ
دل ربا تیکا کون طور رہی یہہ
سوز بان غنچہ سان ہمیں ہو
یعنی ہون نیر سپہر جلال
بانو یا نوان تو تجہی ہم
لب سی لب تا سحر نہ جھوٹے
نکلا یہ دیسی مہر عالمتاب
آیا گہر میں وزیر کے لرزان
کچہہ سنی ہاہی تو نہ کیت بات
کیا کہوں کیا ملال ہی دلیر
چہوڑ تو اس غم سی گر میں جاؤں
چشم بینا وہ کور ہی بہتر
اوس بن اوجڑا پڑی ہی نگر
ہاں مگر تیری لطف سی ہی وصال
جان مادر نہ غم تو کہا زنہار
تجہی مجکو فراق ہی الم
مادر آن دختر شہ گیا بیٹہ
لوٹی اوس رات بہی ہی مجوانی
اور رہا ما کا ہی بہت مشکور
پہیر شہ کی حرم سرا میں گیا
کبہی پہر اسکی تازہ رسوائی
ڈہونڈہ لایا جو لیتا جھگڑا
فتنہ پرداز و مفتری و محیل
جسکو شیطان کہی تہا استاد
تہا پڑ تا نا جو کچہہ پڑا تہا سب
تا ردہ دیتا ہوا وہ مرجہو نہ سبہہ

کر ہی بیباک شوخ ای عیار
ننگ و ناموس سب گئی میرا
وہ امام بولا کہ راحت دل و جان
گر ہو فضل خدا سی جوبن چہرہ
تجہسی کہتا ہوں میں خدا کی قسم
عہد و پیمان ہوا ہہ جب باہم
دیکہتا دستہ گروہ وزیر
گہر میں اوس مہ جبیں کو کرکے
بیٹہی لی دیکہتی ہی پیسمان
گر پڑا مجہہ پہ آسمان اب تو
گہر ہی گہر میں تہی آگی تو شب
زیست میری محال ہی جان من
میری بستی ہی جب گہر میں تو
لی اوڑا آدمی وہ دیو سیر
کر برا ای خدا تو کچہہ تدبیر
آج کی شب پٹہ سو گئی وہ ستر
بیٹا آگہ تہا ماں کی افسون سے
شب کی لی رخ پہ مہر نے جو نقاب
کر کی پہر چشم اوسکی خواب آلود
پہیر جنی رہا جو راحت سے
اوس گلی کی ٹہلکی کا دیکہکر یہہ ڈہنگ
چہوڑ تا ہی نہیں یہہ اپنا طور
راہ چلتی ہوئی جو گر تا تہا
بال کی کہال کہینچ وہ لاتا
دیکہی کچہہ اوسکو وہ اپنا کر
ایسی ہا تو نکی تہی لوتی تلاش
آگی دیوان میں سر دربار

نہ کہلا تیرا مجہہ پہ کچہہ اسرار
بگڑا ایسا شوخ کہہ تو کیا ہی
ہو نہیں تشہیر اوہ زرین زبان
اپی نقاب آج شاہ بدلیبد
سووں بستر پہ عیش کی چین سی
ہوگئی خوش وہ دل شکستہ بیم
کو سنا چاہتی اپنی موادگی پیر
صندلی رام نی لی اوڑہ زمین
رو دیا مونہہ پہ لیکی دامان
لی گیا یعنی چور گہر کو لوٹ
لی اوڑا گنج اسپو دزد دلیر
زندگی اب وبال ہی جان بن
گہر یہہ ویران لگی نہ کیوں مجکو
کہا گیا دیو پا کہ لیجا کر
دیکہوں دیدار اوسکا میں تکبیر
آملی تجہسی جو ستری او قیصر
ہوگیا شاد یہہ سخن سن کی
چشم سرمیں لگا پس آئی خواب
باپ کی گہر اوسی کیا موجود
اور مضمون ہر ایک آفت سے
ہوگیا رام پہر بغیب دلتنگ
داغ پہ داغ دیکہی اب اور
کوئی نہو تو ہوا کی لڑتا تہا
جسنی تہا سیکڑوں کا گہر گہا لا
لی اوسی اپنی درد کی چہپر
روز ہی اوسکی یہی او رہا شام
بگڑا دام وزیر کا یکبار

اور کہنی لگا کہ ای بدذات
بیوفا ہوگا تجہسا کون غلام
اب تو پہچانتی نہوگی مجہی
چہری پہ آنکہون پہ نہین جہاگی ایسی
گرنہ کرتا پڑہا لکہا تہا بل
اصبر کہ از خطا خطا نکند
چہوڑ ای بیوفا تر این خیال
یہہ سخن سنکے سب ہوی حیران
اوس سی تب شاہ دادگر نی کہا
کہ ہی مملوک اسی تو ٹہرا تا
شاہ سمجہا ہی حقیقت یون
پرورش کر بشکل فرزندان
جی کہجاتا ہی ایسا جو نہین جب
قابل اس بیوفا کو آہ کیا
بادغا پیشگان ہوا دمساز
چہوڑتا ہی نتہا جو پاتا تہا
کیا فضیحت تہی میری اسکی سبب
خوی بد در طبیعتی کہ نشست
ہی طلب گر گواہ کی شاہا
داغ کر ہو تو ہی غلام ہم
داغ کا جب سنا وزیر نی نام
درمیان آئی چند دانشمند
پہیر پہونچا حریم سلطان نجز
رام یہہ دیکہہ ہوگیا ناچار
نتو سمجہا ہی اور نہ سمجہی گا
وقت پایا جو سنی خاطر خواہ
بارہا جاکی یہہ مجلس خاص

خوب دوڑایا مجکو تین دن رات
خواجہ نشناس اور نمک بحرام
آقا پہر کسطرح کہو گی مجہی
بہولی صورت ہے اپنی آقا کی
رتبہ ہوتا یہہ کسطرح حاصل
بیوفا با کسی وفا نکند
حرمت جو مین کیا ہی ہوئی دل
سرنگون ہوکی رہ گئی مسان
باتین مت یہہ بنا بنا کی سنا
جاکی شاہد نہین ہی کرتو لاتا
نہال ہی شیر خوار یہہ ملعون
زر کیا اسپہ خرچ مین بخندان
مار پیٹہونت جو اسکی سر پہ دہپ
بولی صاحب مین کیا گناہ کیا
ٹہہری اوباش اسکی محرم راز
جو تیوت تک تو بس چہپاتا تہا
ایسا رسوا نہو کوئی یارب
نرود جز بوقت مرگ ز دست
داغ ہی اسکا ہی گواہ میرا
ورنہ مجرم مین ہو چکا تیرا
منفعل ہوکی جب ہا ناکام
دیکہی قیمت اوسی کیا جو نہ خند
اور کہانی لگا بس اک خوان نہین
کہ نہ سمجہا یہہ ہا ہی بدکردار
کیچہ پورا ہی اب علاج اسکا
آیا وہ وڑا ہوا بخدمت شاہ
تازہ کرتا تہا شیوہ اخلاص

ڈہونڈہتی ڈہونڈہتی بہت بجا
ٹوپی جہریا گیا وہ بہول اپنا
یا وزارت یہانتہہ بہول گئی
میری ہی جو تیونکی صدقی کہ بسی
اصل ہوتی اگر نہ بد تیری
خیر تجہسی کبہی نہو گی خجست
دی میری داد شاہ عدل گستر
عقل بس ہوگئی وزیر کی دنگ
دعوی ثابت ہی کر نا از مفلس
شاہ عادل لگا سنکی یہہ سخن
جو خرید اتہا مین اسیہہ سی
ہو گیا نان شب کا جو محتاج
رکہہ اتالیق نوکر اور ادیب
جب یہہ سن تمیز کو پہونچا
گہر کا اسباب بس چرانی لگا
اور نکچہہ نہ یہہ تہا ربازی تہی
بند او رہند سب مین گذرا
جانکر آخر الدوا ناچار
کہول کر دیکہہ لیجی اسکی بدن
داغ بن یہان نہین ہے کوئی گواہ
خوف رسوائی سی کیا اقرار
سہل مین یہہ ٹل گئی جو بلا
نت حرم مین حرام کرتا تہا
سب بلاؤنکو سی سمجہا سہل
تاک مین تو تہا لگا ہر دم
آمد و رفت پہلی سی اسکے
شعبدہ بازیان دکہاتا تہا

باری اگر ملا یہان پہ نشان
کی بجا یہان شیخت اب پیدا
حق نعمت ہمارا بہول گئی
ہو وزارت کی ربتی کو پہہ
جانتا قدر آج تو میری
سچ ہی لا خیر فی العبید جید
کیونکہ بندہ ہمرا ہی تیز ور پر
ہکا بکا سارہ گیا دلتنگ
ہون جو یہ گواہ لایعقو
بولا حاضر جواب وہ پرفن
لیک اس موذی کی کہون کیا بات
اور یہہ پہچانتا نہین ہے آج
ہم معلم ہر ایک فن کی ادیب
تہا نہ از بس اصیل بہر خا
بہ چیزین بیگانو نکی اوڑانی لگا
چوری تہی یا قمار بازی تہی
چال سی اپنی یہہ نہ در گذرا
داغی اسکی سرین مین تب یکبار
یعنی وہ داغ اوسیہ مین کہ نہین
کبہی اب چہوٹ دینہ اسکی لگا
کہ ہون اسکا غلام بی تکرار
تب بہی سمجہا نہ ہا کچہہ وہ کہ بلا
رات اور دن حرام کرتا تہا
ہاں یہہ کور باطن نااہل
جو گیا دنکو وہ درون حریم
واسطی سی وزیر کی نانتہہ
مصاحب ساہی محفل کی تئین ہنساتا تہا

بذلہ گوئی لطیفہ پردازی
کرتا سو سو طرح سخن سازی

جاکی اوس روز بہی وہ شعبدہ کر
محفل آرا ہوا بنوع دگر

اندرون حریم حرمت سی
سانگ طرفہ نکالون گر تو کہی

ہوئی فسون خوان مع زال شعبدہ باز
خواب آور فسون سی ویسا

سو گئی دونو دیو سی یہہ کہا
جا او ٹہالا پلنگ الگ ونکا

دیکہا شہ نی کہ سوتی ہین بیغم
اوسکی ہمخوابہ اور وزیر ہم

دم بخود رہ گئی جو تہی محرم
اور وہ محرم بہی سرنگون بیدم

لازم ایسی نہ تہی فسونسازی
برملا کرنی یون یہہ غمازی

سب ہین کیون یون کیا بہی سمجہا
رہ تو دیتا سزا ہون تجکو کیا

رام نی دیکہہ حال یہہ جہٹ پٹ
دی نقاب اپنی چہری پرسی اولٹ

صندل آلود بسکہ چہرا تہا
صاف پہچان بیٹی کو نسکا

دیکہا شہ نی ہی یہہ تو لعنت
راحت سینہ اور جگر کا چین

پاؤن پیر باپ کی گرا ہیں رام
روی دل کہول دونو وہ ناکام

اشک شادی بہا سلک تو ہبا
وہ ہوئی اوس سی جو داغ لگی تہا

دیکہتا اپنا دونو کو یکجا
اور تہمت لگانا وہ اونکا

وہ غلامی کا داغ پہر دیتا
انتقام اپنا ہر طرح لینا

بیٹی نی کہہ سنایا جب احوال
باپ سنکر ہوا بہت خوشحال

میری بچہڑی بہی آملیں یارب
ہووین حاصل جہان مین میری مطلب

تیری آوارگی تہی انکی سبب
سو نیتا ہون نہین مین تجکو اب

رام نی خرج کر جو اندر سے
بندی آزاد دونو کے کرد

عہدہ خدمت سی اوسکی تہا جو کیا
عقد مین اپنی اوس صنم کو لیا

رام جب ہو چکا سرپہ آرا
کرنی یاد خدا لگا دارا

تخت و کرسی مع صندلی الحاصل
چوب صندل سی کردہ یا اونکی

صندلی رنگ نگ علی ہی
درد سر کا وہ کہوتی تہا فالا

صندلی رنگ ہوتی کیون مشہور
جنکی دیکہی سی درد سر دور ہو

درد سر کا مٹا کی شہ کی جلال

شاہ بہی خاطر وزیر سی خوش
خاطر اوسکی کری نہا سلوک

پہیر بولا کہ شاہ شعبدہ جو
ہی تماشا پسند از بس تو

شعبدی اوسکی تہی جو دیکہ بیت
متوجہ ہوئی سب اوسکی طرف

پڑہنی کی ساتہہ ہی حرم مین آہ
سو گئی بس وزیر و بادشاہ

لا پلنگ اونکا دیوی اوسکی آن
رکہہ دیا روبرو شاہ زنان

ہوئی بیدار جب وہ آفسیب
دیکہہ شہ کو ہوی بگڑ قریب

پر غضب ال یہہ ہوا سلطان
یعنی ای بی حیا و ننگ زنان

آگہی ایسی تہی اگر تجکو
کی نہانی نہ کیون خبر مجکو

حکم جلاد کو کیا کہ ابہی
تن سی گردن اوتار پہینکی

شکل دیکہہ اوسکی شہ ہوا حیران
کیسی پردہ نیا ہی یہہ تو مرد جوان

رام نی لی کی آب شہ کی حضور
کر دیا جب حجاب صندل دور

بہر کی آہ اور تخت پرسی اوتر
لپٹا دل بند سی وہ خستہ جگر

سینہ سینی سی جب ملا اونکا
خون دونونکا جوش مین آیا

دہو گئی جب دلونکی سب کلفت
رام نی کہہ سنائی تب حالت

قصہ سرمہ کا اور دیو کی مار
داغ نہیں جو تہا اوسکی آخر کار

کرنی وہ دستبرد سب گہر گہر
پاسبانونکو باندہنا یکسر

پہیری یاربع نہونکی جیسی دن
جملہ عالم کی پہیر ویسی دن

کر غرض شہ نی شکر حق کا ادا
ہو رضامند رام سی یہہ کہا

دی سزا یعنی تو جو کچہہ چاہی
تا نہ کام ایسا کوئی کری کامی

زاد راہ اونکی حسب حال دیا
ملک سی اپنی پہیر نکال دیئے

شاہ نی دیکہہ بیٹی کو قابل
کر ولیعہد اوسی کیا خوشدل

رام کی کامیابی کا باعث
صندل از بسکہ تہا ہوا باعث

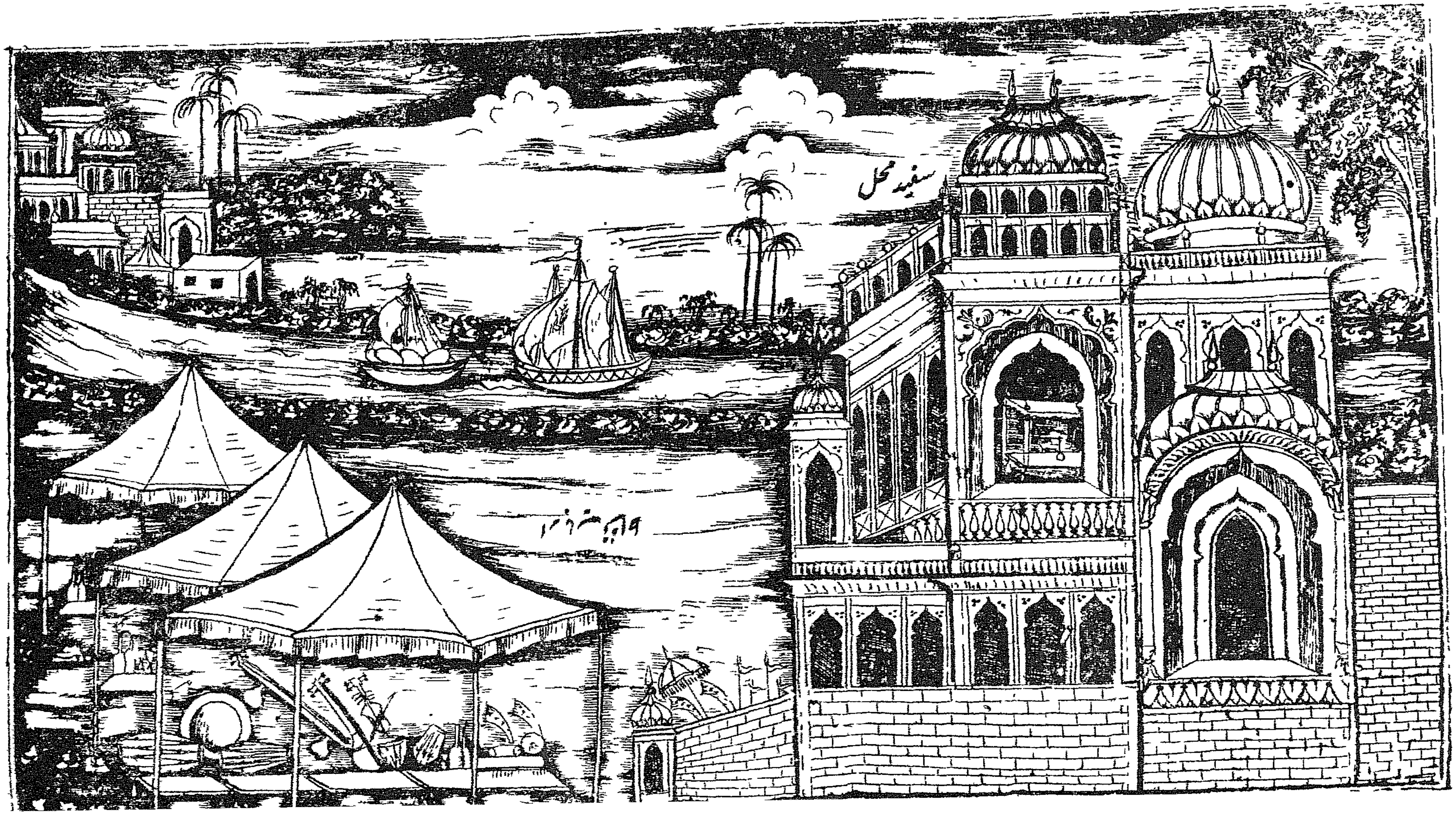
سب لباس اپنا اور چتر و علم
صندلی رنگ کر لیا آخر

باعث فرحت اسکی ہی ہو بار
ہم دل و ہم دماغ کو تہی ہمہ

صندلی رنگ شوخ افسونگر
کہلکی یہہ داستان سرتاسر

سو گئی بہرام کی لگا صندل

گلزار آٹھواں تعریف فرما بہرام کا روز جمعہ برج کا فوری مین ہونا اور رساتھ زہرہ جبین خوارزمی کی ہمبستری کر کی سونا


سفید محل

اوس مکان مین تہی شوخ خوارزمی / اوسنی کی شہ کی ساتھ ہمسری
صبح سی لیکی شام تک پہر تو / عیش و عشرت مین وہ رہتی دونو

ہوکی کافور روز جب پران / مشک اذفر سا ہو گیا دوران
شاہ بہرام عیش کا ماتا / اوسکی خلوت مین بس رہا جاتا

تہا جو خوگر ہوا افسانی سنتے / بولا اوس سے کہ تو فسانہ کہے
کرکے آداب بندگی کی ادا / نازنین نی کہا بناز و ادا

یعنی ای خسرو زمین و زمن / جبہہ سا در پہ تیری شاہ ختن
تخت گردون سریر ہو تیرا / تاج مہر منیر ہو تیرا

کجکلاہون پہ کجکلاہے کر / بادشاہون پہ بادشاہی کر
ہو جو سرکش ترا عدو ناپاک / خاکپا ہو وہی تیری وسکی خاک

تحفۂ داستان مرا کیا چیز / لائی جسکو حضور مین یہ کنیز
پر ہی لطف شہی جو پردہ پوش / عرض کرتی ہون شاہ عذر نیوش

افسانہ سرای اوس سہرہ جبین کے اور نغمہ آرای شوخ و نازنین کے

ہی سنا مین نی یعنی کہ شاہ زمن / فیلسوف ایک تہا بملک ختن

گردش انجم اوسکو تہی معلوم / از بر اوسکو تہی سب فنون علوم
سیمیا اور علم نیرنجات / یہہ تو تہی اوسکی آگہی گویا بات

دیکھ تہ ونکی گردش و رسات / تہا دکہاتا عجب عجب صنعت
گاہ کرتا جماد کو گویا / گہ گل کاغذی کی تئین بویا

گاہ سو کہی شیشہ مین لاتا ہیل / چلتی اشجار گروہ کہتا چل
کاغذ کی گہ بناتا ایسی پرند / کہ وہ اوڑتی پرندسی وہ چند

تہین غرض اوسکی صنعتین بیحد / یاد اوسکو تہین حکمتین بیحد
الغرض ایکدن وہ کان ہنر / مہر پہ ضو آسمان ہنر

گردش آسمان پہ کرکی نگاہ / پیکر آرا ہوا کہ واہ جی واہ
رووی مس سی بنا کی اک تمثال / کہ وہ ہنستی تہی بات سنکی محال

کہ چکا لعبت ایسے جب طیار / آزمائش کر اوسکی سو سو بار
لی گیا خسرو ختن کی حضور / اوسکا دکہلا ہنر کیا مسرور

شہ نی بہی اوسکی آزمائش کی / جہت وہ سنکر سخن محال ہنسی
خوش ہوا اور دیا اوسی انعام / لائق انعام ہی کی تہا وہ کام

بادشہ جس جگہہ پہ سوتا تہا / لا کی وسکی تئین وہان پہ رکہا
جاتا جب اوس مکان مین سلطان / تہی کہڑی لعبت طلسم جہان

کہتا بات اوسکی کچھ حضور محال / خندہ زن ہوتی سنکی وہ تمثال
تہی یہہ اوس بادشاہ کی خصلت / صحبت زن سی یعنی تہی نفرت

جانتا تہا انہونکی تئین مکار / بیوفا بیحیا و بدکردار
کہتا تہا مکر ہے خمیر انکا / کان نیرنگ سے ہے ضمیر انکا

نفرت انسی اگرچہ تہی پیکو / نیک مردی سی تہا نہ خالی وہ
نفس امارہ ہوتا تہا سرکش / رہتی شہوت کی شعلہ زن آتش

پی انہون کی نہ گو تہی دلکو خوشی / نیک کرتا بجبر نفس کشی
ایکدن میل طبع سی ناچار / ہوکی بو لا وزیر سی یکبار

اسکی تدبیر کیا کرون جن بین / ہین دو نو طرح سی آہ نہین
ہی یہی ڈر کہ گہر جو لاؤن میں / کہو دی ایسا نہو مرا ناموس

کیسی مکارہ اور ہو بد راہ / بیوفا ہو کہ باوفا اسے آہ
زن بد در سرای مرد نکو / ہم ہمین عالم است دوزخ او

نہ بہار از قرین بد زنہار / وقنا ربنا عذاب النار
شان مین انکی در کلام قدیم / آیا ہی ان کیدکن عظیم

انسی اسواسطی ہین خائف ہون / نفس کش گر کری ہی تیون یون
غرض کی یون وزیر نی کہ شہا / ہون مین حیران کہ شہ نی کیا یہ کہا

کیا ہی عورتین ہین بدکارہ / جلتی ہو یہ وہ شرم کا پارہ
ہی بیان نیک ایسی ہین اکثر / پڑہتی ہین جنکی نماز و امین پہ

اونکی عصمت سی ہی جہان قائم / یہہ زمین اور آسمان قائم
اس سی بہی کبہی آپ قطع نظر / زن کو مختار کیون کری شوہر

کہ جو چاہی کرے وہ دیدہ دلیر / ہو خصم لومڑی بنی وہ شیر
زن پہ حاکم رکہی نہ اپنی تئین / گر ہو محکوم تو وہ مرد نہین

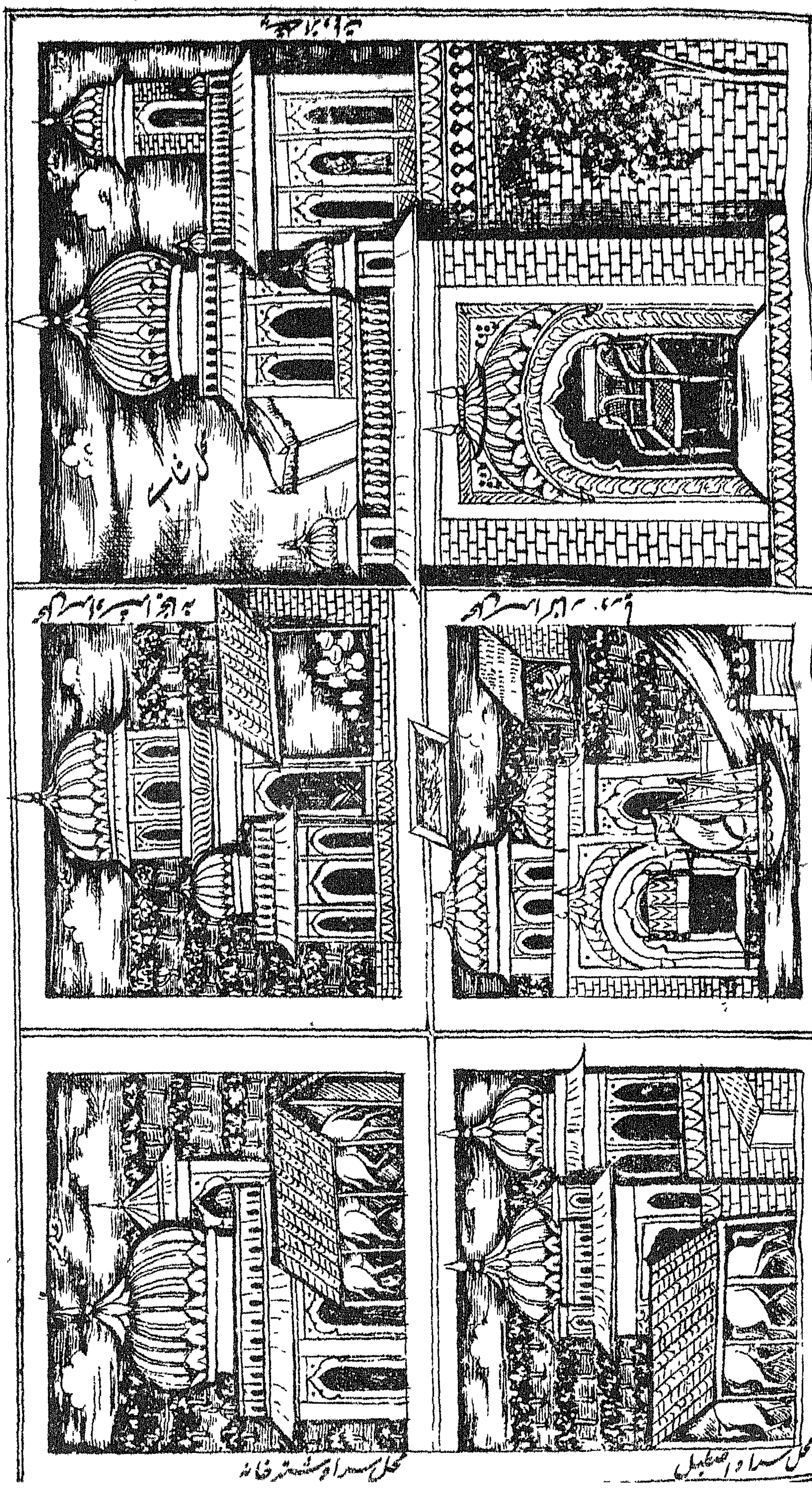
آپ جسوقت مرد ہو ہشیار / ہو نہ بدکارہ کبھی زن زنہار
ہی عجب غم و کرہی نہ رکہوالی / دیتا جو رو کی تئین پہر کی گالی

گر یہی ہی خوف سبکی ہو دلکو
تو یہی سلطان دہر تسبیہ جوان
کیونکہ بی اصل ہی تراپہ گمان
خاصہ شاہو نکا بی خلف ہونا
ملک کا چاہتی چراغ ضرور
مگر سی انکی کرسے دُر تجکو
جسکی تہین بای صاحب عصمت
بلکہ اون بہیا و نکا شاہا
لی یہ پہلی سراغ اور نشان
پاتی ہی جب نشان یہ یکباری
کردی جہٹ روانہ چار طرف
یعنی وہ چار رکن دلداری
دیکہ یہ خدمت خجستہ اساس
پہر درون حرم سرا الا کر
پورب اور پچہم اوتر اور دکہن
باغ کی نیچی تہا روان دریا
تہا لب رود باغ سی لیکر
شکل آب روان ادہر سی شاہ
اصطبل خاص اوسکی پشت پہ تہا
تہا جو سوی شمال قصر رفیع
تہا جو دکہن کی رخ پہ کاشانہ
بادہ خواری تہی جو رونق بزم جا
آتی جب بات لیکی مہ کا جام
تہی بہر انکا دن مین آفت دوران
ہندو وہی لعف دیکہکر اور تل
ادہر ادہر بھی کچہ بچی باتی جیب
دیکہ یہ ہنس شاہ کو رہا قرار

قطع شد رشتہ تناسل ہو
رکہ نہ اسے کشیدہ تو وا ان
ہین قبا جات اسکی بی پایان
ملک و دولت کا ہی تلف ہونا
دی شبستان کو مہ خونسی نور
تو نہ پابند ایک زن کا ہو
اوس سی پیل ہو نہار کر عشرت
صفحہ زیست سی ہی نام مٹا
یعنی ہین یہ جو خسرو ذیشان
کی وکیلو نکی شہ نی طیاری
تاکہ لاوین دُر مراد بکف
بیاہ لائی یہ چارون یکباری
خوش ہوا اونسی شاہ قدر شناس
کردیا چارون مہ کو جلوہ گر
تہی مکانات آہین اور چمن
تند و مواج اور بہت گہرا
گہاٹ پختہ بنا تہا اک بہتر
غسل کو جای تہا گہ و بیگاہ
سیڑہی کہی تہی اک وہ سر ہی بنا
تہا شتر خانہ اوسکی پیچھی بسیم
تہا ادہر بادشہ کا میخانہ
زہد و تقوی کا ذکر وان کیا تہا
آیا خلوت مین شاہ جم خدام
غمزہ غارتگر متاع توان
زہد زنار بند و سبحہ گسل
قد وہ بوتا سا اور خرام غضب
نہ بالکہ آپ مین زنہار

جانتی کر یہ فعل ہے منکر
عیش و عشرت کی داد دی نسات
نسل ہوتی ہی منقطع اس سی
کہو نہ دانستہ ملک و مال اپنا
تا نہو شاہ عمر و ملک تلف
متعدد نکاح کر دو چار
بدچلن ہون جو اور آوارہ
ناصح مہربان و دانا کے
کسکی گہر مین ہی ایسی مہ پارہ
کاروان چار شخص باتمیز
تہوڑی ہی دنین لی در مقصود
حسن کے جنکی دیکہتی ہی جہلک
کی نوازش اونہونے حد سی سوا
رشک جنت وہ شہ کی تہی کوشک
رنگ فردوس اکطرف تہا باغ
تہا لب دو پر مکان وہ عجب
زینتی پر زینہ یون لطافت بہر
دوسری سمت تہا جو قصر بلند
گاہ بیگاہ شاہ عالی جاہ
تر دبان تہی بنا جی اسکی وان
ساقی اوس جا تہی رشک مہرو ماہ
تہا مرتبہ اودہر ہی زینہ وہ
آئین چار وہ عروس ماہ لقا
سرو نوخیز باغ رعنائی
چشم جادو جو ہو وہ چشمک زن
بانکپن تمکنت غرور و حیا
ہو گیا ہر یک کا دیوانہ

مجتنب رہتی اس سی شہ ہیر
کہو جوانی نہ ہاتہ سی ہیہات
بی خلف حق عدو کو ہی رکہو
چاہ ہی ہی نہ تو نہ وال اپنا
ہم ہو عشرت حصول خلف ہو
امتحان اونکا پہر کر یکبار
دی نکال اونکو گہر سی یکبارہ
شہ کو یہ مصلحت پسند آئی
جب سی ہو خیرہ چشم نظارہ
با متاع و زر و غلام و کنیز
خدمت شہ مین وہ ہوی موجود
جای خورشید کی ہی آنکہ جہپک
مال و زر منصب اور خطاب دیا
رات دن جس پہ تہا نثار فلک
لالہ سان جس سی ہی اج خلد کے داغ
کہتی کرسی کو جسکی عرش نسب
پہر پہ جس سطح سی آتی ہی لہر
جسکی کرسی تہی عرش سی دہ چند
جاتی تہا اصطبل مین جس اوس راہ
آمد و رفت تا کری سلطان
ٹہری تہی مہر کی نہ جن پہ نگاہ
تا کری شاہ اوس طرف سی گذر
رو بروی شاہ کی بناز و ادا
گل رعنائی نخل زیبائی
پارسا دیکہکر ہون توبہ شکن
تسبیہ بیٹیا ختہ ہر ایک ادا
صبر و ہوش و خرد سی بیگانہ



لطف سب پر کمال فرمایا
دل ہر اک پر نثار جاتا تھا
بارے اوس رات اوسکی بس ٹہرے
ساتھ ہاسی تھی شاہ کو جو طلب
نارستان پہ گہ تھا پڑتا ہاتھ
شہ کی گلدستہ ہاتھ مین اک تھا
لگتی پھر سکے گرسیکو چوٹ
دانت کی نیچی اپنے داب پان
اوسکی ہنسی پہ شہ کو آیا عجب
دیکھی استادہ صورت روتین
بولی ہی ہی یہ شکل نا محرم
سوچتا تھا کہ کیا ہنسی کا سبب
بعث صبح جب ہوی خندان
جاکی اوس سیج مین ہی وہ ماہ
جلوہ گر پھر جو ہوئی عروس شب
چھوٹی ہی بکھری اپنی زلف سنبل تاب
بوسہ بازی جو شہ نی سکے اونپر
آیا از بسکہ شاہ کی تئین پیار
تلملا کر تڑپ سے گئے گلرو
بولی ہی ہی یہ کیا بلا تھی شہا
یہہ سخن سنکی ہنس چلی تمثال
ہنسنی کو تو ہنسی مین ڈالدیا
ہی یہ اک بات جو تجہہ مین سرتا سر
ایکی آئینہ اوسنی کی جو نگاہ
کیونکہ گہوڑی ہی ہی پی جا ہاتہ
کشتگان شہ کو ہنسی ہی اوسکی ہوا
سو رہا کام دل کو حاصل کر

تخت پر اپنی پاس بٹھلایا
پیار سا سب پہ پیار آتا تھا
اوٹھہ سکا اور ونی آہ بہری
کی میسر خدا نی جو اوس شب
گہ تھا سب بانو پہ گرتا ہاتہ
عین غلطی مین ہنس کے ہاتہ اوٹھا
وہ بہی جاتا نہ اسطرح سی لوٹ
چپکا جون غنچہ رہ گیا سلطان
یعنی ہنسنے کا آہ کیا ہی سبب
غیرت لعبتان کشور چین
کیون نظر مجکو آتی ہای ستم
گذری ساری اسی خیال مین شب
ہو گئی جب ہٹے عروس شب نہان
اصطبل کی طرف تھی جسکی راہ
پھر ہوا آ کے شہ عروس طلب
چشم پر فتنہ دو نو خانہ خراب
دیکی انکہہ سے اوڑ گئی خواب
کہینچا آغوش مین اوسی یکبار
جست کر ہو گئے وہ جہٹ یکسو
پشت انکا رہوئی جو سرتاپا
آیا اوسکی ہنسی سے شہ کو ملال
اور یون ہنس کی اوس صنم نے کہا
کر تو جہری پہ آنکہی مین نظر
جہانکتا پہلو سی اوسکی جھمکر شاہ
کون ہی مرد وا یہہ بیگانہ
کہ سبب کیا ہنسی کا یار خدا
ہو گئی اتنی مین نمود سحر

دیر تک مختلط رہا سب سی
لیک اک نازنین زیبا رو
شمع رو وہ کہتین جوانی کہ
کہینچا آغوش آرزو مین تنگ
الغرض اس روش بعد آئین
مارا ہلکی سی تاک کر رخسار
لوٹتا اک طرف ہوی بیہوش
تھی جو اوس جا طلسم کی تمثال
آ گئی جب حس مین وہ غیرت ماہ
دیکہہ شکل اوسکی موبہ لی آنچل
سنکی یہہ بات پہر ہنسی تمثال
رات بہر عیش کر صنم کی ساتہ
مہ جبین شبینہ ہو سے ماموس
خانہ داری کی جو اسطی سامان
دوسری نازنین سراپا ناز
لعل لب دونو تہی مسی آلود
شاہ پہنی قبای قاقم تہا
زیر دامن جو آئی اوسکی پشت
گر بدن مین کسیکی چبتی خار
یون ہی کانٹی کو ہی گٹ و تاوا
سوچ پیدا اگرچہ شہ کو ہوا
ہی جو نازک بدن تو ای گلرو
رنگ رو ہو گیا ہی کیا تغیر
دیکہہ وہ شہ کی آنکہی مین جہلک
کہکہی یہہ مونہہ چہپا لیا یکبار
دل ہی مین شہ کی وہ لگی بات ہی
ہو گئی سلطان صبح قائم بوئی شہ

کچہہ سنا اور کچہہ کہا سب سے
تھی جو سب سی حسین مہ شعلہ خو
رہ گیا شاہ اور وہ مہ پیکر
لب پہ لب جہٹ ملای کہ وہ رنگ
تہا وہ مخمل مرادسی گل چین
نازنین پہ تڑپ سے گئے یکبار
آ گئی غش مین پہول کر آغوش
ہنس پڑی دیکہکہ یہ اسکا حال
اور چپ راست کی جو اوٹہی نگاہ
کر لیا اپنی چہری کو اوجہل
سوچ کچہہ شہ گیا ہنسی کو ٹال
صبح کی ناز اور نغم کی ساتہ
صورت مہر با فراوان نور
چاہتی جو ہوا مہیا وان
آئی شہ کی حضور ہو طناز
دیکہو دیکھا انہو جو لعل کبود
نرم مخمل سے جسکی بال سوا
نازنین کی چبہی وہ موی درشت
ہو تا بی صبر یون نہ وہ زنہار
دم ہی ہی پیر انکل کیا تہا آہ
بہید ہنسی کا پر نہ اوسکی کہلا
موی قاقم کو خار سمجہی تو
تیری صورت تو بن گئی تصویر
بول اوٹہی اکڑ واکی ساتہ جہجک
ہنسی تمثال وہ قہقہہ مار
بات ہنسنی کی کچہہ نہ اوس سے ہوئی
سکا شب کے رہ دا ٹہیک اندرون

نازنین کو یہ بہشت کا حکم ہوا
جلوہ آرا ہوا اوس محل مین جا

خواہش شاہ یون ہوتی اوس روز
یعنی ہو دن ہی کو نشاط اندوز

مسکن خاص خسروی تہا جہان
باغچہ مختصر عجب تہا وہان

مچھلیان سنگ نک کی بی ڈر
تیرتی اوسمین تہین ادہر سی اودہر

اوس مین دس پانچ باندیان تہین سوار
مہ لقا مہ جبین و مہ رخسار

نی غلط بلکہ سو جہا ہی کچہ اور
کیجو انصاف ہی یہ جای غور

شاہ اور نازنین وہ مہر و ماہ
سنبل و گل پہ گاہ کرتی نگاہ

جا پڑی اتنی مین صنم کی نظر
باز کشتی سے حوض کی اندر

مونہہ پہ دامن کو لی صنم نی کہا
کیسی یہ مچھلیان ہین شوخ شہا

چشم مادہ سی جب مجھی ہو حذر
ہی ستم مجھکو دیکھے انکا نر

گو نہ سمجہا ہنسی کو اوسکی غلط
پر گیا ٹال اوس ہنسی مین فقط

اتنی مین نا کہان بحکم خدا
جہوکا ایسا ہوا کا تند چلا

غوطہ کوئی کہا کی پہر اوچہلتی تہی
ڈوبتی کوئی کوئی نکلتی تہی

خوف سی تہر تہرا کی جو مہوش
گر پڑی بس مین ہو بیہوش

سوچ مین جا کی شہ نی ہو مضطر
لا کی چہڑکا گلاب اوس گل پر

ساری ہوش اوس سی شادمانی کی
داد دی خوب کامرانی کے

اوس محل مین ہوئی وہ جلوہ پذیر
برلب رود جسکی تہی تعمیر

چار مین مہ جبین کو لی آوین
ماہ رو تین زمین کو لے آوین

مسند شہ کو دیکھتی ہی صنم
شکل محراب ہوی سلام کو خم

تخت پر نا گیا نہ شہ نی طلب
نہ گئی آپ سی بپاس ادب

خدمت شاہ سی یا اوسی کام
پیا ادب ہی سی تہی جام پہ جام

کوی نکلا نہ مونہہ سی ایسا سخن
جس سی بیکروہ ہوتی خندہ زن

جب صبوحی کی وقت ساغر خور
بادۂ نور سی ہوا سب پر

چار و گلزاریون سی وہ چاند سو گہر
ہو گئی چار باغ سی خوشتر

بیکلی جاکی دل کو چین آیا
تب یہ معمول اوسنی ٹہرایا

عیش کرتا رہی زخود رفتہ
ماہ دو ہفتہ سے پہر ہفتہ

تہی یہ چال اوسکی لیک صد افسوس
تہا مہ چار مین سی کم مانوس

ہی شتر خانیکی طرف جو مکان
جسکا احوال ہو چکا ہی بیان

تیسری نازنین کو بلوایا
پاس اپنی بلطف بٹہلایا

حوض سنگین تہی اوسمین اک پر آب
لمبی چوڑی وسیع اور غرقاب

کشتی اک اوس مین تہی ہلال شکل
آسمان پر ہلال ہو جس شکل

تہی یون بسکہ ہر طرف بہتی
کشتی پہرتی تہی شکل کف بہتی

جنبش باد سی ادہر اور ادہر
تہی روان اک ہلال و چند قمر

گاہ تہی سیر نہر مین مصروف
کشتی بادہ سی گہی مالوف

دیکھی تو مچھلیان نکالی سر
جہانکتی ہوئی ہین مین سو پہر

گہورتی ہین جو مجھکو آنکھہ نکال
پیکی پانی سی انکو آگ مین ڈال

یہہ سخن سن ہنسی طلسم حکیم
دل ہوا شاہ کا ہنسی سی دو نیم

مختلط ہو کی نازنین کی ساتہ
سوی گلشن چلا پکڑ کر ہاتہ

کشتی جو ہو گئی نگون یکبار
ڈوبی پانی مین تہی جو اوسمین سوار

نازنین کی تہین جو آیا نظر
غرق ہونا وہ اونکا آب اندر

دیکھہ یہ حال پہر ہنسی تمثال
یعنی ہی بر خلاف اسکی حال

نازنین کی تہین جب آیا ہوش
لایا خلوت مین شاہ عشرت کوش

شام کی وقت ماہ زہرہ جبین
حکم شہ سے کے با ہمہ تمکین

جلوہ گر جب فلک پہ ماہ ہوا
صادر اس طور حکم شاہ ہوا

آئی وہ نازنین سراپا ناز
تا زہر سر قدم تہا با انداز

تخت کی پاس آ ادب کی ساتہ
ہوی استادہ دونو باندہ کی ہاتہ

تخت پر بہی گئی جو وہ مہوش
نہوی اورونکی طرح سرکش

کر رہی تہی بطرز دلدارے
ہم حریفی و ہم پرستاری

شوخ مہ پارہ تا سحر وہ رہی
دم بدم طالب رضای شہی

جس محل کی تلی تہا میخانہ
ہوئی خرامان وہان وہ جانانہ

شاہ کی جو ہوئی مراد حصول
تہا سدا اسی طلب مین جسکی ملول

یعنی جب تک ہی چند روز حیات
ہر مہینی مین گذری چین دن رات

ایک اک ہفتہ تک ہر اک کی گہر
عیش و عشرت مین کاٹی شام و سحر

رہتا تینون سی تین ہفتہ شاد
کرتا چوتھی کو بہولکر بہی نہ یاد

گاہ بیگاہ اوسکی گھر جاتا
ناز و انداز و عشوہ و شوخی
دلبری جانی ہی نہ دلداری
چاپلوسی سی نہین او نہین سر و کار
تب تو ہی عجز اور نیاز سی کام
او نہین تینون سی شہ کو الفت تہی
او نہین نازنین کی گہر اوس شب
دیکہا تو پہلو مین نہین وہ ماہ
دیکہا چارون طرف جو سر کو اوٹہا
دیکہا جس در کو نیم وا اوسے پایا
سیڑہی سی نیچی آئی او چہپ کر
کہینچا جس تن نی کل سی تہا ازار
کہتی ہی گڑگڑا کے وہ پہچہر
ستی کی نیا اوسکو جون ٹی
پڑی نی یہ مار اوسی نظر جب آئی
یا یہ سختی ہی یا ہی وہ نرمی
یا تہا تمثال سی چہپا یا مونہہ
سوچ اوسدم یہ دلمین پہ آیا
سوچ کر دل مین پہر اتیاب
خسرو مہر جب بجنگ سحر
شاہ بہی اوس محل سی پہر آیا
دن چہپا اور رات جب آئی
گذری جب دو پہر شب دیجور
کہول دروازہ شتر خانہ
دیکہا سی او سنی ایسی کی اک حیست
بستر خار او ر پلاس پڑا ال
پشت قاقم سی تہی ہوئی جو نگار

بیٹہتا اوٹہتا پہر چلا آتا
غمزہ و آن ادا اہی بہرے
یاد ہی شیوہ پرستاری
تمکنت بلکہ ہی اونہو نکا شعار
دلبرانہ نہین ہی ناز سے کام
اوس عفیفہ سی صاف نفرت تہی
کل سی جسکو لگی تہی چوٹ غضب
جا لگی سہل سو رہا پہر شاہ
نہ ملا نام کو نشان اوس کا
بہ در شہر دبان پہ جب آیا
دیکہا جوں اصطبل مین کر کی نظر
کوٹڑی او سپر رہا ہی وہ پہنکار
کر نہ غصہ سری بکر تک پہر
دوڑتی تیری پاس ہون آئی
یا وہ تمثال کی ہنسی تب آئی
یا وہ عفت تہی یا یہ بیشرمی
مونہہ سی زنگی کی یا ملایا مونہہ
گر غضب آئینہ مین اپی لایا
لیٹا بستر پہ آ کے پر بیخواب
تازیانہ شعاع کا لیکر
دوسری نازنین کی گہر آیا
شاہ عیار وہ بد اناتی
نازنین شاہ کو سمجہ مخمور
بادۂ آرزو سے مستانہ
کوٹہا جسطرح ہی اشتر مست
اشتر کینہ کش سا چڑہ فی الحال
اوسکی نیچی پڑی تہی شستہ خار

دلمین کہتا کہ تینون یہ محبوب
چہہ تہی کوہی حسین و خوش اندام
ہین وہ ناز و نعیم مین جو پلین
ظاہرا یہ مہ اپنی گہر مین ہی
پر غلط بات یہ سمجہ ہیہات
خواہش حق سی کیا ہوا اک روز
بیخبر تہا بخواب جو یکبار
دوسری شب بہی دیکہا تو بستر
ڈہونڈہا اوٹہہ کر ادہر اودہر سیر
دیکہا قفل اور در پڑا ہی کہلا
دیکہا خربندہ زنگی اک سرمست
اور یہ کہتا ہی سچ بتا خندی
جاگی کمبخت جب تلک سلطان
نازنین کا یہ سنکی شاہ جواب
دلمین کہتا تہا طیش اپنی کہا
کل کی نگہی سی پا گئی تہی ہوٹ
شہ نی چاہا یہ تیغۂ خونخوار
تینون ہون کی وہ سنکی پہ ہشیار
بعد عرصی کی آنکر وہ صنم
پہر سپہر جہان سوار ہوا
ساری دن گرچہ بادہ خوار رہی تہی
مست و سرشار آپ کو کر کے
اوٹہہ کی پہلو سی شاہ کی لی ڈر
پہونچی معشوق سا ربا نکی پاس
کر نشتر غمزہ او راس ہی لپٹ
داب کر نیچی دو دبتی کہسی
پیچہی پیچہی گیا تہا اوسکی جو شاہ

طاق ہین دلبری کی فن مین خوب
پر نہین طرز دلبری سی کام
ہین بری بہی ادا تین اونکی ہیلیں
لاڈلی مادر و پدر کی نہ تہی
تہا کنارہ کش اوس سی دن رات
مست تہا می سی شاہ عیش اندوز
ہو گیا آدہی رات کو بیدار
خالی ہے او رنہین وہ رشک قمر
کچہہ نہ اوس گلبدن کی پائی بو
لیکی تلوار پر غضب ہو چلا
تازیانہ لئی ہوئی در دست
دیر آئی ہین اسقدر کیون سے
تو ہوں کسطور جلد میر یجان
بس لگا دل مین کہانی ہیچ و تاب
یعنی سبحان ربی الاعلی
لگی گوری کی پانہین اب چوٹ
لیوی سر کاٹ دونو کا یکبار
سر کہیلیگا نہ اونکا پہر نہ نہار
سوی پہلوی شاہ مین بی غم
ہر طرف نور آشکار ہوا
دا آہین پہر شب کی انتظاری تہی
لیٹا جب او پر آ کے بستر کی
چل ہی نکلی بشکل باد سحر
تہا وہ بچہا بچہا فرش پلاس
دی اتر نکا گرا دیا جہٹ پٹ
رو دی مین تن بانگی الامان جس سے
دیکہہ پہچو ابہ کا یہ حال ای آہ

سوی تن غصے سی بشکل سنان
تن پہ استادہ تھی ہوئی اوس آن

ماری غیرت کی گو کہ پشت دست
کاٹتا تھا بشکل انگشت مست

پر جو منظور شاہ کی تھین تہا
حال دریافت کرنا اور دیکہا

غصہ کہاتا ہوا پہرا بیتاب
دل جگر آتش غضب سی کباب

وان سی جب نازنین خلاص ہوئی
شہ کی ہمنشین خاص ہوئی

صبحدم شکل خوب بانوی مہر
جب شناور ہوئی بہ بحر سپہر

چھوڑ اوس ماہرو کو تنہا
آشنا ماہ سو مین کا ہوا

آتشین چہرہ شوخ لائی شراب
کرکے ساغر مین جمع آتش و آب

جام دینے لگی وہ آتش خو
عالم آب کر دیا ہر سو

مجلس آرا تھی شوخ شام تلک
با بط بادہ و کباب و گزک

جب بط آفتاب نے تکبیر
غوطہ مارا بہ قلزم خاور

لی سبو ماہ کی عروس شب
تیرہی دریای کہکشان مین سب

شاہ گل کیطرح سی ہو مدہوش
لیٹا ہوکر عروس سی ہمدوش

چشم پر خواب لیک دل بیدار
سفینہ تھی چشم مست پر ہشیار

نصف شب کی قریب جب گذریا
پہلوی شاہ سی وہ ماہ اوٹھی

آگی دریا پہ اور لباس اوتار
لی سبوی گلی چلے بس پار

چھاتی نیچی گہڑا اور آپ اوپر
یون شناور ہوئی صنم بیدر

تیر بیتاب جب گئے وہ دور
نہر پادلو شاہ کی بہی صبور

پیچھے ہی اوسکی باندہ لنگ چلا
وا عجب اوسکی حال پر کہتا

پار دریا کی اک کلبہ تنگ
تہا قلندر کا وان سی اک سرنگ

دیکھ اوس سیمتن کی تین وہ گدا
ناتہ پہلائی گہر سی جھٹ نکلا

گہر مین بیٹھی بہائی جوگی رنج
پایا ویرانی مین گدا نی گنج

لوٹ سی بس مچادی یکباری
مارنی کندلی گنج پہ ماری

سانپ کی شکل کرکہ شاہ جہان
پیچ و تاب کہا رہا تھا وہان

لیک ناچار گہر کو پہر آیا
پار سی وار گہر کو پہر آیا

دیکی تاراج گنج لعبت سیم
لیتی خسرو کی پاس آئی بہم

عابد ماہ پڑھ نوافل شب
ختم واللیل کر چکا جب سب

زاہد صبح خیز فرض گذار
یعنی خورشید مطلع الانوار

سنکی بانگ خروس جاگ پڑا
ہو مصلی پہ آسمان کی کہڑا

آب شبنم سی کر وضو بضرور
بس لگا پڑھنی جہر سورۂ نور

شہ نی بہی اوٹھہ کی اوس یگانی کا
والضحی پڑھ کیا دوگانہ ادا

چاہا یہ شوخ چار مین کا زر
کسکی تک دیکہ لے کسوٹی پر

شاہ زربخش جیون ز راہ ستم
چرخ کہاتا ہوا بہ بوتہ غم

آیا اوس سیمبر کے گہر مین دوان
اوسکا بہی تا عیار لی نہان

آگی اوس بت نی شہ کو کی تسلیم
شیوہ اوسکا تہا جسطرح تسلیم

نقل و می لای اور ساقی ہو
بس لگی دینی جام خسرو کو

وہ نہ می نہ کباب کہاتا تہا
زہر غم پیچ و تاب کہاتا تہا

کی نہ خدمت مین اوسنی تقصیر
تھی یہ دلدار سے شہ دلگیر

بسکہ فرزانہ تھے وہ جانانہ
تھی پرستار پر حریفانہ

دلربایانہ کار بند تھے گاہ
گہ کنیزانہ تھی بخدمت شاہ

ساغر مہر مین سے بادۂ نور
شکل کافور جب ہوا کافور

ہوگیا مشک شب سی یکبارا
عنبر سارا سا جہان سارا

کرکے گسترده شب کا سجادہ
ماہ ہو بہر طاعت آمادہ

سبحہ کہکشان کو لی در دست
زاہدانہ ہوا یگانہ پرست

طاعت حق سی تھی فارغ ہو
بستر اوپر گیا بظاہر سو

اوس صنم سی رغبت از بس تھی
بات مطلب کی کچھ نہ اوس سے کہی

دیکھا اوس نی گذری آدھی رات
اور گیا سو شہ خجستہ صفات

اوٹھہ کی بستر سی حجرہ مین جاکر
گوش و گردن سی ہو کر زیور

سر بسر پہن کر سفید لباس
صورت زاہدان زہد اساس

ہو بیک پا ستادہ شمع صفت
اشک سوزان بہا بہ صدق نیت

سبحۂ اشک ست مژگان مین
دیکی بیٹھی وہ یاد سبحان مین

یون لگی کرنے طاعت معبود
گہ زمین نیاز پر تہا سجود

عجز و زاری اور سجود و رکوع
آہ و افغان تھی باخضوع و خشوع

مغفرت کی طلب تھی گہ ز خدا
گاہ شہ کی سلامتی کے دعا

نادم اپنی گناہون سی ہو کر اشک ریزان تہی شمع سان یکسر
یعنی بیکی جو یہ خدا خواستے ہی برائی فریب سلطان نے
پایا جو وم و خطا سی اوسکو بری پانی تر دامنی اوس مین ذرے
جب بدکارہ اوسکی تین پایا دلمین شکر خدا بجا لایا
امتحان جانو کا کیا جب خوب کہل کیا جسکا جیسا تہا اسلوب
جلد سیی اک منکا سبو جو خام پانی لگتی ہی کہل جو جای تمام
آتی جب اپنی وقت پر وہ بکار کہ سبو لیکی جاے دریا پار
مرکب خام کہل چلا افسوس قعر کی سمت ڈہل چلا افسوس
جانہ آب مین وہ در یتیم پہونچی پانی ستے جا بنار جحیم
لونہ دنیا کی یہہ سبو تہی خام تانہ غرق بلا ہو یون ناکام
گر سہارا ہی کچہہ تجہی درکار لی سبوی رضای حق بکنار
جب سزا جب حال اونی پای بارہی اور ونکی پہر سزا کی آئی
کوڑی اس رنگ ماری جو بالکل ٹکڑی ٹکڑی بدن ہوا جون گل
اس سیہ رو کی تین اوسی کو دیا انتقام اور کچہہ نہ اوس سی لیا
بیٹہہ جسکی جہلی تہی قاقم سے تہی جو دل بستہ اونٹ کی دم سی
کر نمک پاشی اوسکی تن پہ خوب دی سزا نازنین کو اس اسلوب
تا کری جب سحر کی بیٹک کشی یاد کر بوی مشک کہای سے غشی
پاکدامن تہی شکل گل جو نگار رنگ شہوت سی تہی بری دلدار
جسقدر اوس سی تہی اسی نفرت اوس سی وہ چند اب تہی الفت
اوسکی مہر و وفا کا مارے دم دمبدم ہو بغلمین وہ ہمدم
بسکہ اوس نازنین کا صورت نور تہا لباس سپید جون کافور
شہ نی کر اوس صنم کی تبعیت کی لباس سفید مین شرکت
جبتی جب تک رہی وہ مہر و ماہ تہا لباس سفید ہی دلخواہ
کیونکہ ہی یہہ رنگ سب سی بہت اعلی جسکو بہتر کہے حبیب خدا
روز روشن جو ہی سراپا نور اس لئی ہی کہ ہی وہ جون کافور
ہتو ہی جب مشک آدمی کافور تب تو کہلائی وہ خدا کا نور
کیا کرون آہ مین سپید نامہ کہ سیہ رو ہون صورت خامہ

جہانتک کرشمہ یہ دیکھتا تہا حال بندہ گیا بد گمان کو او خیال
یون ہی جب چند روز تک باہم آزمایش کی شاہ نی ہر دم
مستقیم اوسکو پایا عفت مین اور سالک طریق عصمت مین
کی نکوئی نی اوسکی دل مین جگہہ پر نہ اس سی کیا اوسی آگہ
چاہا ہر ایک کو سزا دیوے سب کی اعمال کی جزا دیوے
تہی دہری پختہ جس مقام سبو رکہہ دی اوسکی جگہہ وہ خام سبو
رکہہ سبو جاتی کی تلی بی غم قطرہ زن پہونچی بیچ مین جسدم
دی حنیفت کشش اجل کو لگام رہ گیا منصف رہ مین کہ خام
پختہ مغز ان سبو یہ پہیری بات طمع خام مت کر وہیہات
آسرا اس سبو کا چہوڑ دلا مرد ہی تو سبو یہ توڑ دلا
پار جس سی ترا یہ بیڑا ہو دی تجہی بانجہہ دہار مین ڈبو
پہونچا جس گل کو گل ستی تہا آزار خوب شلاق کی اوسی یکبار
تہا جو یار اوسکا نکلی شب جہر جسکی اوس مہ کی تہی دلمین مہر
لید کہوڑون کی تا کری جب پاک یاد کر یہ نعیم ہو وہی ہلاک
سر سی تا پا چہپای اوسکی غار تہی جو نشتر سی بہی فزون خونخوار
دی اوسی سار بانکو وہ بدرگ چاہتی سگ کو نیم خوردہ سگ
کیونکہ یہ دی گئی ہین لوگ مثال قدر نعمت ہست بعد زوال
عاشق زار اوس صنم کا ہو بانوی بانوان کیا اوسکو
عہد یون اپنی دلمین شہ نی کیا تا کری بیوفا یہ زیست وفا
اور محبوب سی نہ رکہی کام دوسرے کا نہ ہوے بلکہ نام
صورت ماہتاب اور ناہید دوست رکہتی تہی جہاں کی سپید
تخت اور تاج چتر اور لوا شکل ناہید سب سپید کیا
رنگ کافوری ہی غرض بہتر ہی نفاست ہی اسی مین سرتاسر
بہتہا سکی تئین جو تہا پایا تب تو خیر الثیاب فرمایا
موی انسان سیاہ جب تک ہو نور حق کا کہی نہ کوستا اوسکو
پوچہتا کیا ہو جسکا سر تا سر نامہ اعمال کا سپید اگر
ہی مگر لطف ایزدی سی امید کر دی جسم رو سیہ کا نامہ سپید

جب جہت سی اوسکو ہو دیوی
دہوکی ساری سیاہی کہو دیوی
نور افشان یہ داستان سکر
سویا بہرام اور وہ پیکر

جدا زین جب تلک شہ بہرام
دار دنیا مین تہا انکو فرجام
صورت مہر ماہ لیل و نہار
لیتا ہر برج مین تہا وہ قرار

وہ نہی ہر ہفتہ بس گذرتا تہا
ہفت گنبد مین عیش کرتا تہا
یک یہ ہفت گنبد گردون
گہات مین اوسکی تہا بکرد فسون

آخر اک روز اوسکو دم دیکر
ہفت گنبد سی کر دیا باہر
چرخ ہی ہفتہ سبت اشپہ پول
دوستی پہ نہ اسکی جون گل پہول

گور سی اوسکو تہی بس نسبت
گور کی اوس سی کی بنور الفت
تہا جو بہرام گور اوسکا نام
منزل گور ہی مین پایا مقام

وفات پانا بہرام گور کا گور کی جستجو مین اور جانا چاہ گور مین گور کے آرزو مین

یون بیان اب کرے ہی سکار راز
قصہ بادشاہ گنبد ساز
یعنی تہا ایسا شہ بہرام
ساتون گنبد مین تہا جنکا مقام

آخر اس گنبد فلک نی ہای
گنبد گور مین سلایا وای
گور افگن جو تہا یہ لیل و نہار
ہوگیا آپ گور کا وہ شکار

گور کو گور کی تہی لزبس چاہ
گور نے گور کا دکہایا چاہ
بسکہ تہا گور کی شکار کا شوق
بعد مدت وہ پہیر آیا ذوق

صبحدم ایک روز ہو کی سوار
گہر سی نکلا یہ جستجوی شکار
اشقر باد پا کو دشت بدشت
دیکی جولان وہ کرتا تہا گشت

گور کی جستجو مین مضطر سا
ہر طرف وحشیانہ پہرتا تہا
آہ کرتا تہا وہ گور تلاش
بلکہ کرتا تہا اپنی گور تلاش

بسکہ تیر اجل تہا اوسکا تیر
جان سی ماری سیکڑون نخچیر
پاڑہی آہو چکاری اور چیتل
صید اوسنی کئی کیا تہ تیر اجل

پر تسلی ہوا نہ دل مضطر
تہی ہر اک آن گور ہی پہ نظر
اتنی مین ایک گور آہو وش
آہو چشمون سی شوخ اور سرکش

تہا نہ وہ گور اک چہلاوا تہا
گور کیا زور اک چہلاوا تہا
شکم و پشت و پہلو اور سینہ
یون چمکتا تہا جیسی آئینہ

دلبرونکی طرح سی تہا چنچل
شکل سیماب تہی نہ اک جا کل
برق کی شکل سی دکہا کی جہلک
کہ زمین پر تہا اور کہ زیر فلک

الغرض لیتا یون وہ جاتا رہا
نظر آتا تہا اور نہ آتا تہا
تہا نہ وہ گور تہا فرشتہ مرگ
خط پشت اوسکا تہا نوشتہ مرگ

سامنی جب قضا کار آیا
بس قضا کا پیام وہ لایا
دیکہتی ہی وہ گور دیدہ دلیر
لپکا بہرام اوسپہ مثل شیر

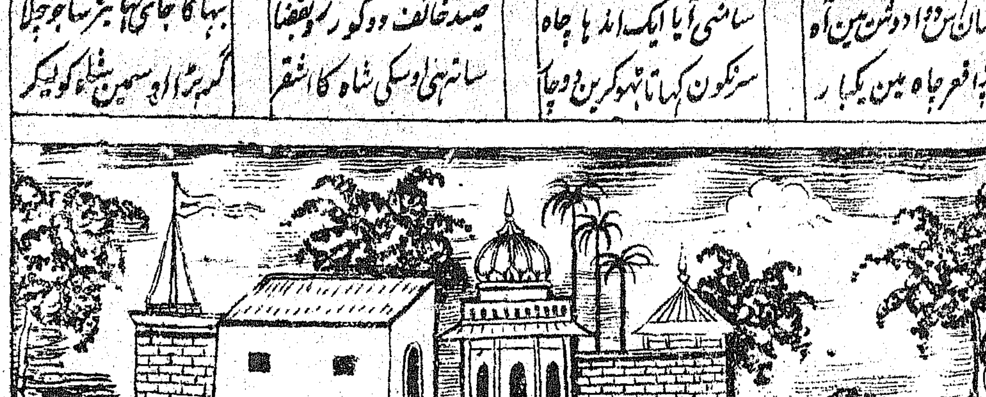
لیک اشقر کی آہ تیز دوی
گرد کو بہی نہ اوسکی پہونچی تہی
باگ کو اوسکی دی تہی اسنی چہوڑ
دوڑتا اوسکی پیچہی تہا گہوڑ

اور بہی سی تہا پر اوسی تکتا
سایہ کو اوسکی تہا نہ چہو سکتا
تیر پہ تیر کو لگاتا تہا
نصف رہ مین یہ وہ جاتا تہا

چوکڑی بہر کی خالی ہی جو تیر
وہ بہلا کب کمند مین ہو اسیر
قادر انداز شاہ کہا کی خطا
کاٹ کاٹ اپنا ہاتہ کہاتا تہا

ناگہان اس دہ اور دشت مین آہ
سامنی آیا ایک اندہا چاہ
صید خالف وہ گور بہ قضا
بہاگا جاتا تہا تیز سا جو چلا

گر پڑا فہر چاہ مین یکبار
سرنگون کہاتا ہوکرین وہ جا
ساتہ ہی اوسکی شاہ کا اشقر
گر پڑا اوسمین شاہ کو لیکر





…انہ سور دو رسی ہیہات / دن کہی تہا جو ہوگوا اندہیری رات
…ی مثل یہ قضا جب آتی ہی / بدتر از گور کر دکہاتی ہی
…قصہ کوتاہ لوگ دو لتخواہ / لی طناب رازا و تری بچاہ
…ہا ہی جب آفتاب زیر زمین / آدمی سی نکل سکی ہی کہین
…پہنچی کوفت سب ہی ہلکان / نہ ملا نام کو بہی اوسکا نشان
…شکل گہوڑی کی تہی ہوئی اس شکل / طفل اسپ کلی کولی جیسی شکل
…ہو دکر ہر طرف زمین ڈہونڈہا / گنج کا وان ملا یہ دو نہ ملا
…پائی جو گور مین زکشور کون / پہیر اوسکو پہرا کی لاوی کون
…اک مین مشت خاک جب ملجای / خاک پہر کو مٹی خاک اوسکی پای
…ی اس خاک کا سدا ہی کام / خاک پائی وہ پہر گل بہرام
…ہی خاکی تو خاکسار ہی کر / آتش کبر او رہوا سی گذر
…اک بہرام کی بہت چہانی / یہ تہی دشوار خاک چہانی
…بمقدور کی او نہون نی تلاش / گر جگر مین زمین کی ہو پر خراش
…سینہ پر غبار و چشم پر آب / لیک گہر کو پہر آئی خانہ خراب
…بلکہ مدت تلک ہی گریان / سوز بہرام سی جگر بریان
…پانہ دو صبر بلکہ تہی غفلت / قاطع رشتہ بندی الفت
…ہو دی خانہ خراب غفلت کا / دور ہوتا حجاب غفلت کا
…ردم از عمر میرود نفسی / چون نگہ می کنم نماند بسی
…ہوتا کس نیند ہی تو آئی ہہانی / عمر ہونی تمام اب آئی
…پایہ غفلت ہی ہائی نادانی / سوچ اس بات کو مری جانی
…قلہ عمر کا ہر ایک نفس / مرحلہ سنج ہی بیانگ جرس
…بیہ کیونکر نہ تیری جان پہ آئی / ہی مسافر تو اس سرا مین ہای
…ل آنکس کہ رفت و کار نساخت / کوس رحلت زدند و بار نساخت
…ت عیشی بکوز خویش فرصت / کس نیارد زپس تو پیش فرست
…ل سی رفتگان کی لی عبرت / نیک بد کر گئی سبہی رحلت
…سکندر رہا نہ دارا آہ / نی سلیمان سا شاہ عالیجاہ
…قی باقی رہی نہ آہ بیان / نام ہی انکا رہ گیا بجہان

روز روشن مین ابہی کہ پاس ہی آ / نہ دکہایا خدا نی دیکہو جا
گور کی چاہ سی بنا کر گور / لا گرا ہی دیا بچاہ گور
خاک ماہی تلک بہت چہانی / نہ ملا پر وہ ماہ کنعانی
تہا وہ مہر زمین مین گیا / کب نکالی سی وہ نکلتا تہا
ڈہونڈہا جب خوب سا آخر کار / پایا گہوڑی کو پر ملا نہ سوار
یہ تہر و نسی کچل کہسی آتا / باکہ تہیلی مین کوی بہری آتا
تہا وہ گنج روان تقدر روان / جب زمین مین گیا تو پائی کہان
کہود کر گرد می زمین مین خاک / خاک چہانی ہوا نہ حاصل خاک
خاک اس خاک پر جو آئی ہین / خاک نی خاک مین ملائی ہین
جب ہوا سی بہائی اسکی چال پیچ / خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی
کر بصیرت کی ہی گی تجکو نگاہ / خاک بہرام پر نظر کر آہ
کہود کر خاک پہونچی جا تا آب / نہ ملا لیک وہ در نایاب
ہو کی ناچار سب نکل وہاں سی / خاک سر پر اوڑا کی اشک بہای
ہاتہہ پہ ہاتہہ کر لیا بس کہود / بن کی ستارہا بصورت دود
آخر الامر جان لا حاصل / رکہی چہاتی پہ اپنی صبر کی سل
یہ ہی غفلت ہماری ہی بخدا / نام غفلت کا ہی جو صبر رکہا
خوف عقبی سی اس ہی ہین غافل / عمر جاتی سب چلی ہی لا حاصل
خواب غفلت دلا یہ کہتا کی / ہائی نادان خبر تجہی کہ ہسی
اینکہ پنجاہ رفت در خوابی / مگر این پنج روز دریابی
عمر ہیت سست و آفتاب تموز / اندکی ماند و خواجہ غرہ ہنوز
منزل کوچ مین ہی تو دن رات / غفلت اپنی ہی تجہی ہیہات
وان ہی نقارہ کوچ کا ہوتا / غافل اس جا ہی تو پڑا سوتا
ایک دن اوس سے سب ہی جانا / توشہ لی کہ پہر نہین آنا
کہو لگا انکہ ہی بہادر دیکہ / چونک کر خواب سی نظر بہر دیکہ
نہ فریدون ہا نہ یان ضحاک / خاک مین مل گئی انہون کی نماک
یان نہ جمشید کا رہا کچہہ زور / جہانکی بہرام گور نی ہی گور
بس یہ بہتر ہی سوچ تک اسکو / سمجہا غافل آہ تو بہی ہو

نیک و بد جون ہی ہی باید مرد
خنک آنکس کہ گوی نیکی برد

نہ رہیگا کوی یہان پر لیک
نام رہ جائیگا ہو بد یا نیک

آن رباکن دین کہن بنیاد
گر تو خلقی کند بہ نیکی یاد

خاتمہ اس تعمیر بے نظیر کا اور عجز و نیاز مصنف حقیر کا

با ہزاران شگفتگی و بہار
با دو صد تازگی و نقش و نگار

جب کہ رضوان کو اسپر آی نگہ
روضہ رضوان کا کیون کہائی نہ رشک

اوسکا رضوان وہ اسکا ہین رضوان
ہی یہ میرا بہشت رشک جنان

معنی تازہ ہین لفظ ہی نگین
چون گل نو بہار خلد برین

ہی ہر اک لفظ غیرت گلزار
ہر سطر سی عیان ہی سنبل زار

سلسبیل اسکی دیکہ اور کوثر
یعنی بین السطور سر تا سر

صاف ہین لفظ جیون نہ جاچہ در
مے معنی ہر ایک مین ہین پر

معنی یون لفظ مین ہین جلوہ گرا
ہو بہری جیسی شیشہ مین صہبا

طرفہ می جس سی مست ہون ہشیار
اور ہشیار مست ہون سرشار

جرعہ اس می کا لیوی جو یکبار
حشر تک مست وہ رہی سرشار

دیکہلی یکی یون یہ ہین مانون
پہر ہوشیار اگر تو ہین جانون

جب بیاض ورق پہ سر تا سر
کر کی ہمدوش صفحہ کے مسطر

مثنوی جو جو تہین یہ مانی ہین
یعنی بیان کی کتاب خانی ہین

سعدی گر مثنوی با انداز
طوطی ہند و بلبل شیراز

حسن دہلوی اگر ہوتے
مثنوی اپنی پاسے رہین ہوتی

کن ترانی نہ کر حقیقت تو
اپنی منہ سے نہ بن میان مٹہو

نہ کہ اوسکو سخن ہی خود عطار
کرنی تعریف کیا تجہی درکار

پر خریدار جبکہ ہین لیتی
ترش و شیرین ہین چکہ کی کر دیتا

گرچہ لرزان ہون عیب جو یونہی
اور ہراسان ہون ہشت خو یونہی

دیکی اس سکہ تیغ کو رواج
تیر تشنیع کا بنا آماج

پر نہین منصفون سی ڈر مجکو
ہی تو بس ہر مون سی خطر مجکو

آج تک اونکو یہ نہین معلوم
نثر ہی یہ کلام یا منظوم

ہین یہ بحر جہالت ایسی غرق
نقطہ او نکتہ مین نہین انہین فرق

نہ رہا اور نہ رہیگا کوے
جیسا ہو ویسا ہی کہیگا کوی

پہر تو لازم ہی ہی میری جان
سات نیکی کی چہوڑ اپنا نشان

آگی تو جان اور تیرا کام
ہین کہا دا السلام والاکرام

شکر حق کا یہ رشک باغ ارم
غیرت خلد اور دماغ ارم

چند ہی وزین ہوا بجہان
رشک افزای روضہ رضوان

بولا رضوان ہی دیکہ اسکی زمین
ہشت خلد برین یہ وہی ہین نا

تازہ تازہ کہلی گل مضمون
سرو الفاظ ہر روش موزون

کیون نہ ہر گل پہ عندلیب آسا
طائر خلد ہو وہین نغمہ سرا

سرخی شنجرف کی جہان ہی عیان
داغ ہی اوس سی لالہ نعمان

آب معنی ہی سلسبیل نسب
ہر پہ لفظ جبرئیل حسب

می معنی جہلک رہی ہی یون
آب گوہر مین ہو نمایان جون

مستی افزا ہے بسکہ یہ می ہے
مست عاقل ہون پیتی ہی یہ مے

نشہ کہ دیرپا ہی کس می کا
نشہ ہی یہ مدام اس می کا

ہو وہی منکر کوی جواب اسکا
چکہ سکے اک جرعہ دیکہلی وہ مزا

صندلی بو یہ می عجیب ہی یار
درد سر دی کبہی نہ جسکا خمار

مثنوی یہ قلم نی کے ترقیم
ماہ را مشک راند بر تقویم

جاری اسکی حضور اوس پہ ہوا
حکم تقویمہا ہی پاسے بن سکا

وہ شکر سے دہن مرا بہرتا
گل تحسین نثار یہ کرتا

حسن الطاف ہی پکارتے مجہے
کہتی احسنت بار بار مجہے

مشک وہ ہی جو آپ بو دیوے
بوی خوش خود وہ سو بسو دیوے

ہی مثل یہ کہ بیچنی دا لا
چہاچہ کو اسنے کب کہی کہٹا

کرنی لازم نہین یہ لاف گزاف
ہین جو منصف کرینگی خود انصاف

لیک نصف جنکا ہی پیشہ
اونکی باعث نہین کچہ اندیشہ

کیونکہ یہ کہگئی ہین اہل سلف
یعنی من صنف قد استہدف

ربط دو حرف کو نہ دیکہا نہین
نظم سی نثر کو نہ پہچانین

چار مصرع جہان وہ سن پاوین
بہت رباعی ہی اوسکو بتلاوین

نکتہ گیر یکو تسیہ ہا ی ستم
معجزن اونکی ہی زبان قلم

حرف رکھنی ہے دل سی ہوشیدا / جون قلم دو زبان کرین پیدا
اکہ سکین خاک اکث مصرع ہی / پر مثالی کو ہین بڑی آفتہ ہی
ریسی ہی بی بصیر تون پر یہ / ہی کہاوت زبان زد کہ ومہ
ای حقیقت یہ کیا ہی قیل و قال / شرم کر کر رہا ہی کیا یہ مقال
منفعل تک تو اپنی دل مین ہو / خود فضیحت نصیحت اورونکو
ہشک جب دل مین آئنی کی ہو / روشنی خاک بخشی غیرونکو
طفل مکتب ہی آپ تو ہیہات / چہوٹا منہ اور بڑی یہ کہنی بات
کہی بی ربط چند یہ اشعار / فخر ہی اسقدر تجہی ای یار
جا بہ کنج خمول بیٹہ کہین / میر میدان شاعری تو نہین
جب کہ مین دیکہتا ہون اورون کو / حاشا کلا کہنہ اگر جہی ہو
سر کو زانو پہ جون قلم رکہکر / گریہ کرتا ہون آپ اپنی پر
دعوی شاعری زبان پہ گر آئی / شمع سان تو زبان مری جل جائی
میری استاد کا تہا فیض مجہی / جو یہ موزون چند شعر ہوی
چند یہ شعر جو کئے موزون / انکی بی ربطی سی خجل خود ہون
مصرع اک سا لہا مین ہی نجدا / ہوتا موزون نہین سہی ایسا
ربط ہی اسکا ہی چہپا مجہسی / شعر برجستہ پہر ہون کیا مجہسی
آمر اسکا جو دل مرا یہ ہوا / امتثالا لامرہ سب ہے کہا
یعنی کیا زیست کا بہروسا ہے / اس سہی بی اعتبار تر نہین شی
یادگاری کز آدمی ماند است / سخن ہست و دگر ہمہ باد است
حق مطلق سہی ہی یہ مجکو امید / کہ رہون اس سہی بندۂ جاوید
ذہن ناقص مین جبکہ یہ آیا / اسکو مین قید نظم مین لایا
کرکی کاغذ قلم دوات بہم / حوصلے کے موافق اپنی ہم
اک تو تہا مین اسیر دام مرض / مجکو انواع کی مرض تہی غرض
تب بو آسیر اور درد فراق / انکی با تہون سہی ہی تہا جینا شاق
اس سوا اور تہی بہت آلام / ون مین کس کس کا تیری گی نام
نسری روزگار کا عالم / تہا نہ کچہ اختیار کا عالم
صبح سی اک پہر تلک ای یار / تہا فراغ اور بیاقی تہا در بار

ہیچ ہین ادنی سی ہون مین جون نامہ / نشو ہی سینہ بصورت خامہ
آپ پر عیب سی ہین سراسر / نس پہ اورونکی عیب ہی نظر
کانا دیکہی نہ ٹینٹ اپنا ادہ / پہلی اورون کی تاکتا پہری اہ
اورونکا یون کری ہی نقص عیان / اپنی کرتا ہی عیب کیون پنہان
بحر نادانی مین تو خود ہی غریق / جہل کا ہو رہا ہی آپ رفیق
زنگ کر پہلی اپنی دلکا دور / بخشش جو ہر اور کو تب نور
بی بغل دل کا خیر و نادانی / نہ کر اب زانوی سبق خوانی
لاف ہی شاعری کی تجکو او نہ / بس اسی منہ پہ یار ہیٹی منہ
یار وین معترف ہون خود نقصو / کوسون ہون لاف شاعری سی دور
آپ کو خوب مین سمجہتا ہون / اپنی کیا بی سلیقگی مین کہون
دعوی شاعری نہین مجکو / نسبت اس فن سی نہ تہی مجکو
نسبت اس فن سی ہی بہلا مجہی کیا / خوان استاد ونکا ہون ذلہ ربا
ہی یہ فیضان حضرت جرات / ورنہ کیا شعر سی مجہی نسبت
دل کی کہنے سے یہ کہے اشعار / ورنہ کیا شعر سی مجہی سروکار
چاہی اسکو روز و شب کی مشق / جسطرح سی ہی اور سبکی مشق
ہی مثل یہ جہان مین مشہور / یعنی ما مور ہی اجی معذور
جی مین یہ بات سوچ کر ای یار / کی جگر کاوی اس مین لیل و نہار
یادگار اپنا کچہ تو یان رہ جای / دم کا کیا اعتبار آئی نہ آئی
باقی رہنی کا مین نہین ناکام / باقی رہ جائیگا یہ اس سی نام
این ورق کز نشاط دارد بہر / یادگاریست از من اندر دہر
تہا پریشان اگرچہ دل میرا / لفظ و معنی کو جمع کر یک جا
سخن آرا ہوا مین جون خامہ / تا ہوا نقش گیر یہ نامہ
درد سر رفہ اور نفث الدم / تنگی سی ناک مین تہا ہونکا دم
دق و حکہ اور خارش و دمہ / کر رہی تہی جدی ہی بیداد
لاحق افکار دنیوی تسیر / ایکن پہر فکر شعر ہو کیونکر
فرصت اسکی سبب تہی دم بہر / دم بہی لی سکتا تہا نہ مین مضطر
اتنی فرصت مین ہی غرض کہ مدام / مشتغل تہی اپنی اوقات اسی کام

کیونکہ انسان سے ہی ہین پیوستہ
اونکو کرتا تھا مصاف رقم
ربط معنی نہ چستی الفاظ
اس سے ہی بعد مدت سہ ماہ
بیس دن سے فزون نہین ہوتے
عرصہ تھوڑا ہے اور وہ حالات
فکر مضمون ہووے نہ ای یار
جو کہ ہین فن شعر سے آگاہ
اور مضمون تازہ کی تو تلاش
متصفون سے یہ التجا ہی مجھے
طبع رکھتا ہو کیسے ہی عالی
آدمی ہون نہین فرشتہ مین
آدمیت سے ہی اگر باہر
کر تو خوبی پہ خوبرو کی نگاہ
ہو خدا داد حسن جسم کا
تو بہی اس نیک کی سینت بخدا
خسرو شاعران ہندستان
وہ بلاغت مین ابلغ البلغا
غلغلہ اوسکا پہونچا تھا بہک
عرف مین نام تھا قلندر بخش
اوسکی دیوان کا کیا کہون عالم
ہر رباعی ہے ربع مسکون گیر
ہی قصیدے کما قصیدہ بخدا
بیت معمور سے ہی بہتر بیت
نرہا وہ مگر نہ ہیگا نام
جسکہ خلاق ہو سخن کا فوت
شمع بزم سخن طرازات تہا

نت حوائج بہت سے وابستہ
ہوتی مضمون تازہ کیونکہ بہم
ہی شکستہ درستی الفاظ
مثنوی مین فی یہ لکہی ہی آہ
بلکہ کم اس سے ہین کہین ہوتے
عرض مین کرچکا ہون جو حالات
متفکر کرین نہ جب افکار
راست سمجہین گے قول یہ ایلہ
دلکو دیتی ہی سو طرح خراش
ہین بری ایسے شعر یا کہ بہلی
وہ بہی ہو کا خطا سے کب خالی
ہون خطا سے غرض سرشتہ مین
ذوق سے پہر تو کر خطا پہ نظر
نست بدی کچہ لباس کے دیکہ آہ
دست مشاطہ نہ بہا دے ہی کہیا
ست بدی پر لباس کے اب جا
بلکہ سلطان شاعران جہان
بفصاحت وہ افصح الفصحا
گوش سکان عرش علی تک
ور معنی سے تہا وہ گوہر بخش
جس پہ مفتون ہوا ہی کہ عالم
مشکل ارکان اربعہ ہی شہیر
کہ ہی قاصد جہان کی لینی کا
قدر عالم مین اپنی ہر ہر بیت
زندہ شعر و سخن سے تا بقیام
آتی کیونکہ نہ پہر سخن کو موت
گل ہوئی شمع تو بہی اندہیرا

اتنی فرصت مین الغرض جو تون
کچہ نہین شاعری کو دخل دیا
ہوتی اپنی اگرچہ اس درست
کیجی ساعات کا حساب اگر
بخدا اس مین کچہ دروغ نہین
کیا مضامین اس مین ہون رنگین
فکر تب ہو نہ ہووے جب کچہ فکر
ربط دو لفظ دینی مین یکسر
گرم ہو جاے شعر کوئی تب تو
عیب بینی سے کر کی قطع نظر
پر خطا اسکا ہو نہ کیونکہ ضمیر
اس سے خالی اگر تو ہووے یار
کو نہین ہی لباس اسکا خوب
جب ہو بیساختہ حسین ولداس
کہتی ہین یہ دو چشم بہی بیان
جیتا رہتا اگر مرا استاد
مصحفی انوری دخاقانے
لفظ پیدا اگر ہی تہا کیا موزون
ایسا آوازہ کسکا تہا سمجہا
دوسرا ایسا کب غزلخوان ہی
حجت قاطع اوسکا ہر قطعا
اوسکی ہر ہر غزل سے عجز آلے
مثنوی بہی ہین اوسکی مستثنا
کیا کہون اوسکی ہین ادا اسپے
وہ نہین مر گیا ہی اوسکو حیات
حق ہی حقا سخن حقیقت کا
نہ رہا اس جہان مین وہ مرحوم

ہوئی اشعار جسقدر موزون
قصہ موزون فقط ہی ہین کیا
معنی و لفظ تب تو ہوتی جسکا
نظم جنمین ہوئی ہین یہ گوہر
جہوٹ کہنی سے کچہ فروغ نہین
دخل ہو خاک شاعری کی تمیز
فکر مین فکر شعر کا کیا ذکر
کہا نا پڑتا ہی کتنا خون جگر
شمع سان جب دماغ سوزی ہو
دیکہین اسکی طرف بچشم ہنر
سہو نسیان ہی آدمی کا خمیر
کر خطا جو تب تو اپنا اشعار
شاہد داستان تو ہی محبوب
زیب و زینت ہی کیا اوسکی دو کا
بخشی جاوینگی باعث نیکان
سرہ و ناسرہ کا وہ نقاد
سعدی وقت و خسرو ثانی
تہا وہ خلاق معنی و مضمون
یعنی مصحفی اماں جرأت
جسکا ہر حرف ایک دیوان
جس فی اقطاع ملک شعر لیا
فیض لینی سے کہ نہین
منقطع جس سے سبکا ہی کہا
کیون نہ پہر اوسکی ہو ادا
ریختہ مر گیا مگر ہیہات
ثانی پیدا نہ ہو کا جراں
آسمان ہنر جہان علی

دی اصلاح تا وہ سر تا پا — رہنی دیتا نہ سقم اس مین ذرا
گر صحیح اسکا قول ہو جاتا — کسکا منہ تہا غلط جو ٹہراتا

نہی مجہسی تب نہ مین ہوتا — نر ہا وہ رہون نہ کیون روتا
مجہ کو کسنی بلا نہ تب میری — عاجزی اوس پہ اب ہی بیکسی

کیا کہون کیون نہون جگر خستہ — میرا کہنا تہا اوس سے وابستہ
سہ گیا مین تہی میری قسمت نصیب — حق نی اوسکو کیا بہشت نصیب

دیوی خلد برین مین اوسکو خدا — بجوار رسول اطہر جا
یا الہی دعا یہ ہووی قبول — بطفیل جناب پاک رسول

اور ملی مجکو ہے بروز جزا — قرب مین آل احمدی کی جا
گرچہ پر سقم سے رہا یہ کلام — پر ہون مجبور ہمین ناکام

ہو لی اتنے ہی مجہ مین گر قوت — دیتا جو اسکی سقم کو صحت
منقسم کاہی کو اس مین رہ جاتا — کہہ چکا مین جو کچہ تہا کہ آتا

نامہ نامی حبیب ہوا یہ طے — سن تہی پچیس اوپر بارہ سے ۱۲۲۵
ختم جب وزن مثنوی یہ ہوے — گیارہوین تہی ربیع الاول

شعر اتنی ہوی کیا جو شمار — سات سو مین ستہ اور چار ہزار ۴۷۶۰
جیسا ہے ویسا یہ رہا نامہ — کسکا اصلاح دہ ہوا بہ خامہ

ہان اگر کوئی منصفی پیشہ — خوب سا دل مین کہ کے اندیشہ
غلطی کچہ صریح اگر پاوی — دیوی اصلاح جہمین گر آوی

اور اگر اس سے ہو ذرا بہی شاد — فاتحہ پڑھ کے تو کری مجہی یاد
خوف اصلاح سے نہین اونکی — ہی خطر دل مین تو مری بہی ہے

یہ نہو جہل کر سے لکہے کوی خر — خر عیسی وہ جای موسے پہ پر
فعصی آدم کی جا اسے آہ — فعصی موسی دی نہ لکہ واسد

یعنی آدم کو کیا عصاے کام — تہا عصا موسے کا علیہ السلام
ایسون سے التجا ہون مین کرتا — گل نہ کترین وہ یہ برای خدا

دیکہین وہ سقم اسلین کیسا ہی — دین نہ اصلاح چہوڑین ویسا ہے
گل ہی یا خار ہے کہربا سنگ — کہربا یا کہ لعل ہی خوش رنگ

رنگ جو ہی بدل نہین سکتا — زنگ اب یہ نکل نہین سکتا
لعل و گوہر گرچہ عزت ہی — کچہ نہ کچہ لو نہ کو بہی قیمت ہی

مشتری ہی سب یہ کی ہین چین جا — پکتا حنظل بہی ان پہ ہی بجا
شہد و شکر کے گو ہین سب خواہان — ہین خریدار سرکی بہی میان

گل کی طالب ہین لوگ گرچہ ہزار — پر ہین خواہان خار بہی ای یار
باغبانکا ہو گل سے تازہ دماغ — خارکش کو ہی خارزار ہی باغ

گو یہ ہی خار پر مجہی ہی گل — گرچہ ہی خس یہ مجکو ہی سنبل
شبہ اسکو جان تو بدتر — پر مجہی تو ہی یہ نہ لعل و گہر

کیسا ہی عیب ناک ہو فرزند — تب بہی جان پہ ہی اور دلبند
زاغ [illegible] مین یہ میری لال — راحت دل ہین بچے جا بجی مثال

انکی دیدار سے ہی نور مجہی — انکی دیکہی سے ہی سرور مجہی
وہ ہونٹ ہی ہر کوئی کر نفیس ہی چیز — پہر ہو ناچیز چیز کیونکہ عزیز

تجہسی گر سب ہین لالہ زار طلب — اجسا ہی ہوگا کوئی خار طلب
آنکہ باشند جو مین سے تہے پایہ — لوگ ریزہ و برابن رقم سایہ

تیری بد کہنی سے نہ خوب ہو بد — ہو یہ مقبول جو کوئی وہ رد
شدہ اگر تو کچہ نہین پروا — داد حق ہی قبول خاطر ہا

تیری بد کہنی سے نہ بد ہوگا — تیری دکہو نہی سی نہ رد ہوگا
گر یہ نقش قبول غیب سے پای — سکہ اس زر کا پہر کون مٹای

پائی جب سے انہی وان قبولیت — کیونکہ پہر کر سکیگی رد خلقت
یا الہی یہ لو بر نامے — ہووی پختہ رہی نہ کچہ خامے

ہوی خوش ہی دماغ کو جون گل — راحت افزا ہو یہ بصورت گل
عاشق اسپر ہون مثل بلبل لوگ — پائین اس سے نشاط جون گل لوگ

کرا ہی تو عزیز خاطر ہا — ہو یہ ناچیز چیز خاطر ہا
رکہ نوای واقف جلی و خفی — عیب جویون سے اسکی تہین مخفی

سرمہ اسکی سواد کا ہو مگر — روشنی بخش چشم اہل ہنر
کور باطن کے چشم سے کہ دو — دیدہ اہل دید کو دی نور

ہو یہ مطبوع طبع خاص و عام — بس اسی پر کیا مین ختم کلام

شگفتہ ہوا گل تاریخ کا نسیم فیضان سرمدی سی اورہ

رنگ لایا تا آبیاری سی الطاف تائید ازلی ابد ہی سے

جلد ہی کم ہوا اسکی ہاں ہی بہار
بلکہ اسنی فزون کہا ہی بہار
مثنوی ہے جو گل ہی سی رنگین

ہشت گلزار کا کہلا جب گل
دیکھ مصراع سنبل تاریخ
ہی گل نو بہار خلد بریں
۱۲۶۵

اور آیا بہار ... پربا ...
یون شگفتہ ہوا گل تاریخ

الحمد للہ کہ این بہار بہارستان معانی و نگار نگارستان مثنوی و مضامین بہار مثنوی ہشت گلزار تصنیف لطیف نخل موید حدیقہ فصاحت
شاہ حسین متخلص حقیقت کہ فی الحقیقت در سیرابی مضامین رنگین و سرسبزی ہای تازہ آئین گلستانیست نظر مردم فریب و
بوستانیست پر حسن و زیب باکمال نقشہ ہای چست در مطبع مصطفائی امیدوار مغفرت ایزد منان
محمد مصطفی خان خلف حاجی محمد روشن خان مرحوم در بیت السلطنت
لکھنؤ محلہ محمود نگر زیر اکبری دروازہ بتاریخ پانزدھم شہر ذیحجہ ۱۲۶۷ ہجری
بقالب طبع در آوردہ تاریخ طبع از اشرف علی اشرف

قطعہ

چھپ گیا جو یہ مثنوی حقیقت کی ہے کہل گیا جس سی لالہ زار طبع
لکھا اشرف نی مصرع تاریخ ہشت گلزار ہی بہار طبع

سنہ ۱۲۶۷ ھ

